مردِ مومن ہی کی بے باکی و قہاری سے
زندہ ہر عہد میں ہے قصّۂ فرعون و کلیمؑ — اقبال

فرعون و کلیمؑ

مصرِ قدیم کی ایک سچی داستان! حق اور باطل کا عظیم ترین
معرکہ! حق کی عدیم النظیر فتح اور باطل کی عبرتناک شکست!

اثرِ خامہ

عبدالرحمٰن طارق بی۔ اے

ناشر

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بل روڈ لاہور

طبعِ اوّل   دو ہزار جلد   جولائی ۱۹۴۷ء

~~قیمت مجلّد .. .. .. تین روپے~~

خاص جلد .. .. چار روپے

فرعون و کلیمؑ

چوں بہ کلیمے سوئے فرعونے رود
قلب او از لا تخف محکم بود

اقبال

بشارتِ فتح

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ (طٰهٰ)

"ہم نے کہا اے موسیٰ ڈرمت، بلاشبہ فتح تیری ہی ہوگی"

کرشمۂ قدرت

فرعون کے گھر ہی سے اُٹھایا موسیٰ
اور مصر کا وارث بھی بنایا موسیٰ
دریا کو کیا عادلِ حق و باطل
فرعون کیا غرق بچایا موسیٰ طارق

معجزہ ہنر

بے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا!

اقبالؔ

خلاصۂ قصّہ

فرعون مصر کا مطلق العنان اور ظالم و جابر حاکم ہے۔ دولت کی کثرت، عیش و عشرت کی فراوانی اور نشۂ قوت میں وہ "انا ربکم الاعلیٰ" (یعنی میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں) کا نعرہ لگائے جاتا ہے۔ ہامان اور قارون اس کے مشیر اور وزراء ہیں۔ فرعون کی قوم جسے "قبطی" کہا جاتا ہے، بنی اسرائیل کو ذلیل و محکوم اور خود کو معزز و مختار سمجھتی ہے۔ یکایک نجومی خبر دیتے ہیں کہ از روئے علم نجوم وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے جو فرعون کی سلطنت اور اس کے دعوائے خدائی کو نیست و نابود کر دے گا۔ یہ سن کر فرعون دہشت زدہ ہوتا ہے اور بچوں کے قتل عام کا حکم صادر کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کے ہزاروں معصوم بچے قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر حکم ایزدی سے حضرت موسیٰؑ بچ رہتے ہیں۔ نہ صرف بچ رہتے ہیں بلکہ فرعون ہی کے محل میں آسیہؑ (زوجۂ فرعون) کے فرزند بن کر پرورش پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسی بنا پر قرآنِ حکیم میں فرماتا ہے کہ "تیرا صندوق اُن لوگوں کے ہاتھ لگا جو تیرے بھی دشمن تھے اور میرے بھی"۔

حضرتِ موسیٰؑ جوان ہو کر فرعون کے دعوائے خدائی اور مسلکِ فسق و فجور کے خلاف اعلانِ بغاوت کر دیتے ہیں۔ فرعون اور اُس کا تمام عملہ اُن کا دشمن ہو جاتا ہے، مگر اُن اہلِ شہر کی کوئی پیش

نہیں جاتی۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰؑ سے غیر ارادی طور پر ایک قبطی کا خون ہو جاتا ہے، اور وہ فرعون کی گرفت سے بچنے کے لئے مدین میں چلے جاتے ہیں۔ وہاں حضرت شعیبؑ جیسے بزرگ سے روحانی طور پر کسبِ فیض کرتے ہیں، اور بکریاں چرا کر دس برس کا طویل عرصہ بسر کرتے ہیں۔ حضرت شعیب اِن کی پاکبازی، تقویٰ اور بے لوث خدمت سے خوش ہو کر اپنی بیٹی ان سے بیاہ دیتے ہیں، اور مصر واپس جانے کی تلقین کرتے ہیں۔ مصر کو واپس آتے ہوئے حضرت موسیٰؑ وادی طویٰ میں آرام کے لئے ٹھہرتے ہیں، آگ کی ضرورت پیش آتی ہے، اور دُور سے ایک شعلہ دیکھتے ہیں۔ قریب جاتے ہیں تو تجلیاتِ الٰہی کا سامنا ہوتا ہے، اور اللہ تعالےٰ براہِ راست اُن سے کلام کرتا ہے کہ فرعون اور آلِ فرعون کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دیجئے۔ ہم آپ کو "عصا" اور "ید بیضا" جیسے معجزات عطا کرتے ہیں۔

مصر میں واپس آکر حضرت موسیٰؑ فرعون کو راہِ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں، اور معجزات بھی پیش کرتے ہیں۔ وُہ اِن معجزات کو جادُو سے تعبیر کرتا ہے، اور بڑے بڑے جادوگروں کو حضرت موسیٰؑ کے مقابلے کے لئے طلب کرتا ہے۔ جادوگر میدان میں شکستِ فاش کھاتے ہیں، اور نتیجہ کار موسیٰؑ اور ربِّ موسیٰؑ پر ایمان لے آتے ہیں۔ فرعون خفا ہو کر اُن کے اعضا کٹواتا ہے اور پھانسی پر چڑھا دیتا ہے۔ وُہ سب توحید اور ایمان کے ساتھ جان دیتے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح آسیہؓ بھی چونکہ حضرت موسیٰؑ اور دیگر ایمانداروں کی حامی و مددگار ہو کر فرعون سے اظہارِ نفرت کر چکی تھی، لہٰذا فرعون اُسے بھی ریگستان کی تپتی ہوئی زمین پر طرح طرح کے عذاب دے کر مروا ڈالتا ہے۔

قرآنِ حکیم اِس مقدّس خاتون کے ایمان اور صبر و استقلال کی بہت تعریف کرتا ہے۔

جب فرعون اور آلِ فرعون اپنے کفر و غرور پر بضد قائم رہتے ہیں، اور بنی اسرائیل پر ظلم و جور کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا تو خدائے قہار کی طرف سے ان پر طرح طرح کے عذاب نازل ہوتے ہیں۔ دریائے نیل کا پانی سُرخ ہو جاتا ہے، مینڈک اور دریائی جانور خشکی پر آکر آلِ فرعون کی زندگی تلخ کر دیتے ہیں کپڑوں میں جوئیں بکثرت پڑتی ہیں، اور برتنوں میں پانی خون بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ٹڈی دل آکر فصلیں چاٹ جاتا ہے، اور مصر میں لوگ قحط سے مرنے لگتے ہیں۔ زلزلے فرعون کے محلات اور صنم خانوں کو بھی کھنڈرات بنا دیتے ہیں۔

ان تمام عذابوں سے گھبرا کر قبطی لوگ بنی اسرائیل کو آزاد کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اپنے آباو اجداد کی سرزمین یعنی شام میں چلے جاؤ۔ بنی اسرائیل کا آزاد ہونا ہے کہ عذابوں کا سلسلہ رُک جاتا ہے، اور آلِ فرعون پھر اُسی طرح کفر و عصیاں اور عیش و عشرت میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔

قبطی چونکہ بنی اسرائیل سے بیگار لیتے تھے، اور ہر محنت و مشقّت کے کام میں اُن کا خون چوس جاتے تھے، لہٰذا اب فصلوں کی کٹائی، غلّے کی فراہمی اور عمارتوں کی تعمیر وغیرہ کے لئے مزدور نہ پاتے ہوئے فرعون سے تقاضا کرتے ہیں کہ وُہ جس طرح بھی ممکن ہو، بنی اسرائیل کو دوبارہ قید کر کے مصر میں لائے تاکہ اُن سے خدمت لی جا سکے۔

فرعون ایک روز علے الصبح اپنا لشکرِ جرّار لے کر بنی اسرائیل کے تعاقب کو نکلتا ہے بنی اسرائیل ساحلِ نیل پر بآرام سو رہے ہیں کہ پہرہ دار انہیں لشکرِ فرعون کے آنے کی اِطّلاع دیتے ہیں۔ یہ

بےبس غلام حضرت موسےٰؑ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں کہ اب تو ہماری نجات کی کوئی سبیل نہیں۔ ادھر فرعون کے جلاد ہیں، اور اُدھر دریائے نیل طغیانی پر ہے۔ حضرت موسےٰؑ انہیں اُمید دلاتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں امداد کے لئے دعا کرتے ہیں۔ حکمِ الٰہی صادر ہوتا ہے کہ اے موسےٰؑ دریائے نیل کی کمر پر اپنے عصا سے ضرب لگا۔ حضرت موسےٰؑ اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں، اور ضرب رسید کرتے ہی دریا میں خشک راستے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل تیزی سے دریا کو عبور کر لیتے ہیں۔ اتنے میں فرعون اور اس کا لشکر بھی آن پہنچتا ہے۔ بےسبب جرأت سے کام لے کر دریا کے پیدا شدہ راستوں پر اپنے گھوڑے ڈال دیتے ہیں۔ دشمنانِ خدا و رسول کو پوری گرفت میں پا کر پانی کی استادہ دیواریں فوراً آپس میں مل جاتی ہیں۔ اور یہ تمام اقتدار پرست تنکوں کی طرح غرق ہو جاتے ہیں۔ فرعون توبہ کرتے ہوئے اس طوفان سے نجات چاہتا ہے۔ مگر بارگاہِ خداوندی میں اس مکار اور دغاباز کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اور مصنوعی خدا بھی موجوں کی زد و کوب میں جان توڑ دیتا ہے۔

بنی اسرائیل نیل کے دوسرے ساحل پر کھڑے ہوئے فرعون اور اس کی ظالم و مغرور قوم کی بربادی کا عبرت ناک نظارہ دیکھتے ہیں۔ اور اپنی آزادی کامل کی خوشی میں سجدہ ریز ہو کر خدائے رحیم کا شکریہ بجا لاتے ہیں۔ فرعون اور آلِ فرعون کی غرقابی دیکھ کر حضرت موسےٰؑ بے اختیار ارشاد فرماتے ہیں۔

"مظلوم غلاموں نے ایک جلاد شہنشاہ اور اس کے چیلوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ خدا چاہے تو ایک چیونٹی سے ہاتھی کو بھی مروا سکتا ہے۔ اس فرعون کی بربادی ہر دوسرے فرعون کے لئے تاقیامت ایک عبرت ناک نمونہ ثابت ہوگی۔"

فرعون کی غرقابی کے بعد چونکہ قارون کے ذرائع آمدنی بند ہو جاتے ہیں، اور اُس کا عہدہ و مرتبہ اور اثر و اقتدار خاک میں مل جاتا ہے، لہٰذا وہ موسےٰ علیہ السلام کی عزت و کامیابی سے برافروختہ ہو کر اُن کے خلاف طرح طرح کی سازشیں سوچتا ہے۔ ایک خطرناک سازش یہ ہے کہ وہ ایک زنِ بازاری کو بہت سا روپیہ دے کر مجمعِ عام میں حضرت موسےٰ پر بدکاری کی تہمت لگواتا ہے۔ اس پر کلیم اللہ کا پیمانۂ صبر بالکل لبریز ہو جاتا ہے، اور وہ قارون کے مسکن پر پہنچ کر اس کے لئے بددعا کرتے ہیں۔ خدائے ذوالجلال کو بھی اپنے پیغمبرِ معصوم کے خلاف ایک شرمناک تہمت دیکھ کر غیرت آتی ہے، قہرِ الٰہی جوش میں آتا ہے، اور وہ قارون کو اُس کے محل اور خزانوں سمیت زمین میں غرق کر دیتا ہے۔ اس طرح فرعون کے شیطانی لشکر کا آخری آدمی بھی صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ الحق:- سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے

حکمراں ہے اِک وہی، باقی بُتانِ آذری اقبالؔ

فرعون و آلِ فرعون کی عبرتناک شکست اور موسےٰ و پیروانِ موسےٰ کی عدیم النظیر فتح پر ختم ہوتا ہوا یہ قصہ ہمارے قلب و دماغ میں یہ ناقابلِ فراموش نتیجہ چھوڑ جاتا ہے کہ:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ — نہ تو سست و مضمحل ہو، اور نہ غم و غصہ کھاؤ،

الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ — کیونکہ اگر تمہارا ایمان قوی ہوا، تو آخر کار فتح و کامرانی

(آلِ عمران) — فقط تمہیں حاصل ہوگی!

اشخاصِ قصّہ

حضرتِ موسٰے ---------- فرعون اور آلِ فرعون کی طرف بھیجے ہوئے جلیل الشان پیغمبر

حضرتِ ہارونؑ ---------- حضرتِ موسٰے کے بھائی جو تبلیغِ حق میں اُن کے ممد و معاون ہیں۔

عمران ---------- حضرتِ موسٰے کے والدِ ماجد

والدۂ محترمہ ---------- حضرتِ موسٰے کی والدہ ماجدہ

ہمشیرۂ محترمہ ---------- حضرتِ موسٰے کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ

فرعون ---------- مصر کا مطلق العنان شہنشاہ اور "خدائی" کا مدعی۔

قارون ---------- فرعون کا وزیرِ مالیات اور حضرتِ موسٰے کا چچا زاد بھائی

ہامان۔ ------------- فرعون کا وزیرِ اعظم اور راز دار مشیر

فاتون۔ ------------- فرعون کا ہیڈ باورچی

آسیہؓ ------------- بنی اسرائیل میں سے ایک نہایت پاکباز اور
حق پرست خاتون جو بدقسمتی سے فرعون کی
بیوی ہے۔

حضرتِ شعیبؑ ------------- مدین میں رہنے والے ایک بزرگ مبلّغِ توحید

جادوگروں کا گروہ ------------- جو بعد میں حضرتِ موسیٰؑ کے ہاتھ پر ایمان
لاتے ہیں۔

آسیہؓ کی سہیلیاں، فرعون کے جرنیل وغیرہ وغیرہ

منظر ۱

(دربارِ فرعونی میں بعثتِ موسٰی کی ہولناک خبر)

رات کے دس بجے ہیں سونے کا وقت ہو چکا ہے۔ لہٰذا دربارِ فرعونی پوری شان و شوکت سے سجا ہوا ہے، اور فرعون اپنے اُس تخت پر عاکمانہ بلکہ قہرمانہ انداز سے متمکن ہے، جیسے وہ عرشِ خداوندی سے کسی طرح کم نہیں سمجھتا۔ اُس کی دائیں طرف ہامان اور بائیں طرف قارون مؤدب کھڑے ہیں۔ دیگر وزراء اور اہلِ دربار صف بستہ ادب سے گردنیں جھکائے کسی حکم کے منتظر ہیں یکایک ہامان گرج اٹھتا ہے:

ہامان: "خداوند کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ، اور آج کے انعامات کا شکریہ بجا لاؤ!"

یہ سن کر سب کے سب سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اس حالت میں یکایک ایک شخص ہانپتا ہوا خوفزدہ چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوتا ہے۔

فرعون: (گرج کر) اسے ملعون! تجھے ہماری عبادت میں خلل ڈالنے کی جرأت کیوں کر ہوئی؟ کیا تجھے

معلوم نہیں کہ اس گستاخی کی سزا موت ہے؟

نجومی : (زمیں بوس ہوتے ہوئے) خداوند کا دربار تا ابد سلامت رہے! اگر میں آج رات ایک خوفناک چیز نہ دیکھتا تو یہ گستاخی ہرگز نہ کرتا! میں اس وقت حاضر ہونے پر مجبور تھا۔

فرعون : (تعجب سے) خوفناک چیز؟ ہم سے زیادہ خوفناک چیز دنیا میں اور کیا ہو سکتی ہے؟

نجومی : خداوندا! میں نے آج حضور سے بھی زیادہ خوفناک چیز دیکھی ہے، ایسی چیز جو جہاں پناہ کے تخت و تاج کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے!

فرعون : (جھلا کر) کیا ہے وُہ چیز؟ جلد بیان کر!

نجومی : جان کی امان پاؤں تو بیان کروں۔

فرعون : ہم نے تیری جان بخشی کی۔ ہمارے اضطراب کو جلد ختم کرو!

نجومی : خداوندا! میں نے آج رات ایک خاص ستارا ٹوٹتا ہوا دیکھا ہے۔ میرا علمِ نجوم کہتا ہے کہ یہ چیز خداوند کے ایک خطرناک دشمن کے پیدا ہونے کی علامت ہے (خوف سے آنکھیں پھاڑ کر) بہت ممکن ہے کہ یہی بچہ بڑا ہو کر سلطنتِ فرعون کو تہ و بالا کر دے، اور خداوند کا جانی دشمن ثابت ہو!

فرعون : (تخت سے اُٹھتے ہوئے ایک لمبا قہقہہ لگاتا ہے جو نفرت اور غرور سے معمور ہے) ہا ہا ہا!.....

ہا ہا ہا!! سُنا ہامان تم نے؟ وُہ بچہ پیدا ہو چکا ہے جو اپنے خداوند کی غیر فانی سلطنت کو فنا کرنے کا ارادہ کرے گا!..... ہا ہا ہا یعنی ایک چیونٹی پہاڑ کو ڈھانے کی کوشش کرے گی! ہا ہا ہا ایسی

مجنونانہ باتیں ہیں۔

ہامان: جہاں پناہ! اس نجومی کی خبر کو ہنسی میں اڑانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ غلام کا ناقص مشورہ ہے کہ شاہی نجومیوں سے بھی اس امر کی تصدیق کرائی جائے، اور اگر یہ منحوس خبر درست ثابت ہو تو ایسے بچے کی فوراً تلاش کرا کے اُسے قتل کرا دیا جائے!

فرعون: شاباش! بہت خوب ہے مشورہ تیرا۔ مگر یہ کیوں کر معلوم ہوگا کہ آج پیدا ہونے والے بچوں میں سے کون سا بچہ میرا دشمن ہے۔ (سوچ کر) اس کا علاج صرف ایک ہے اور وُہ یہ کہ ملک کے تمام بچوں کا صفایا کرا دیا جائے، اور دُودھ پلاتی ماؤں کی گودیں بالکل خالی ہو جائیں۔

قارون: (سر جھکا کر) بجا فرمایا خداوند نے!

فرعون: (تیز و تُند آواز میں) کل صبح ہی اس پر عمل کرو۔ اگر ایک بچہ بھی سلامت رہا تو تمہاری جان کی خیر نہیں!

قارون: (طنزاً) خداوند کو ایک دُودھ پیتے بچے سے کوئی خوف نہیں ہونا چاہیئے۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ (جھکتا ہے)

فرعون: دربار برخاست!

(سب باہر جانے لگتے ہیں)

منظر ۲

(معصوم بچوں کے لئے خانہ تلاشیاں)

صبح کا وقت ہے۔ ہامان کے زیر قیادت فرعون کے بہت سے سپاہی ہر ہر گھر میں گھس کر بچوں کو تلاش کرتے ہیں، اور جس ماں کی گود میں بچہ پاتے ہیں چھین لیتے ہیں۔ مائیں بہت واویلا کرتی ہیں، مگر اُن کی چیخ پکار کوئی نہیں سنتا۔ بلکہ جہاں گھر کا کوئی آدمی آگے بڑھ کر بچے کو واپس چھیننا چاہتا ہے اُس پر کوڑے برسائے جاتے ہیں...... اِدھر مظلوموں کی دردناک آوازیں ہیں، اور اُدھر سپاہیوں کے ظالمانہ قہقہے۔ آنسوؤں کا جواب بے باک ہنسی سے دیا جاتا ہے۔

منظر ۳

(بنی اسرائیل کے نئے بچّوں کا قتلِ عام)

یہ جلّاد خانہ ہے۔ بڑے بڑے مہیب آدمی ہاتھوں میں وزنی تلواریں لئے کھڑے ہیں فرعون اور اس کے دو بڑے وزیر یعنی ہامان اور قارون بھی موجود ہیں۔ ان کے چہروں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ ہے۔ یکایک چند غلام سروں پر ٹوکرے اٹھائے ہوئے داخل ہوتے ہیں جن میں سے بچّوں کے رونے اور بلکنے کی آواز آتی ہے۔ ٹوکرے زمین پر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور فرعون جلّادوں کو مخاطب کرتا ہے:

فرعون: "میرے بہادرو! تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ بنی اسرائیل کے انہیں بچّوں میں میرا ایک دشمن بھی موجود ہے، لہٰذا انہیں مولی گاجر کی طرح کاٹ ڈالو۔ اور ذرّہ بھر رحم نہ کھاؤ۔ آخر غلاموں کی ذلیل نسل کو میری سلطنت میں جینے کا حق بھی کیا ہے؟ — شروع کرو اپنا کام!"

جلّاد ٹوکریوں میں سے روتے ہوئے بچّے نکال لیتے ہیں اور مذبح کی طرف بڑھتے ہیں۔ فرعون اُن کے بلکنے کی آوازیں سُن کر ایک لمبا قہقہہ لگاتا ہے۔

منظر ۴

(بنی اسرائیل کے بے بس مزدور اہرامِ مصر کی تعمیر میں)

مصر کے مضافات میں یہ صحرائی علاقہ ہے۔ فرعون کے سپاہی یہاں بکثرت موجود ہیں جو بنی اسرائیل کے بے بس غلاموں سے اہرام کی تعمیر کرا رہے ہیں۔ قارون کھڑا ہوا ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ بیگار میں کام کرنے والے مزدوروں کے چہرے زرد ہیں، اور لاغر جسموں پر چیتھڑے اُن کے افلاس کا پتہ دیتے ہیں۔ بوجھ اُٹھاتے اٹھاتے جب یہ غریب بیٹھ کر سانس لینے کی کوشش کرتے ہیں، تو سپاہی بے تحاشا کوڑے برساتے ہیں۔ بعض آدمی پیاس کے مارے "پانی، پانی" کی صدا لگاتے ہیں، تو جواب فقط کوڑوں کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ قارون کمالِ بے نیازی سے کھڑا مسکرا رہا ہے:

منظر ۵

(فرعون کی مجلسِ عیش و نشاط)

اُدھر غلاموں کی یہ حالت تھی۔ اور اِدھر فرعون اور اُس کے مصاحب شراب اُڑا رہے ہیں۔ یہاں شرابِ ارغوانی کے پے در پے جام اُڑا کر بنی اسرائیل کی بے بسی، بچّوں کے قتل اور اپنی فتح و خوش حالی پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ اس وسیع کمرے کے وسط میں چند نیم برہنہ لڑکیاں رقص کر رہی ہیں۔ رقص کے بعد ایک، ماہ جبیں یہ گانا گاتی ہے:

گانا

رقص ہے، نغمہ ہے اور ہاتھ میں پیمانہ ہے
آج یہ بزم بھی فردوس کا کاشانہ ہے
رند پی پی کے جب سیر نہ ہوں گے ہرگز
چشمِ ساقی ہی میں آباد وہ مے خانہ ہے!

کس طرح دہر کے غم خانے میں رہتا دل شاد
خوش ہے، خوش بخت ہے جو عیش کا مستانہ ہے
حضرتِ شیخ سے کہہ دو کہ رہیں دُور ذرا
یہ درِ کعبہ نہیں، محفلِ رندانہ ہے
درد و غم چیز ہے کیا، عیش کرو عیش کرو
سب ہیں دیوانے یہاں، رند ہی فرزانہ ہے

فرعون: ہاہاہا! ہامان! اِسے بہشت نہیں کہتے تو بہشت اور ہے کس بلا کا نام؟

ہامان: خداوند خود ہی تمام دنیا کے مالک ہیں، پھر بہشت میں کمی کس چیز کی! حضورِ پُر نور کی ہر سانس بہشت ہے۔

فرعون: ہامان! کیا تو چاہے گا کہ یہ بہشت دوزخ میں بدل جائے؟

ہامان: نہیں ہرگز نہیں۔ یہ کیا فرمایا خداوند نے؟

فرعون: دیکھو، میرا دشمن بچہ ہی میرے لئے دوزخ بن سکتا ہے۔ اس لئے کل بچوں کو زیادہ کوشش سے تلاش کرو، اور جو بھی بچ رہا ہے، اُسے موت کے گھاٹ اُتار دو۔

ہامان: بہت خوب جہاں پناہ! حکمِ خداوندی کی فوری تعمیل ہوگی!

منظر ۶

(حکمِ خداوندی اُمِّ موسیٰ کی جانب)

فرعون کے سپاہی پھر بچّوں کو گھر گھر تلاش کر رہے ہیں، اور انہیں زبردستی ماؤں سے چھین لیتے ہیں۔ ایک گھر میں اُمِّ موسیٰ عورتوں کی چیخ پکار سُن کر خائف ہوتی ہیں، اور اپنے بچّے کو جلدی سے صندوق میں چھپا دیتی ہیں۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوتی ہے۔

ایک آواز: دروازہ کھولو گے یا ہم اِسے توڑ دیں؟

اُمِّ موسیٰ: (آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر) اے خدائے برحق! تو ہمارا محافظ و مددگار ہے!

پھر جلدی سے دروازہ کھول دیتی ہیں۔ دو سپاہی داخل ہوتے ہیں۔

ایک سپاہی: کوئی بچّہ ہے تو ہمارے سپرد کر دو!

اُمِّ موسیٰ: بچّہ ہوتا تو تم خود اُسے دیکھ لیتے۔ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟

دُوسرا سپاہی: ارے واہ! بڑے حکم سے بات کرتی ہے یہ ...... ہم کہتے ہیں کہ بچّہ کہیں چھپا یا ہو تو نکال دو

ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔

اُمِّ موسیٰؑ: اگر مجھ پر اعتبار نہیں تو خود دیکھ لو۔

سپاہی گھر کی تلاشی شروع کر دیتے ہیں، اور چیزیں اُلٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں۔

ایک سپاہی: چلو یار جانے بھی دو۔ یہاں کیا رکھا ہے!

دوسرا سپاہی: ارے ہاں، وُہ صندوق رہ گیا ہے بس اِسے دیکھ لیں۔

پہلا سپاہی: اماں جانے بھی دو تم جیسا تنگی آدمی بھی کہیں نہیں دیکھا۔ پہلے کہیں صندوقوں میں بچّہ پلا ہے جو اس میں ملے گا؟..... بھوک سے پیٹ میں چوہے ناچ رہے ہیں اور تجھے تلاشی کی پڑی ہے۔

دوسرا سپاہی: (باہر کا رُخ کرتے ہوئے) چل یار چل۔ کہیں چوہوں کے ساتھ ساتھ بلّی نہ ناچنے لگے!

(دونوں کھلکھلا کر ہنس دیتے ہیں)

وُہ باہر قدم رکھتے ہیں کہ اُمِّ موسیٰؑ دوڑ کر دروازے کو زنجیر لگا لیتی ہیں۔ اور جلدی سے صندوق کھول کر بچّے کو سینے سے لگاتی اور چومتی ہیں۔ یکایک غیب سے ایک آواز سنائی دیتی ہے:-

آواز: "بہت ممکن ہے کہ جلّاد تیرے بچّے کو بھی لے جائیں۔ اگر تو اسے بچانا چاہتی ہے تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دے۔ اِس کا خالق اِسے اچھے ٹھکانے لگا دے گا۔ وہی اِس کا محافظ ہے۔"

اِتنے میں حضرتِ مُوسٰیؑ کے والدِ ماجد اپنی آٹھ سالہ لڑکی سمیت اندر داخل ہوتے ہیں

اور بازار سے خریدا ہوا سودا سلف اُمِّ مُوسٰیؑ کے سامنے ڈال دیتے ہیں۔

اُمِّ مُوسٰیؑ : (خاوند کو مخاطب کر کے) مجھے خدائے قدّوس کی طرف سے حکم آیا ہے کہ میں اس بچّے

کو صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دوں!

پدرِ مُوسٰیؑ : (تعجّب سے) کیسی عجیب و غریب باتیں کر رہی ہے تو۔ حکم کب آیا؟ کون لایا؟

اُمِّ مُوسٰیؑ : ابھی ابھی سپاہیوں کے چنگل سے میرا بچّہ بچ گیا۔ خدائے کریم نے آئندہ بھی اس کی

حفاظت کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ اِسے صندوق میں بند کر کے پانی میں ڈالا جائے، اور

خالق کے سپرد کر دیا جائے۔ مجھے ایک غیبی آواز نے یہ حکم دیا ہے۔ اور میرا ایمان ہے

کہ جو چیز خدا کے سپرد کر دی جائے وُہ کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

پدرِ مُوسٰیؑ : (حیرت زدہ ہو کر) پھر تو فرعون کا خوف ٹھیک ہے کہ اُس کا دُشمن پیدا ہو چکا ہے۔

(مسکرا کر) اگر ایسا لڑکا ہمارے گھر میں پیدا ہوا ہے تو خدا کا اِس سے بڑا احسان اور کیا

ہوگا۔ اس حکم کی فوراً تعمیل ہونی چاہیئے۔ میں کل صبح منہ اندھیرے ہی اس کو دریا میں ڈال

آؤں گا۔ خدا اس کی منزل کو خوب جانتا ہے، اور وہی اس کا رکھوالا ہے!

منظر

(اُمِّ موسیٰؑ بچے کو رخصت کرتی ہیں)

صبح کا وقت ہے۔ ماں بچے کو گود میں لے کر پیار کرتی ہے، روتی ہے اور چھاتی سے لگاتی ہے۔ باپ اور بہن کی آنکھوں میں بھی آنسو ہیں۔ اُمِّ موسیٰؑ اُنہیں ایک کپڑے میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ دیتی ہیں، اور اُسے اچھی طرح بند کر کے خاوند کے سپرد کرتی ہیں۔ لڑکی ساتھ جانے کے لئے اصرار کرتی ہے۔ دونوں روانہ ہو جاتے ہیں۔

منظر

(حضرتِ موسیٰؑ کا صندوق دریائے نیل میں)

پدرِ موسیٰؑ صندوق کو دریا میں ڈال دیتے ہیں، اور آبدیدہ ہو کر "خدا حافظ" کہتے ہیں۔ پھر لڑکی سے، "بچی! تھوڑی دور اِس کے پیچھے پیچھے تو جا۔ دیکھ اِسے کوئی پکڑتا تو نہیں۔ کم از کم اِس ظالم آبادی سے تو نکل جائے!" لڑکی تیرتے ہوئے صندوق کے پیچھے روانہ ہو جاتی ہے۔

منظر ۹

(آسیہؓ زوجۂ فرعون صندوق کو پکڑتی ہے)

فرعون کے قصرِ شاہی سے اُس کی بیوی آسیہؓ صبح کا لباس پہنے سیر و تفریح کے طور پہ دو خادماؤں کو ہمراہ لے کر نکلتی ہے۔

آسیہؓ: اوہو! آج تو ہماری سیر کو بہت دیر ہوگئی۔ تم جیسی سست خادماؤں نے صبح کی سیر سے مجھے ہمیشہ محروم رکھا۔

ایک خادمہ: (منہ بنا کر) ملکۂ عالیہ خود تو دیر سے آنکھ کھولتی ہیں، اور الزام ہم بے گناہوں پر! یہ کہاں کا انصاف ہے؟

یہ تینوں ٹہلتی ٹہلتی اور باغیچے کو طے کرتی ہوئی دریا کے کنارے آتی ہیں، جو قصرِ شاہی کے پاس سے نغمے الاپتا ہوا بہتا ہے۔

دوسری خادمہ: کل تو ملکۂ عالیہ کے راج میں دس ہزار بچے اور قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اُن کی مائیں تو خوب

دعائیں دیتی ہوں گی۔

آسیہؓ : (کڑک کر) چپ رہ بکواس کیا کرتی ہے۔ اس میں میرا کیا قصور۔ ان معصوم جانوں کے قتل سے جتنا دکھ تمہارے دل کو ہوتا ہے، اُس سے ہزار گنا زیادہ میرے دل کو ہوتا ہے۔ یہ بدنصیب بنی اسرائیل کے بچے ہیں، اور میں خود بنی اسرائیل میں سے ہوں۔ میں تو اُس گھڑی پر لعنت بھیجتی ہوں جب فرعون مجھے بیاہ کر اس محل میں لے آیا۔ اُس کی خواہش تھی کہ خوبصورت آسیہ سے اُس کو ایک نہایت خوب صورت بیٹا ملے گا جو اُس کی دو روزہ خدائی کا وارث ہوگا لیکن جب میرا دل ہی اُس سے باغی تھا تو اولاد کیوں کر پیدا ہوتی۔ پس آج تمہارا خداوند ایک ایسا پیڑ ہے جسے کوئی پھل نصیب نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ سچا خدا اُسے ہمیشہ محروم رکھے گا۔ میری کمزور اور بے بس قوم کی مظلوم مائیں اپنی آہوں سے اس جھوٹے خدا کے محلات کو خاک سیاہ کر دیں گی۔ قدرت اگرچہ دیر سے انتقام لیتی ہے مگر اُس کا انتقام تا قیامت ایک خوفناک مثال بن جاتا ہے۔

ایک خادمہ : ملکہ عالیہ کے جذبات بلاشبہ پاکیزہ ہیں مگر قہرِ فرعونی کے سامنے ان کا فائدہ؟ .... باقی رہا قدرت کا انتقام تو یہ ایک خیالی سی بات ہے۔ بیچارے بنی اسرائیل کا خاتمہ تو ہو ہی رہا ہے۔

آسیہؓ : نادانو! بے یقینی کی باتیں مت کرو۔ خدائے برحق صرف اُن لوگوں کی امداد کرتا ہے جن کے دل نورِ ایمان سے معمور ہوں۔ شک و شبہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے خدا بھی کوسوں دور بھاگتا ہے۔ کیا عجب آسیہؓ کی دعائیں خدا کے دستِ غیب کو فوراً کھینچ لائیں۔ (اتنے میں صندوق پانی میں تیرتا ہوا دکھائی دیتا ہے) ارے وہ دیکھو! پانی میں یہ صندوق کیسا ہے؟

تینوں اُس صندوق کی طرف جاتی ہیں۔ ایک خادمہ اُسے پکڑ کر باہر نکالتی ہے ۔۔۔۔ بچے کی بہن درخت کے پیچھے چھپی ہوئی یہ تمام ماجرا دیکھ رہی ہے۔

آسیہؑ اس صندوق کو کھولتی ہے تو بچہ انگوٹھا چوستا ہوا دکھائی دیتا ہے سب تصویرِ حیرت ہو کر رہ جاتی ہیں۔

آسیہؑ : یہ بھی فرعون ہی کے ظلم کا کرشمہ معلوم ہوتا ہے کسی نے ڈر کے مارے صندوق میں چھپا کر پانی میں ڈال دیا ہے۔ واہ! کتنا خوبصورت بچہ ہے۔ میں تو اسے محل میں اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔

خادمہ: یعنی ایک معصوم بچے کو جو اتفاق سے بچ رہا ہے، فرعون کے ہاتھوں قتل کراؤ گی؟ کیا کہنے ہیں اس ہمدردی کے!

آسیہؑ : تو میں کیا اس کی دشمن ہوں؟ اری بے وقوف! اس مصیبت سے نکال کر میں اسے محل میں لے جاؤں گی، اور اپنا بیٹا بنا کر رکھوں گی۔ پھر کسی نہ کسی طرح فرعون سے اس کی جان بخشی کرا دوں گی۔ وہ بھی تو اولاد کو ترستا ہے!

دوسری خادمہ: (ہنس کر) واہ! اچھا خدا ہے جو اولاد بھی پیدا نہیں کر سکتا خیر ہمیں تو اُمید نہیں کہ وہ پرائے بیٹے کو پالے۔ بچے کی قضا اسے وہاں لے جائے گی!

آسیہؑ : (گرج کر) زیادہ بک بک مت کرو میرا حکم ہے کہ صندوق اُٹھا کر قصرِ شاہی میں لے چلو!

خادمائیں صندوق اُٹھا لیتی ہیں اور تیزی سے محل کا راستہ لیتی ہیں۔

منظر ۱۰

(ہمشیرۂ موسیٰؑ ماں کو بھائی کی کیفیت بتاتی ہیں)

لڑکی جو صندوق کا تعاقب کر رہی تھی، ہانپتی ہوئی اپنے گھر میں داخل ہوتی ہے اور ماں سے کہتی ہے:

لڑکی : ماں، ماں! بھیّا کا صندوق پکڑا گیا، اور ـــــ

باپ : اور کس نے پکڑا ہے اُسے؟

لڑکی : وُہ ایک بہت بڑا گھر ہے نا، جسے کہتے ہیں فرعون کا محل، اسی کے پاس سے جب صندوق گزرا تو ایک عورت نے اُسے دیکھ کر پکڑ لیا۔

ماں : اور اب کہاں ہے تیرا بھائی؟

لڑکی : وہی عورت تو اُسے اُٹھا کر لے گئی ہے۔ کہیں دُودھ پلاتی ہوگی اُسے!

باپ : افسوس! یہ بھی غضب ہوا۔ نجانے فرعون اُس سے کیا سلوک کرے!

ماں : خیر، بچے تک پہنچنے کے لئے کوئی تدبیر لڑانی ہی پڑے گی!

باپ : (ایک آہ بھر کر) کیا خبر ہمارے پہنچتے تک فرعون اُسے زندہ بھی رہنے دیتا ہے یا نہیں!

منظر ۱۱

فرعون کا غیظ و غضب بچّے کو محل میں دیکھ کر

آسیہؓ محل کے اندر بیٹھی ہوئی بچّے کو پیار کر رہی ہے، مگر وُہ روئے جاتا ہے۔ دونوں خادمائیں فرش پر مؤدب بیٹھی ہیں، اور بچّے کے متعلق تشویش میں ہیں۔ یکایک فرعون ہاتھ پر باز لئے ہوئے ایک قہرمانہ شان سے اندر داخل ہوتا ہے۔

فرعون : (کڑک کر) یہ میاؤں میاؤں کیسی ہے؟ کس کا ہے یہ بچّہ؟

آسیہؓ : (بچّے کو گود میں لئے ہوئے پلنگ سے اُٹھتی ہے) دیکھتے نہیں کتنا خوبصورت ہے؟ چاند بھی دیکھے تو شرما جائے! ماتھے میں نور چمکتا ہے نور!

فرعون : سوال گندم جواب جَو! اجی میں نے پوچھا ہے کہ یہ بچّہ کِس کا ہے اور یہاں کیوں کر آیا؟

آسیہؓ : (گھبرا کر) ذرا حوصلے سے بات کیجئے۔ تسلّی سے میرا جواب سُنیئے! میں آج صبح سیر کے لئے نکلی تو ایک صندوق دریا میں تیرتا ہُوا دیکھا۔ اُسے کھولا تو یہ من موہنی صورت دکھائی دی معلوم ہوتا ہے کسی غریب

عورت نے مفلسی سے لاچار ہو کر اسے سپردِ خدا کیا اور یہ اتفاق سے ہمارے گھر پہنچ گیا۔

فرعون: (یقین نہ کرتے ہوئے) ہوں! لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ذلیل بنی اسرائیلیوں میں سے کسی نے موت کے ڈر سے یہ بچّہ پانی میں بہا دیا ہے۔ اب تمہاری بات سچّی ہے یا میری؟

آسیہؓ: اجی آپ کو ہر بات میں شبہ کرنے کی بیماری ہو گئی ہے۔ جب یہ بچّہ یوں بھی قتل ہوتا تو کسی کو پانی میں ڈبونے کی کیا حاجت پڑی تھی! میری بات ہی کو سچ جانو۔ غربت کی ستائی ہوئی کسی بدنصیب ماں نے یہ کام کیا ہے!

فرعون: (سوچتے ہوئے) بات تو تم بھی معقول کہتی ہو، مگر سوال تو یہ ہے کہ ایک بھکارن کا بچّہ ہمارے شاہی محلّات میں دکھائی کیوں دیا؟ کنکر کو صرف کنکروں ہی کے ڈھیر میں رہنا چاہیئے۔ وہ جواہرات میں بھلا معلوم نہیں ہوتا!

آسیہؓ: کیا عجب کہ آپ کو کنکر دکھائی دینے والی چیز ایک دن ایسا انمول ہیرا بن جائے کہ تمام شاہی جواہرات اس کی چمک کے سامنے ماند پڑ جائیں!

فرعون: (آنکھیں پھاڑ کر) آخر تم اس کی اتنی حمایت کیوں کرتی ہو؟

آسیہؓ: (مسکرا کر) اس لئے کہ میں اسے اپنا لڑکا بنانا چاہتی ہوں! دیکھو تو کتنی پیاری اور معصوم صورت ہے!

فرعون: آسیہؓ! یہ کیا بے معنی باتیں ہیں۔ تمام مصر میں میری توہین ہو جائے گی۔ بچّوں کے قتل کا قانون ٹوٹ جائے گا۔

آسیہؓ: اجی جانے بھی دو۔ اب ایک بچّے کو زندہ رکھنے پر قانون میں کون سا فرق آ جائے گا۔ اور پھر یہ کون

کہہ سکتا ہے کہ یہ بچہ ضرور بنی اسرائیل ہی کا ہوگا! قبطی عورتیں بھی تو بچے جنتی ہیں!.... میں اسے ضرور اپنے پاس رکھوں گی۔ ہمارا گھر بیٹے کے بغیر تاریک تھا۔ اس نے آکر اُجالا کر دیا۔ یہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے! (بچے کو سینے سے لگا لیتی ہے)

(فرعون سر جھکائے ہوئے خاموشی سے باہر نکل جاتا ہے۔ کنیزیں آسیہؑ کو مبارکباد دیتی ہیں۔)

کنیزیں: (ہم زبان ہوکر) بچے کی سلامتی مبارک ہو ملکہ عالیہ!

آسیہؑ: (مسکرا کر) میں اس کا نام "موسےٰ" تجویز کرتی ہوں!

منظر ۱۲

(بچّے کی سلامتی پر آسیہؓ کے جذباتِ مسرّت)

آسیہؓ اس وقت خلوت میں ہے۔ بچّہ پلنگ پر پڑا انگوٹھا چوس رہا ہے۔ یہ بچّے کو دیکھ کر فرطِ مسرت سے یہ گانا گاتی ہے۔

گانا

اِس دلِ معصوم سے مجھ کو محبّت ہو گئی!
خانۂ تاریک پر خالق کی رحمت ہو گئی!
دل سے دل کو راہ ہے عشقِ الٰہی میں ندیم
آج دل پر آشکارا یہ حقیقت ہو گئی!
پرورش ہے جانِ بےکس کی عبادت کا کمال
مجھ کو حاصل اِس عبادت کی سعادت ہو گئی!

جس کو تو چاہے بچالے شورشِ طوفان سے
کافروں پر بھی عیاں تیری یہ قدرت ہوگئی!
اَے خدا! ہادی بنا دے اِس کو ہر گمراہ کا
تب میں سمجھوں گی کہ رحمت کی نہایت ہوگئی

ایک کنیز دایہ کو ہمراہ لیئے اندر داخل ہوتی ہے۔

کنیز: ملکہ عالیہ کے حکم کے مطابق دایہ حاضر ہے۔

آسیہؑ: بہت خوب! (دایہ سے) دیکھو، یہ بچہ تین دن سے برابر روئے جاتا ہے۔ تم اِسے دودھ دو اور اچھی طرح سے خدمت کرو۔ کامیابی پہ کافی انعام و اکرام دیا جائے گا۔

دایہ: حکمِ حضور کی تعمیل ہوگی۔ یہ کنیز بچّے کی خدمت میں دِن رات ایک کر دے گی۔

منظر ۱۳

(پہلی دایہ بچّے کو مطمئن کرنے میں ناکام)

(وہی دایہ بچّے کو گود میں لئے کھلا رہی ہے، مگر وُہ ہے کہ مسلسل روئے جاتا ہے۔ اتنے میں آسیہؓ کمرے میں داخل ہوتی ہے۔)

آسیہؓ: اوہو! میرا لعل تو ابھی روئے جاتا ہے! افسوس! تمہاری گود بھی اِسے خوش کرنے میں ناکام رہی۔

دایہ: ملکۂ عالیہ! میں نے تو اپنی طرف سے خدمت میں کوئی کمی نہیں کی۔ بچّہ اب بھی روئے تو میرا کیا قصور؟

آسیہؓ: (بچّے کو اُس سے لیتے ہوئے) اچھّا تو اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ ہم کسی اور دایہ کا انتظام کریں گے! (ایک تھیلی دیتے ہوئے) یہ ہے تمہارا انعام!

دایہ: (سر جھکا کر) جو حکم حضور! (باہر چلی جاتی ہے)

منظر ۱۴

تین اور نرسیں ناکام۔ آسیہؓ کی مایوسی

آسیہؓ صبح کے وقت حسبِ معمول اپنی خادماؤں کے ساتھ سیر کے لئے نکلی ہے، اور اس کا چہرہ اُداس سا معلوم ہوتا ہے۔

آسیہؓ: (کنیز سے) اگر بچّہ اسی طرح روتا چلا گیا، تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ پے در پے تین دائیاں اسے گود میں لے چکیں، لیکن وُہ ہے کہ کسی کا دُودھ ہی نہیں پیتا۔ کاش کوئی دایہ اسے سنبھال سکتی! دُودھ بغیر تو اس کی زندگی بھی خطرے میں ہے۔

کنیز: (چمن سے پھول توڑتے ہوئے) اس حالت میں تو بچّے کی جان بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وُہ یہ کہ اس کی اصل ماں کا کہیں سے سراغ لگایا جائے۔ اُسی کا دُودھ پئے گا یہ!

آسیہؓ: پگلی کہیں کی۔ ماں بے چاری نجانے کہاں سرگرداں ہوگی۔ اس کا سراغ کون لگا سکتا ہے؟

کنیز: (آسیہؓ کے بالوں میں پھول لگاتے ہوئے) شاید سراغ مل بھی جائے۔ خدا کارساز ہے!

منظر ۱۵

(اپنے بچے سے ملنے کے لئے اُمِّ موسٰےؑ کی تدبیر)

یہ اُمِّ موسٰےؑ کا گھر ہے۔ وُہ اپنی لڑکی کو پاس بُلاتی ہیں، اور یُوں گویا ہوتی ہیں:-

سُن بچی! مجھے پڑوسیوں نے خبر دی ہے کہ تیرا بھائی وہاں کسی کا دُودھ نہیں پیتا، اور برابر روئے جاتا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو اُس کی جان خطرے میں ہے۔ میں جو کچھ کہوں اُس پر عمل کر۔ کل صبح اُٹھتے ہی منگتی کا بھیس بنا، اور ــــــــــ (اِدھر اُدھر دیکھ کر اُس کے کان سے منہ لگا دیتی ہیں لڑکی سُن کر مُسکرا دیتی ہے، اور ایجاب میں سر ہلاتی ہے)

منظر ۱۶

(ہمشیرۂ موسیٰ اماں کی تدبیر میں کامیاب)

ملکہ اور اُس کی دو کنیزیں صبح سویرے سیر کے لئے نکلی ہیں۔ اور شاہی باغیچے میں سے ہوتی ہوئی ساحلِ دریا کی جانب آ ئی ہیں۔ اتنے میں ایک لڑکی پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور ہاتھ میں کشکول لئے دردناک آواز میں گاتی ہوئی سامنے آتی ہے :۔

گانا

کون دُنیا میں غریبوں کا سہارا ہوگا
کوئی ہوگا بھی تو مولےٰ کا پیارا ہوگا!
لختِ دل کھانے کو ہے خونِ جگر پینے کو
کب ہمیں جامِ مسرت کا گوارا ہوگا

کوئی کمخواب پہ سوتا ہے، کوئی کانٹوں پہ
کیا ہمیں بھی کوئی راحت کا اشارا ہوگا
یاس ہے، غم ہے، الم ہے دلِ بسمل کیلئے
ہم کو پوچھے گا جو خود درد کا مارا ہوگا
سب ہیں تیار امیروں کی غلامی کے لئے
کب وہ دن آئے گا جب کوئی ہمارا ہوگا

آسیہؑ اِس پُرسوز گانے سے متاثر ہوکر آگے بڑھتی ہے، اور لڑکی سے پوچھتی ہے:۔

آسیہؑ: تجھے کیا چاہیئے لڑکی؟

لڑکی: پیٹ کی دوزخ میں ڈالنے کو کچھ ایندھن! اِس کے علاوہ ہم غریب محل تھوڑے ہی مانگتے ہیں!

آسیہؑ: تو رہتی کہاں ہے؟

لڑکی: اُس خداوند کے شہر میں جو بھوکوں کو روٹی بھی نہیں دے سکتا۔

آسیہؑ: سچ کہا تو نے۔ مگر ایسی باتیں اُس خداوند کے سامنے مت کہہ بیٹھیو، ورنہ جان کی خیر نہیں!

لڑکی: جان پہلے ہی کِس کی محفوظ ہے جو میری خطرے میں ہوگی!

آسیہؑ: بڑی دلیر ہے تو۔ اچھا یہ تو بتا کہ تیرے ماں باپ ہیں یا نہیں؟

لڑکی: (آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے) آسمانی خدا کے رحم وکرم سے وہ زندہ ہیں۔ میری ماں

بڑی اچھی دایہ ہے۔ بڑے بڑے ضدی بچے خوشی سے اُس کا دُودھ پیتے ہیں۔ گو دکیا ہے بہشت ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل کام نہ ہونے کی وجہ سے وُہ بے کار ہے، اور مجبور ہو کر مجھے بھی بھیک مانگنا پڑی ہے۔

آسیہؑ :(خوش ہو کر) واہ لڑکی! تُو تو فرشتۂ رحمت ہے۔ میرے پاس بھی ایک بچّہ ہے جو کسی کا دُودھ نہیں پیتا۔ کیا تو اپنی ماں کو میرے پاس لائے گی؟

لڑکی :(مسکرا کر) ضرور لاؤں گی! اُس کا اور کام ہی کیا ہے؟ اندھا کیا مانگے، دو آنکھیں!

آسیہؓ :(سونے کی انگشتری اپنی انگلی سے اُتار کر لڑکی کے ہاتھ میں دیتے ہوئے) لے، اِس وقت اپنے خرچ کے لئے یہ لے جا۔ اپنی ماں کو آج ہی اپنے ساتھ لا۔ ہم اُسے مالا مال کر دیں گے!

لڑکی :(جھک کر) آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی!

(تیزی سے واپس چلی جاتی ہے)

منظر ۱۷

(اُمِّ موسیٰ اپنے بچے سے دوبارہ ملتی ہیں)

لڑکی اپنی ماں کو ہمراہ لئے ڈرتے ڈرتے قصرِ فرعونی کے صحن میں داخل ہوتی ہے۔ چند قدم آگے بڑھتے ہی دربان ڈانٹ کر کہتا ہے:۔

دربان: ہے! کدھر جاتی ہو تم؟

لڑکی: ہم اندر جائیں گی۔ ہمیں ملکۂ عالیہ نے بُلایا ہے!

دربان: (قہقہہ لگاتے ہوئے) ہا ہا ہا! ملکۂ عالیہ تم بھکارنوں ہی کو تو بلائیں گی۔ جاؤ، جاؤ۔ دماغ پھرا ہے کیا؟ .... ارے یہ خداوند فرعون کا محل ہے! تم کیا لینے جاؤ گی اندر؟ ہوں؟

ماں: میں دایہ ہوں۔ مجھے بچے کی خدمت کے لئے بُلایا گیا ہے!

دربان: (ایک اور قہقہہ لگاتے ہوئے) لو، بی مینڈک کو بھی زکام ہونے لگا۔ ارے یہ لباس، اور شاہی دایہ ہونے کا دعوےٰ؟ کوئی ہوش کی بات کرو، ہوش کی!

اِتنے میں آسیہؓ خود باہر نکل آتی ہے، اور لڑکی کو پہچان کر "شاباش بچّی! تو نے وعدہ سچا کر دکھایا!" اُس کا ماتھا چُومتی ہے اور دربان آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے۔ آسیہ "دایہ" کو لے کر اندر داخل ہوتی ہے، اور پیچھے پیچھے لڑکی شرمندہ و حیرت زدہ دربان کے چہرے کو غور سے دیکھتی ہے، اور مسکراتی ہوئی محل کے اندر داخل ہوتی ہے۔

آسیہؓ اندر داخل ہوتے ہی روتے ہوئے بچّے کو پنگوڑے میں سے اٹھا کر "دایہ" کے سپرد کرتی ہے۔ وُہ اِس گود میں آتے ہی نہ صرف خاموش ہو جاتا ہے بلکہ ہنسنے لگتا ہے۔ آسیہؓ فرطِ مسرّت سے "دایہ" کا ہاتھ چُوم لیتی ہے۔

لڑکی : (فخر سے) کیوں ملکہ صاحبہ! میں نہ کہتی تھی کہ ہمیشہ رونے والا بچّہ بھی میری ماں کی گود میں کھلکھلا کر ہنسنے لگتا ہے؟

آسیہؓ : (مسکرا کر) بالکل سچ کہتی تھی تو میں اِس دایہ کو سونے میں تول کر واپس بھیجوں گی!

منظر ۱۸

(فرعون کے خلاف بنی اسرائیل کی بغاوت عام)

یہ فرعون کا دربار ہے۔ قارون اور ہامان فرعون کے تخت کے دائیں بائیں مؤدب کھڑے ہیں۔ تمام اہلِ دربار ایک گھڑیال بجتے ہی فرعون کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ پھر سجدے سے اُٹھ کر فوراً پیچھے ہٹتے ہیں، اور ہال کے درمیان میں کافی جگہ چھوڑ کر دونوں جانب صف بستہ ہو جاتے ہیں پھر یکایک رقص کرنے والی نیم برہنہ خوبصورت لڑکیاں نمودار ہوتی ہیں، اور سرِ دربار اپنے رقص سے طوفان برپا کر دیتی ہیں۔ فرعون مٹھی بھر بھر کر موتی اُن پر نچھاور کرتا ہے۔ رقص کے ختم ہوتے ہی یکایک ایک جرنیل ہانپتا ہوا اندر داخل ہوتا ہے اور سجدہ کر کے کہتا ہے:۔

جرنیل: خداوند کے عزت واقبال کی خیر۔ بنی اسرائیل بغاوت پر تل آئے ہیں، اور ایک نہ سنبھلنے والے طوفان کی طرح محل کی جانب بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔

فرعون: لعنت ہو تم پر! کیا میرے جرنیل اور ہتھیار بند فوجیں اب اس قابل بھی نہیں کہ بنی اسرائیل کے

ذلیل غلاموں کو کچل سکیں؟ کیا ایک پیلِ دماں کو مورِ بے مایہ سے بھی ڈرنے کی ضرورت ہے؟

جرنیل: خداوند! اُن کا کچلنا مشکل نہیں، لیکن قتلِ عام سے ملک میں زیادہ تباہی اور بدامنی کا خدشہ ہے!

فرعون: (دانت پیس کر) اونہہ! بے خوف دل اور طاقتور بازو بغاوت کی پرواہ نہیں کیا کرتے!... کیا تم شیرِ ببر کو یہ خبر سنانے آئے ہو کہ گیدڑ اُس کے دشمن ہو گئے ہیں؟ کیا تم بزدلی کی ان باتوں سے اپنے خداوندِ عالی وقار کی توہین نہیں کر رہے ہو؟

جرنیل: (سر جھکا کر) بندہ معافی کا خواستگار ہے!

فرعون: (کڑک کر) آخر اس بغاوت کے اسباب کیا ہیں؟

جرنیل: خداوند! وُہ لوگ صرف دو چیزیں چاہتے ہیں، اور ان کے چھن جانے ہی سے وُہ اس قدر غضب ناک ہیں!

فرعون: کیا ہیں وُہ دو چیزیں؟

جرنیل: آزادی اور اچھی غذا۔

فرعون: (ناک بھوں چڑھا کر) اُونہہ! بیچاری چڑیا بھی باز کے پنجے میں آزادی کے خواب دیکھنے لگی!

(اتنے میں باہر سے خوف ناک شور و غوغا سنائی دیتا ہے۔ فرعون تخت سے اُٹھ کر کھڑکی میں سے جھانکتا ہے، اور بنی اسرائیل کے ایک بہت بڑے گروہ کو قصرِ شاہی کے صحن میں موجود پا کر گرج اُٹھتا ہے)

فرعون: کمینو! نمک حرامو! تمہیں خداوند کے محل پر دھاوا بولنے کی جرأت کیوں کر ہوئی؟

ایک بڈھا: تیری خدائی میں فاقے کرتے کرتے میرے بال سفید ہو گئے، اور تجھے اب بھی "خداوند" کہلاتے

ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی؟

دُوسرا بڈھا: میرے دو بچے اور اُن کی ماں بھوک سے بلک بلک کر میری آنکھوں کے سامنے ٹھنڈے ہو گئے اور تو شرابیں پی پی کر بدمستی میں "خدائی" کا دعوے کئے جاتا ہے۔ کیا خدا ایک خونخوار بھیڑیے کو کہتے ہیں؟

تیسرا بڈھا: میرے دو جوان بیٹے تیرے اہرام کے لئے اینٹیں اور گارا ڈھوتے ڈھوتے تھک کر مر گئے، اور مرتے دم انہیں کسی نے پانی بھی نہ دیا۔ کیا یہی ہے تیری خدائی کا انصاف؟

فرعون: (کڑک کر) بکواس مت کرو! مجھ پر جھوٹے الزام مت لگاؤ۔ دریائے نیل کے پانی میں اس قدر موٹی اور عمدہ مچھلیاں ہیں کہ اُن کے ہوتے ہوئے ملک کا ایک آدمی بھی بھوکا نہیں مر سکتا۔ کیا دنیا میں مچھلی سے بہتر غذا بھی ممکن ہو سکتی ہے؟

ایک جوان: تو یہ بہتر غذا تم کھاؤ، اور اپنی چیزیں ہمیں دے دو۔ اس حیل حجّت سے کام نہیں چلے گا۔ ہمارے دو مطالبے تمہیں منظور کرنا ہوں گے!

فرعون: بدنصیبو! نمک حرامو! اپنے خداوند سے یہ سرکشی؟ ہمیں ناراض کر کے تم ہر برکت سے محروم ہو جاؤ گے!

ایک اور جوان: ہم ظالم اور نفس پرست خدا کو فنا کر کے صرف منصف، رحیم اور برحق خدا کی حکومت تسلیم کریں گے! وُہ خدا جو زمین و آسمان کا حقیقی بادشاہ ہے!

ایک گروہ: (متفقہ آواز سے) ہمیں آزادی چاہیئے!

دوسرا گروہ: ہمیں پیٹ بھر کر روٹی چاہیئے!

ایک بڈھا: ضرور چاہیئے! آزادی اور اچھی غذا ہمارے پیدائشی حقوق ہیں، اور ہم انہیں حاصل کر کے رہیں گے۔

فرعون: (گرج کر) اچھا میں تمہیں آزادی اور روٹی ابھی دیتا ہوں جب سودا نقد ہے تو ادھار کا کیا کام! (ہامان کو مخاطب کر کے) ہامان! محل کی پچھلی جانب شاہی رسالے کو حکم دو کہ ان کمینوں کو گھوڑوں تلے کچل دیں۔ ایک آدمی بھی زندہ بچ کر نہ جانے پائے!

ہامان سینے پر ہاتھ رکھ کے جھکتا ہے اور اندر جا کر گھنٹا بجا دیتا ہے۔ جرنیل کو حملے کا حکم ہوتا ہے اور گھوڑ سوار سپاہی ان غلاموں پر پل پڑتے ہیں۔ گھوڑے بنی اسرائیل کے ان کمزور اور بے بس غلاموں کو پاؤں تلے روندتے ہیں۔ ایک عام آہ و زاری کے ساتھ یہ مظلوم جانیں توڑ رہے ہیں، اور فرعون محل پر کھڑا ہوا خوشی میں قہقہے لگا رہا ہے۔

منظر ۱۹

فرعون قتل سے بال بال بچتا ہے

یہ فرعون کا محل ہے۔ رات کے بارہ بجے کا عالم ہے، چاروں طرف خاموشی چھائی ہے، اور پہرے دار قصرِ شاہی کے صدر دروازے پر نیند کے غلبے سے بیٹھا اونگھ رہا ہے۔ ایک بڈھا جس نے گذشتہ منظر میں فرعون کے سامنے کہا تھا کہ آزادی اور اچھی غذا ہمارے پیدائشی حقوق ہیں اور ہم انہیں حاصل کر کے رہیں گے" محل کی دیواروں سے لگتا اور چھپتا چھپاتا ہُوا اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جاتا ہے ——— اور اب وُہ فرعون کی خواب گاہ میں دبے پاؤں داخل ہو رہا ہے۔ شمع کی مدّھم روشنی کمرے میں ہلکا سا اجالا کر رہی ہے، اور فرعون گہری نیند میں پڑا سوتا ہے۔ بڈھا کمر سے ایک خنجر نکالتا ہے اور غضب ناک چہرے کے ساتھ فرعون کی طرف بڑھتا ہے۔ یکایک اُس کے پاؤں کی ٹھوکر ایک تپائی کو لگتی ہے، وہ زمین پر گرتی ہے، ساتھ ہی پھول دان بھی گرتا ہے اور فرعون یہ آواز سن کر فوراً بیدار ہو جاتا ہے۔ وُہ پلنگ سے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ بڈھا اب کوئی چارہ نہ دیکھ کر اپنا خنجر پُوری قوّت سے اُس کی طرف پھینکتا ہے۔ فرعون

تیزی سے جھک جاتا ہے، اور خنجر سامنے کے دُوسرے دروازے میں گڑ جاتا ہے۔

فرعون :(دانت پیس کر) شیطان کے دادے! کل میں نے آزادی کا مطالبہ ٹھکرا دیا تو اب یوں میرا خاتمہ کرنے آیا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہیں کہ خداوند فرعون کے اجداد کی مقدس رُوحیں رات دن اُس پہ پہرہ دیتی ہیں۔ ہماری آنکھیں یقیناً سوتی ہیں، مگر (سینے پر انگلی رکھ کے) ہمارا دل جاگتا ہے۔

بڈھا :اے فرعون! اگر تیرا دل جاگتا تو تُو دل کے بنانے والے سچے خدا سے کبھی بغاوت نہ کرتا، اور نہ ہی بنی اسرائیل کو بے گناہ قتل کرتا!

فرعون : ذلیل غلام! ذرا چھری تلے دم لے میں ابھی تیری گستاخ زبان کو بند کئے دیتا ہوں (دانت پیستا ہے اور پنجے پھیلا کر غضب ناک درندے کی طرح بڈھے کی طرف بڑھتا ہے۔ بڈھا پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے) تو نے فرعون کو قتل کرنا چاہا تھا؟ ہا ہا ہا! اُس فرعون کو جس کا ایک قطرۂ خون بھی بنی اسرائیل کی تمام نسل سے زیادہ قیمتی ہے!

بڈھا :میرا ایک ہی جوان بیٹا بڑھاپے کا سہارا کل تیرے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے کچل دیا گیا۔ اب میں اُس کا بدلہ لینے آیا تو مجرم کیوں سمجھا گیا؟ ایک بڈھے کو ہلاک کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟

فرعون : بڈھا تو کیا میں تیری قوم کا ایک بچہ بھی زندہ نہیں رہنے دوں گا! پہلے تجھے عدم آباد کی سیر کراتا ہوں، اور بعد میں تیری اولاد کو!

بڈھا پیچھے ہٹتا ہوا آخر کار دیوار سے جا لگتا ہے۔ فرعون لپک کر اُس کو داڑھی سے پکڑ لیتا ہے، اور زور سے کھینچتا ہے۔ بڈھا درد سے چیخ اٹھتا ہے اور کہتا ہے:۔

بڈھا : سنگدل کافر! تو نے آج بنی اسرائیل کے ایک بزرگ کی داڑھی کھینچی ہے لیکن وُہ دن دُور نہیں جب کہ ہمارا بھی کوئی آدمی تیرے ساتھ یہی سلوک کرے گا! انسان کا ہر ظلم کسی نہ کسی دن ایک ہولناک دیو بن کر اُس کے سامنے آجاتا ہے!

فرعون : (دانت پیس کر) دیکھا جائے گا! فی الحال تو میں تجھے ٹھکانے لگا کر آرام کی نیند سونا چاہتا ہوں! (بڈھے کو کھینچ کر اُس دروازے کے پاس لے جاتا ہے جس میں خنجر پیوست ہے۔ وُہ اُسے اکھیڑ کر بڈھے کو دکھاتا ہے) کیوں؟ یہی خنجر ہے نا جس سے تو نے مجھ پر حملہ کیا تھا؟ اب یہ تیرے سینے میں آرام لے گا!

(فرعون بڈھے کے سینے میں خنجر پیوست کر دیتا ہے۔ وُہ ایک دردناک "آہ" سے زمین پر آرہتا ہے۔ فرعون حقارت سے اُس پر تھوکتا ہے اور مسکراتا ہوا بستر میں پڑ کر سو جاتا ہے۔)

منظر ۲۰

(ریشِ فرعون میں حضرت موسیٰؑ کا پنجہ مارنا)

آسیہؑ ایک کرسی پر نہایت غم زدہ سی بیٹھی ہے، اور دایہ (اُمِ موسیٰؑ) بچے کو گود میں لئے کھلا رہی ہیں یکایک فرعون داخل ہوتا ہے، اور بچے کو دایہ کی گود سے لے کر ہنستے ہوئے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے۔

فرعون: (آسیہؑ کو مغموم دیکھ کر) ہیں! تم اِس طرح غم زدہ کیوں بیٹھی رہتی ہو؟ ناحق ہمیں بھی پریشان کرتی ہو!

آسیہؑ: میری قوم کے سینکڑوں بے گناہ آدمی گھوڑوں تلے روند دیئے جائیں اور مجھے غم ہی نہ ہو؟ میری قوم کے ہزاروں معصوم بچے قتل کر دیئے جائیں اور میں ہنستی رہوں؟ میں سینے میں فرعون کا سا دل تھوڑے ہی رکھتی ہوں؟

فرعون: دیکھو آسیہؑ! ہمیں اس قسم کے طعنے مت دیا کرو۔ ہمیں تمہاری تلخ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں کم از کم تمہیں تو خاوند کا ہمدرد ہونا چاہیئے۔

آسیہؑ: سچ بات ہمیشہ تلخ ہی ہوا کرتی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ مجھے تم جیسے بے انصاف اور سنگدل شخص

کو خاوند کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے! کافر اور ظالم شخص خاوند تو کیا باپ بھی ہو تو اُس کے خلاف اعلانِ بغاوت ہونا چاہیئے!

فرعون: (کڑک کر) آسیہ! یہ صرف تمہارے ملکہ مصر ہونے کا لحاظ ہے کہ میں خاموش ہو رہتا ہوں، ورنہ میری بیوی کے علاوہ کسی اور کی زبان سے ایسے گستاخانہ الفاظ نکلیں تو ــــــــــ

آسیہ: (بات کاٹ کر) تو اُسے پھانسی دے دو، یا گرم ریتے پر مروا دو۔ زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتے ہو نا؟... مگر یاد رہے کہ حق بات کہنے والے موت سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے۔

دبا سکتی نہیں ایمان کو باطل کی تعزیریں
جو مومن ہیں وُہ زیرِ تیغ بھی حق کہہ کے رہتے ہیں

فرعون: (آنکھیں پھاڑ کر) اپنے محسنِ اعظم اور ولیِ نعمت کے خلاف کھُلی بغاوت کو تم حق گوئی کا خطاب دے رہی ہو؟ ذرا ہوش سے کام لو بنی اسرائیل کا غم تمہیں کیوں ہے؟ انہوں نے اپنی نمک حرامی اور سرکشی کی سزا پائی ہے!

آسیہ: اُن بے چاروں نے تمہارا نمک کھایا ہی کب تھا کہ نمک حرامی کرتے۔

فرعون: (بچے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہوئے) فضول سینہ زوری مت کرو۔ میری بات یاد رکھو کہ تمہارا یہی بیٹا ایک دن بڑا ہو کر میرا تخت سنبھالے گا۔ اور جو باغی انسان سزا پانے سے بچ رہے ہیں، انہیں اپنے زورِ بازو سے نیل کی موجوں میں غرق کر دے گا! ہا ہا ہا! ہا ہا ہا! یہی میرا صحیح وارث ہے! یہی تا قیامت میرے نام کو غیر فانی بنا دے گا آنے والی نسلیں فرعون اور موسےٰ کے نام

کو ہمیشہ ایک ساتھ یاد کریں گی! (بچہ یک لخت فرعون کی داڑھی میں ایسا مضبوط پنجہ مارتا ہے کہ وُہ درد سے چنگھاڑ اُٹھتا ہے)

فرعون: (بمشکل اُس سے داڑھی چھڑا کر اُسے دایہ کی گود میں دے دیتا ہے اور مرحوم بڈھے کی یہ آواز ایک مرتبہ پھر اُس کے کانوں میں گونجنے لگتی ہے" سنگ دل کا فر! تو نے آج بنی اسرائیل کے ایک بزرگ کی داڑھی کھینچی ہے، لیکن وُہ دن دُور نہیں جب کہ ہمارا بھی کوئی آدمی تیرے ساتھ یہی سلوک کرے گا!") ایں! یہ تو اچھا شگون نہیں ہے۔ مجھے اِس بچے پر شبہ کرنے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔ آخر اِس نے خداوند کی گود میں پناہ لے کر بھی اُس کی داڑھی پر اتنا خوفناک حملہ کیوں کیا؟

آسیہؑ! ہم آستین میں کہیں سانپ تو نہیں پال رہے؟

آسیہؓ (ہنس کر) آپ تو بدحواسوں کی سی باتیں کرتے ہیں، بھلا بچوں کو سیاہ و سفید کی کیا تمیز ہے اُس نے کھیلتے کھیلتے داڑھی میں ہاتھ مار دیا تو کیا ہوا؟ کون سی قیامت آ گئی؟

فرعون: نہیں نہیں آسیہؓ! مجھے اِس بچے کی حرکت اتنی بُری معلوم نہیں ہوتی، جتنا کہ اس کا شگون خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ آج میرا دِل پکار رہا ہے کہ اِسے بھی جلاد کے حوالے کرنا چاہئیے!

آسیہؓ : یہ دل کی پکار نہیں بلکہ شیطان کی پکار ہے جو اپنے دشمنوں کا ہمیشہ دشمن رہا ہے۔ باقی رہی شگون کی بات، تو یہ صرف وہمی اور جاہل لوگوں کا دستور ہے۔ آپ اِس عذاب میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں؟

فرعون: نہیں نہیں! یہ بچہ سچ مچ مارِ آستین معلوم ہوتا ہے۔ اِسے ختم کر دینا ہی اچھا ہو گا۔ میں جلاد کو ابھی بھیجتا ہوں۔ (باہر جانے لگتا ہے)

آسیہؑ: ٹھہریئے! اس کی ایک آزمائش ہونے دیجئے۔ اُس میں اگر یہ فیل ہو جائے تو بخوشی جلاّد کے سپرد کیجئے!

فرعون: کیا ہے وُہ آزمائش؟ جلد بتاؤ!

آسیہؑ: کل سرِ دربار اِس بچے کے سامنے ایک طرف کوئلہ اور دُوسری طرف سُرخ ہیرا رکھئے۔ نادان ہونے کی وجہ سے اگر یہ کوئلے پر ہاتھ رکھ دے تو اِس کی جان بخشی ہو، اور اگر ہیرے پر ہاتھ رکھ دے تو پھر نتیجہ موت ہے۔ ایک وسوسۂ شیطانی کا ازالہ اِس سے بہتر طریق پر نہیں ہو سکتا۔

فرعون: بہت خوب تجویز ہے۔ اِس کا کوئلے پر ہاتھ رکھنا ہی میرے وہم کو مٹا سکتا ہے۔ صرف یہی چیز اِس کے معصوم ہونے کی دلیل سمجھی جائے گی!

(باہر چلا جاتا ہے)

منظر ۲۱

(سلامتیِ موسیٰ کیلئے آسیہؑ کی دُعا)

ایک خاموش کمرے میں آسیہؑ مصلّے پہ دو زانو بیٹھی ہے اور ہاتھ اٹھائے مدھم آواز میں دُعا مانگ رہی ہے:۔

"پروردگارا تو ہر چیز پر قادر ہے۔ آسمان و زمین کی مخلوق تیرے قبضۂ قدرت میں ہے میرے بچے کو توفیق دے کہ وُہ ہیرے کی بجائے کوئلے کی طرف ہاتھ بڑھائے اور آزمائش میں کامیاب ہو۔ آمین!" (مُنہ پہ ہاتھ پھیرتی ہے)

منظر ۲۲

(سلامتیِ موسیٰ کیلئے اُمِّ موسیٰ کی دُعا)

ایک دُوسرے خاموش کمرے میں اُمِّ موسیٰ مصلّے پر تشریف فرما ہیں۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور ہاتھ اُٹھائے یہ دُعا مانگ رہی ہیں:۔

"اے خدائے برحق! میں موسیٰ کی زندگی تیرے ہی سپرد کرتی ہوں، اور جو چیز تیرے سپرد کر دی جائے وُہ کبھی برباد نہیں ہوتی۔ یا رحیم! تو میرے بچے کی جان بچا۔ آمین!"

(مُنہ پہ ہاتھ پھیرتی ہیں)

منظر ۲۳

(ہیرے اور کوئلے سے حضرتِ موسیٰؑ کی سنسنی خیز آزمائش)

فرعون کا دربار پوری شان وشوکت سے لگا ہے۔ تمام امراء، وزراء اور ارکانِ سلطنت کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہیں۔ فرعون اپنے تخت سے، جو ایک اُونچے چبوترے پر ہے، اٹھتا ہے اور اہلِ دربار کو یوں مخاطب کرتا ہے:۔

فرعون: میرے معزّز اور ہمدرد دوستو! آج جس مقصد کے لئے آپ لوگوں کو یہاں جمع ہونے کی تکلیف دی گئی ہے، اُس کا ذکر آپ سُن ہی چکے ہیں۔ جس بچّے کو ہم نے اپنا بیٹا بنانے کی غلطی کی تھی، وُہی ہماری عزّت پر حملہ آور ہُوا۔ گو ایک بچّے کو کسی غلطی کے لئے مجرم سمجھنا کھلی ہوئی حماقت ہے، تاہم ایک بُرا شگون بھی اکثر اوقات صحیح ثابت ہوتا ہے۔ پس اِسی لئے آج اُس بچّے کی فطرت کو کھُلے دربار میں آزمایا جا رہا ہے۔ اگر وُہ پاک ثابت ہُوا، تو خداوند کا یہ تخت وتاج اُس کا حق ہے، اور اگر سچ مچ ہمارے شبہات کے مطابق دشمن پایا گیا، تو جلاّد دُوسرے کمرے میں حکم کا منتظر ہے۔

(ہامان سے) بچہ حاضر کیا جائے!

ہامان جاتا ہے اور بچے کو لے آتا ہے۔ اتنے میں ایک ڈبیا کھول کر جگمگاتا ہوا سرخ ہیرا فرش پر رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر ایک خادم چمٹے میں کوئلہ پکڑ کر لاتا ہے، اور اُسے ہیرے کی داہنی طرف ایک فٹ کے فاصلے پر رکھ دیتا ہے۔ بچے کو بھی فرش پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ بچہ ان دونوں چمکدار چیزوں کو دیکھ کر ہنستا ہے پھر تین[1] مرتبہ ہیرے کے قریب ہاتھ لے جاکر رُک جاتا ہے۔ اور چوتھی دفعہ تیزی سے لپک کر کوئلے کو ہاتھ میں پکڑ کر زبان[2] سے لگالیتا ہے، جلن کی تکلیف محسوس کر کے چیختا ہے، اور کوئلہ زمین پر گرا دیتا ہے فرعون جلدی سے بڑھ کر اُسے گود میں اُٹھا لیتا ہے، اور چومتا ہے۔

اُمِّ موسےٰ اور آسیہ جو پردے کے پیچھے یہ منظر بے تابی سے دیکھ رہی تھیں، اطمینان کی سانس لیتی ہیں اور بے اختیار "الحمدللہ" کہہ اُٹھتی ہیں۔

اہلِ دربار: (متفق آواز سے) خداوند کو ولی عہد کی زندگی مبارک ہو!

---

[1] حسبِ روایت بچے نے تین مرتبہ ہیرے کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ اُسے پکڑے، مگر چوتھی دفعہ فرشتے نے ہاتھ کا رُخ کوئلے کی جانب کر دیا۔ (کذا فی التفاسیر)

[2] زبان پر کوئلے کا لگنا اِس حد تک اثرانداز تھا کہ بعالمِ شباب بھی موسےٰ علیہ السلام صاف طور پر یوں نہیں سکتے تھے اور تتلاتے تھے۔ اسی بنا پر اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (طٰہٰ) یعنی "الٰہی! میری زبان سے گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری باتیں بآسانی سمجھ سکیں"

فرعون: (مسکراتے ہوئے) شکریہ! دوستو! تمام شہر میں منادی کر دو کہ ہم اس معصوم بچّے کی سلامتی پر دریائے نیل کے کنارے وہ عظیم الشان جشن منائیں گے، جو چشمِ فلک نے آج تک نہ دیکھا ہو۔ یہ جشن ہماری سالگرہ کے موقعہ پر منایا جائے گا! دربار برخاست!

(سب باہر چلے جاتے ہیں)

منظر ۲۴

(بچے کی سلامتی پر فرعون کا جشنِ مسرت)

یہ دریائے نیل کا ساحل ہے۔ ہر طرف خیمے نہایت خوبصورتی سے آراستہ کئے گئے ہیں۔ فرعون کا خیمہ سب سے بڑا ہے، اور یہی عیش و عشرت کا مرکز ہے۔ فرعون اور اُس کے مصاحب شراب نوشی میں مصروف ہیں۔ ہر شخص کے سامنے نہایت اعلےٰ پھل طشتری میں چُنا گیا ہے۔ خیمے کے وسط میں حسین لڑکیاں مصروفِ رقص ہیں۔ رقص کے بعد ایک مغنیہ یہ گانا گاتی ہے :۔

گانا

صحت پہ تیری چرخ و زمیں شادماں ہیں آج
سرمستِ عیش نیل کی موجیں رواں ہیں آج

تیری سخا پہ دہر میں ہر شے کو ناز ہے
جو خشک ٹہنیاں تھیں، وُہ باغِ جناں ہیں آج

بچے کی جان بچنے سے ظاہر ہے فالِ نیک
حمد و ثنا کے گیت بھی وردِ زباں ہیں آج

عمرِ رواں نے ایک قدم اور بھر لیا
دُنیا میں حسن و عشق کی راتیں جواں ہیں آج

ہر ذرّے سے نشاط کا طوفان اُبل پڑا
اسبابِ غم جہاں میں نظر سے نہاں ہیں آج

گانا ختم ہونے پر فرعون ہامان کو اشارہ کرتا ہے اور وُہ اندر سے بہت سی تھیلیاں اُٹھا کر لاتا ہے اور منہ کھول کر اُنہیں فرعون کے سامنے پیش کرتا ہے۔ فرعون مٹھی بھر بھر کر موتی بکھیرتا چلا جاتا ہے۔ غربا اور ملازمت پیشہ انہیں دوڑ دوڑ کر لوٹتے ہیں۔ بالآخر قارون فرعون کے سامنے آ کر سینے پر ہاتھ رکھ کے جھکتا ہے، اور کہتا ہے:-

اِس خوشی نے کر دیا ہے مِصر والوں کو نہال
ضربِ موسیٰؑ سے ہی سے باطل پائے گا آخر زوال!

منظر ۲۵

(اُمِّ موسٰےؑ کی اپنے بچّے سے رِقّت انگیز جُدائی)

بچہ پنگوڑے میں لیٹا ہنس رہا ہے۔ اُمِّ موسٰےؑ پنگوڑے کو ہلاتی ہیں، اور یہ لوری پڑھتی ہیں:۔

لوری

سو جا، میرے پیارے سو جا!

تجھ پہ دائم رحمت حق کی — دل میں تیرے قوّت حق کی
اُلفت ہو تو اُلفت حق کی — راحت ہو تو راحت حق کی

سو جا، میرے پیارے سو جا

سوئے لوگ جگائے گا تُو — مُردہ دِلوں کو جِلائے گا تُو
دہر سے شر کو مٹائے گا تُو — حق کی یاد دلائے گا تُو

سو جا، میرے پیارے سو جا

تیرا حامی آپ خدا ہے! دُشمن کا پھر غم ہی کیا ہے
تیری حافظ ماں کی دُعا ہے باطل فانی حق کو بقا ہے

سو جا، میرے پیارے سو جا

(بچہ لوری کے دوران میں سو جاتا ہے۔ لوری کے ختم ہونے پر کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلتا ہے اور آسیہؓ اشارے سے اُمِّ موسیٰؑ کو دُوسرے کمرے میں بُلاتی ہے۔ وُہ جاتی ہیں، اور آسیہؓ یوں ہمکلام ہوتی ہے)

آسیہؓ : بہن! آج میں تم سے ایسی بات کہتی ہوں جس کے سُننے سے تمہیں رنج ہوگا، مگر کیا کروں مجبوری ہے۔ اب بچہ چونکہ سنبھل چکا ہے، اور روٹی سے بھی بخوشی دُودھ پی لیتا ہے، اس لئے اب تمہیں انعام دے کر رُخصت کیا جاتا ہے۔ (موتیوں کا ایک ہار اُن کے گلے میں پہناتی ہے اور ہاتھ میں اشرفیوں کی بھری ہوئی تھیلی بھی دیتی ہے)

اُمِّ موسیٰؑ : (افسردہ ہوکر) اِس انعام کا شکریہ! لیکن میرا سب سے بڑا انعام تو بچّے کی خدمت ہے۔ کیا میں نے اُسے اپنا بچہ سمجھ کر نہیں پالا؟ کیا اُس کے آرام کے لئے اپنا آرام حرام نہیں کر دیا؟

آسیہؓ : بے شک، تو نے دایہ ہوکر بھی اُسے بیٹوں سے زیادہ عزیز سمجھا، اور اس سے وُہ محبت کی ہے جو اُس کی سگی ماں سے بھی ممکن نہ تھی۔ آہ! آج بھی اگر اُس کی دُکھیا ماں یہاں موجود ہو اور یہ دیکھ لے کہ تم نے اُس کے لختِ جگر کی کس قدر اَن تھک خدمت کی ہے، تو وُہ یقیناً تم پر اپنی جان بھی نثار کر دے۔

اُمِّ موسیٰؑ: تو کیا اِس خوش نصیب بچّے کی ماں کا اب تک سُراغ نہیں ملا؟

آسیہؓ: سراغ ملے بھی تو کہاں سے۔ بے چاری نے غربت سے اُکتا کر تو اسے دریا میں پھینک دیا۔ اور نجانے خود کس کس در کی خاک چھانتی ہو گی!

اُمِّ موسیٰؑ: خُدا رحم کرے اُس کی حالت پر!..... تو کیا اب مجھے سچ مچ جانا ہی پڑے گا؟

آسیہؓ: ہاں، اب دایہ کی ضرورت ہی کیا ہے!

اُمِّ موسیٰؑ: تو وعدہ کرو کہ اِس پیارے بچّے کی خدمت میری ہی طرح کرو گی، اور اِسے کسی قسم کا دُکھ نہ ہونے دو گی!

آسیہؓ: مجھ سے یہ وعدہ لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ میرا جگر ہے، اور اپنے جگر کا دُکھ کون برداشت کر سکتا ہے؟

اُمِّ موسیٰؑ: (آنسو بہاتے ہوئے) اچھّا تو اب میں موسیٰؑ کو ایک الوداعی بوسہ دے لوں!

آسیہؓ: ضرور۔

اُمِّ موسیٰؑ دبے پاؤں اندر داخل ہوتی ہیں اور سوئے ہوئے بچّے کی پیشانی کو ہلکا سا بوسہ دے کر اُسے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھتی ہوئی کمرے سے باہر آجاتی ہیں۔

منظر ۲۶

(اہلِ خانہ اُمِّ موسےٰ کا غم غلط کرتے ہیں)

اُمِّ موسےٰ اپنے گھر کے اندر آبدیدہ حالت میں داخل ہوتی ہیں۔ اُن کا خاوند گھبرا کے آگے بڑھتا ہے اور ہم کلام ہوتا ہے۔

خاوند: ایں! آج تم روتی ہوئی کیوں آئی ہو؟ خیر تو ہے؟

بیوی: آج موسےٰ کی خدمت سے محروم کر دی گئی ہوں۔ پھر کبھی وہاں جانا نہ ہوگا!

خاوند: تو خیر اُس کی جان تو بچ گئی۔ دُودھ تو خوب پی لیتا ہے نا۔ اب موسےٰ سے جُدا ہوئی ہو تو اُس کے بھائی ہارون کی خدمت میں جی بہلاؤ (پنگوڑے سے بچے کے رونے کی آواز آتی ہے) یہ بھی تو اپنے موسےٰ ہی کی نشانی ہے۔

لڑکی: (آگے بڑھ کر) اچھی اماں! روتی کیوں ہو؟ جس خدا نے موسےٰ کو پیدا کیا اور خوفناک موجوں سے نکال کر اتنے بڑے محل میں پہنچایا، وُہی خدا آئندہ بھی اُس کی حفاظت کرے گا (بچہ پنگوڑے میں روتا ہے)

ہارون دیر سے رو رہا ہے۔ اس بے چارے کو تو گود میں اُٹھائیے!

اُمِّ موسےٰ آگے بڑھ کر بچے کو گود میں لے لیتی ہیں۔ خاوند اور بیٹی مسکراتے ہیں۔

منظر ۲۷

(حضرت موسیٰ کا شباب اور عقائدِ فرعونی سے بغاوت)

آسیہؓ بچّے کو ایک کرسی پر بٹھا کر اُس کے ہاتھ میں رنگا رنگ کے کھلونے دیتے ہوئے اُس کا جی بہلاتی ہے۔ اِن کھلونوں میں ایک مورتی بالکل فرعون کی صورت پر ہے۔ آسیہؓ یہ مورتی بچّے کے ہاتھ میں دیتے ہوئے ہنس کر کہتی ہے:۔

"دیکھا میرے لعل؟ یہ مورتی بالکل فرعون کی صورت پر بنائی گئی ہے۔ تمام مصریوں کو حکم ہے کہ وُہ اِسے اپنا خداوند سمجھ کر اِس کی پُوجا کریں، اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوں۔ کیا تو بھی بڑا ہو کر اِس مورتی کے سامنے جُھکے گا؟ کیا تو بھی اِسے اپنا رب سمجھے گا؟"

مورتی ہاتھ میں لیتے ہی بچّے کا مُسکراتا ہوا چہرہ سنجیدہ سا ہو جاتا ہے، اور آنکھوں سے نفرت کے آثار ٹپکتے ہیں ——— گریزؔ[1] ——— اِسی حالت میں

[1] یہاں سے ہم موسیٰ علیہ السلام کے عالمِ طفلی سے عالمِ شباب کی جانب گریز کرتے ہوئے مابعد کے حالات پیش کرتے ہیں۔

طفلِ آغوش کی بجائے نوجوان موسیٰ کا پیکرِ نُور ہمارے سامنے آتا ہے۔ جو مُورتی کو اُسی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہیں حضرتِ مُوسیٰ نفرت انگیز نگاہوں سے مُورتی کو دیکھتے ہوئے آسیہ سے کہتے ہیں:۔

حضرتِ مُوسیٰ: اِس مُورتی کے سامنے صرف بےیقین اور گمراہ مصری ہی جُھک سکتے ہیں۔ مُوسیٰ نہ کبھی اِس مُورتی کے سامنے جُھکے گا اور نہ اُس جُھوٹے خدا کے سامنے جس کی یہ مُورتی ہے۔ مُوسیٰ تو صرف اُس ربِّ واحد کے سامنے سربسجود ہوگا جو آسمان و زمین کا اصل خالق ہے۔ وُہ خدا جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ وُہ سچّا خدا جو فرعون کی طرح دو روزہ خدا نہیں، اور جس کی حکومت میں کمزوروں کو ذبح نہیں کیا جاتا!

آسیہ: (ہونٹوں پر اُنگلی رکھتے ہوئے) مُوسیٰ! اِس وقت خاموش رہو۔ فرعون محل ہی میں ہے خدانخواستہ اِدھر آنکلا تو جان کے لالے پڑ جائیں گے!

حضرتِ مُوسیٰ: (اور تُند آواز میں) مُوسیٰ کے سینے میں وُہ دِل ہے جو مخلوق سے نہیں بلکہ خالق سے ڈرتا ہے۔ مُوسیٰ حق کو کبھی نہیں چھپائے گا۔ مُوسیٰ ہر سر کو ربِّ واحد کے سامنے جُھکائے گا (مُورتی کی طرف اشارہ کرکے) اور ایسی ایسی مُورتیوں کو دُنیا سے نیست و نابود کر دے گا!

(مُورتی کو زور سے فرش پر مارتے ہیں اور وُہ پاش پاش ہو جاتی ہے۔ آسیہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ جاتی ہے)

منظر ۲۸

(بنی اسرائیل کی محکومی و مظلومی پر قارون کو لعن طعن)

مصر سے باہر ریگستان میں اہرام کی تعمیر کرائی جا رہی ہے۔ فرعون کے سپاہی بنی اسرائیل کے مزدوروں سے کوڑے مار مار کر کام لے رہے ہیں۔ یکایک دو گھوڑے برق رفتاری سے یہاں پہنچتے ہیں۔ ایک گھوڑے پر حضرتِ موسےٰ سوار ہیں، اور دوسرے پر قارون۔ اہرام کے قریب آکر یہ سوار اتر پڑتے ہیں۔

قارون: (قدرے جھکتے ہوئے اہرام کی طرف اشارہ کرتا ہے) دیکھئے جہاں پناہ! یہ مصر کی تاریخ میں کیسے غیر فانی کارنامے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا قیامت کے زلزلے بھی انہیں برباد نہیں کر سکیں گے۔ یہ پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہیں۔ یہ صحرا کے ہیبت ناک دیو ہیں، اور ان کی تعمیر میری نگرانی میں ہو رہی ہے۔

حضرتِ موسےٰ: (گرج کر) قارون! پہلی فحش غلطی تم نے یہ کی کہ منع کرنے کے باوجود پھر تم میرے سامنے جھکے، اور خدا کا حق مجھے دیا۔ دوسری غلطی تم نے یہ کی کہ مجھے "جہاں پناہ" کہہ کر پکارا، حالانکہ

جہان کو پناہ دینے کی قوّت صرف خدا میں ہے تیسری غلطی تم نے یہ کی کہ بنی اسرائیل کے بے گناہ غلاموں کا خون چُوس چُوس کر بنائے ہوئے اہرام پر تم نے فخر کیا۔ کیا ظلم اور نا انصافی بھی ایسی چیزیں ہیں جن پر کوئی ناز کر سکے؟ کیا ان اہرام کو دیکھنے والی نسلیں ہزار دن سال بعد بھی فرعون اور اُس کے چیلوں پر لعنت نہیں بھیجیں گی؟ — جواب دو!

قارون: بندہ اپنے قصور کی معافی چاہتا ہے تاہم میں کہوں گا کہ اگر میں خداوندِ فرعون کے حضور میں عزت و وقار کا یہ عظیم الشان ہدیہ پیش کرتا تو وہ مجھے انعام و اکرام سے مالا مال کر دیتے!

حضرتِ موسےٰ: فرعون ہی نے تو انعام دے دے کر تمہیں قارون بنا دیا ہے، فرعون ہی نے تو تم لوگوں کی زبانیں اور گردنیں اپنے مکر و فریب کے شکنجے میں جکڑ لی ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ میں فرعون نہیں بلکہ موسےٰؑ ہوں۔ جبر و سرمایہ داری کا دشمن موسےٰؑ۔ بنی اسرائیل کا ہمدرد موسےٰؑ:

..... (سپاہی مزدور غلاموں کو برابر کوڑے مار رہے ہیں) چلو قارون! یہاں سے جلد واپس چلو! مجھ سے تمہارے محکمے کے ہولناک مظالم نہیں دیکھے جاتے۔ تم حرام خور ہو! تم اپنے خزانے میں اضافہ کر کے بنی اسرائیل کا خون چُوس رہے ہو!

قارون: لیکن اتنا تو غور فرمایئے کہ میں ایک بنی اسرائیلی ہو کر اپنی قوم کا بدخواہ کیوں کر ہو سکتا ہوں؟

حضرتِ موسےٰؑ: غدّاروں کا ایمان ہر وقت خریدا جا سکتا ہے۔ دولت کے پُجاری چند ٹکوں کے عوض اپنی قوم بیچ دیتے ہیں، اور تمہیں تو سونا مل رہا ہے، ہاں، سونا جو اپنی روپہلی جھلک سے غیرت و حرّیت اور دیانت کو ایک لمحے میں فنا کر دیتا ہے! دنیاوی شان و شوکت، مال و

دولت اور عزت و جاہ نے تمہیں اندھا بنا دیا ہے۔ یاد رکھو کہ ایک روز تمہیں خدا کے رُوبرو پیش ہو کر اپنے ہر ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ تمہارے یہ مظالم خوفناک دیو بن کر تمہارے سامنے آئیں گے۔ اور وہاں چھڑانے والا کوئی نہ ہوگا۔

(حضرتِ موسیٰ گھوڑے پر سوار ہو کر نظر سے غائب ہو جاتے ہیں، اور قارون انہیں غضب ناک نگاہوں سے دیکھتا رہ جاتا ہے)

منظر ۲۹

(خزائن قارون کی چابیاں اور بنی اسرائیل کی فاقہ کشی)

مصر کے ایک بازار میں بہت سے آدمی جو بنی اسرائیلی مزدور ہیں اور قارون کے زیر اثر کام کرتے ہیں، بڑی بڑی چابیوں کے اتنے وزنی گچھے پیٹھ پر اٹھائے ہوئے جا رہے ہیں کہ ان کی کمر بے اختیار جھک رہی ہے۔ ان میں سے کوئی آدمی دم لینے کو رکتا ہے تو داروغہ چابک رسید کرتا ہے۔ یکایک تیز دوڑتے ہوئے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنائی دیتی ہے، جو بتدریج قریب تر ہوتی جاتی ہے۔ یہ حضرت موسےٰ ہیں۔ وہ گھوڑے کو روکتے ہیں۔ اور چابک رسید کرتے ہوئے داروغہ کو یوں مخاطب کرتے ہیں:۔

حضرت موسےٰ: ٹھہر جاؤ جلاد! کیوں چمڑی اُدھیڑ رہا ہے ان کی؟

داروغہ: (گھبرا کر چابک پھینکتے ہوئے) ولی نعمت! میں تو ..... میں تو ..... !

حضرت موسےٰ: ولی نعمت مت کہو مجھے نعمتیں دینے کا اختیار موسےٰ کو نہیں بلکہ موسےٰ کے پروردگار کو

۱؎ مفسرین لکھتے ہیں کہ گنجِ قارون کی چابیاں ستر خچر بمشکل اُٹھا سکتے تھے۔ اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ آدمی کس قدر درکار ہوں گے

ہے میرے سوال کا جواب دو۔ ان غلاموں پر یہ ظلم کیوں ڈھایا جا رہا ہے ؟ کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ موسیٰ کا خون سچ مچ شعلوں کی طرح بھڑک اُٹھے، اور مصر کی فرعونی آبادیوں کو چشم زدن میں راکھ کا ڈھیر بنا دے ؟ تمہیں کمزوروں کی ہڈیاں پیستے ہوئے شرم نہیں آتی ؟

داروغہ : (جو تھر تھر کانپ رہا ہے) حضور، یہ تمام چابیاں قارون کے خزانوں کی ہیں۔ اُس نے مجھے حکم دیا تھا کہ انہیں غلاموں سے اُٹھوا کر اُس کے محل میں پہنچا دیا جائے !

حضرتِ موسیٰ : (مدھم آواز میں نفرت انگیز ہنسی ہنستے ہوئے) اور اس طرح اپنی چابیوں کی نمائش کر کے قارون دُنیا والوں پر یہ رعب ڈالنا چاہتا ہے کہ اُس کے پاس غیر محدود خزانے ہیں۔ یہ وُہ ملعون دولت ہے جس کی چابیاں اُٹھانے والے مزدور خشک روٹی کو ترستے رہتے ہیں۔

داروغہ : بجا فرمایا حضور نے۔ مجھے بھی ان بے چاروں سے بہت ہمدردی ہے !

حضرتِ موسیٰ : اور وُہ ہمدردی مار پیٹ کی صورت میں ظاہر ہو رہی تھی ؟ .... نہایت عبرت ناک انجام ہے قارون کا، اور وبالِ جان ثابت ہو گی اُس کی دولت مگر خیر، اُسے سمجھا دینا ضروری ہے۔ میرا خدا اتمامِ حجت کے بغیر کبھی کسی کو سزا نہیں دیتا !

(گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہے، اور ٹاپوں کی آواز بتدریج مدھم ہوتی چلی جاتی ہے)

منظر ۳۰

(حضرتِ موسیٰؑ فرعون کو سرِ دربار تبلیغِ حق کرتے ہیں)

فرعون کا دربار اپنی پوری شان و شوکت سے لگ رہا ہے۔ فرعون اپنے تخت سے اُٹھتا ہے اور اہلِ دربار کو بالفاظِ ذیل مخاطب کرتا ہے:۔

فرعون: اے بندگانِ خداوند! تمہیں اچھی طرح معلوم ہو گا کہ بنی اسرائیل کے کمینے غلام کس طرح دن بدن سرکشی اختیار کر کے اپنے خداوند کے خلاف بغاوت پر تُلے ہوئے ہیں۔ (حضرتِ موسیٰؑ اندر داخل ہوتے ہیں، مگر فرعون کی نظر اُن پر نہیں پڑتی) ان فسادوں سے ہماری راحت خاک میں مل رہی ہے، اور دل کا اطمینان کافور ہو گیا ہے۔ اب میں ــــــ

حضرتِ موسیٰؑ: (گرج کر) وُہ خداوند ہی کیا جو اپنے بندوں کو قابو میں نہ رکھ سکے، اور ذرا سی بغاوت ہونے پر اُس کی راحت خاک میں مل جائے؟ اسی بنا پر میں مصر کے بناسپتی خدا سے مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ وُہ اپنے کبر و غرور کا جھوٹا جادو توڑ کر ایمانداری سے خدائے برحق

کے سامنے جُھک جائے، اور ـــــــــ

فرعون: (کڑک کر موسٰیؑ سے) اپنے مربّی کی شان میں گستاخی کے الفاظ مت بول، ورنہ ......

حضرتِ موسٰیؑ: ورنہ سچّائی کے جُرم میں مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ یہی کہنا چاہتے تھے نا؟ یاد رہے کہ موسٰیؑ کے سینے میں خدا بولتا ہے، اور خدا کی آواز یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو فوراً آزاد کر دیا جائے۔ اُنہیں کھانے کو اچھی غذا اور پہننے کو اچھا کپڑا دیا جائے۔ وُہ یعقوبؑ اور یُوسفؑ جیسے برگزیدہ پیغمبروں کی اولاد ہونے کے لحاظ سے آلِ فرعون پر بھی بہت بڑی فضیلت رکھتے ہیں۔ وُہ عزّت اور ادب کے مستحق ہیں۔ اُن کی خدمت کرنے والا خدا کا محبوب ہوگا!

فرعون: ہاہاہا! ہاہاہا!! تجھے بنی اسرائیل پر آج اس لئے رحم آرہا ہے تاکہ وُہ تیرے ہم قوم ہیں؟۔ (دانت پیس کر) میں نے سچ مچ آستین میں سانپ پالا تھا!

حضرتِ موسٰیؑ: سانپ میں ہوں یا تُو جس نے اپنی ناپاک خدائی کے زہر سے انسانوں کی رُوحیں مُردہ کر دی ہیں۔ ایمان کو دلوں سے چھین لیا ہے، اور بنی اسرائیل کو زندہ درگور کر رکھا ہے!

فرعون: (لاجواب ہوکر) اچھّا میں آج ہی تیرا علاج کئے دیتا ہوں۔ یہ ساری شوخی ہرن ہو جائے گی!

حضرتِ موسٰیؑ: میں کفر کے اس ماحول میں خود بھی رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے تیرے ریشمی لباس، زرّیں برتن اور پُر تکلّف کھانے کاٹنے کو دوڑتے ہیں۔ میں آج سے اِس شیطانی محل میں رہنے

کی بجائے اپنے بھائیوں کے اُن ٹوٹے پھُوٹے جھونپڑوں میں رہوں گا جن میں وُہ بھُوک سے

بِلک بِلک کر جان دیا کرتے ہیں۔ وُہی میرے لئے راحت و آرام کا بہترین مسکن ہے وُہی

میری فردوس ہے

فرعون: مُوسٰے! آج پہلا موقعہ ہے کہ میرے کان تیری زبان سے سرکشی اور بغاوت کے نازیبا الفاظ

سُن رہے ہیں۔ ایسا بیان تیرے لئے مصائب کا دروازہ کھول دے گا۔

حضرت موسٰے: خدائے ذوی الجلال کے باغی سے اعلانِ بغاوت کرنا ایک دیانت دار اور حق پرست

شخص کا اہم ترین فریضۂ حیات ہے۔ باقی رہا مصائب کا خوف، تو خوفِ الٰہی کے سامنے

دُنیا کا بڑے سے بڑا خوف بھی مجھے ایک لمحے کے لئے مرعوب نہیں کر سکتا۔

فرعون: تیرا یہ دعوےٰ ایک مجنونانہ بڑ ہے۔ تو تنہا ہے اور میری حمایت میں مصر کی تمام آبادی سربکف

ہے۔ فردِ واحد فرعون کے لشکرِ جرار کا مقابلہ کن ہتھیاروں سے کرے گا؟

حضرت مُوسٰے: فقط "ایمان" کے ہتھیار سے! یہ وُہ ہتھیار ہے جس کے مقابل رُوئے زمین کے تمام ہتھیار

ناکارہ و ناکام ہو کر رہ جاتے ہیں۔ باقی رہا کثرتِ تعداد کا غرور، تو میں ببانگِ دہل یہ حقیقت

سرِ دربار بیان کئے دیتا ہوں کہ کسی قوم کا لاتعداد ہونا اُس کے صادق و ہدایت یافتہ ہونے

کا معقول ثبوت نہیں۔ اِسی طرح کسی شخص کا فردِ واحد ہو کر اُن تمام باطل پرستوں سے انحراف

کرنا اُس کے کاذب و گمراہ ہونے کی دلیل نہیں۔ ایک ایماندار دِل لاکھوں کافر دلوں سے

بدرجہا زیادہ توانا، جری، غالب اور مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہے!

فرعون: میں صاحبِ حکومت اور صاحبِ اقتدار ہوں۔ چاہوں تو اسی وقت تیری گستاخ زبان کٹوا کر پھینک دوں۔ بایں ہمہ.....

حضرتِ موسےٰ: یہ زبان کٹ سکتی ہے مگر ظلمت کو نور اور شر کو خیر ہرگز نہیں کہہ سکتی، مردِ مومن کو صداقت جسم کی ہر راحت سے زیادہ عزیز ہے۔

فرعون: اچھا میں بھی دیکھوں گا کہ تیری صداقت یا بغاوت میری سلطنت میں کیا خلل پیدا کر سکتی ہے۔ جا میرے سامنے سے دُور ہو جا میری آنکھیں اِس وقت شعلہ ریز ہیں۔ قہرِ فرعونی کی ایک چنگاری بھی تجھے خاکستر بنا سکتی ہے، لیکن فی الحال میں نہیں چاہتا کہ ملکہ مصر کا چہیتا بیٹا میرے غضب کا شکار ہو!

حضرتِ موسےٰ: میں تیرے قصرِ کفر و رعونت کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہتے ہوئے ایک مرتبہ پھر تلقین کروں گا کہ راہِ حق اختیار کر، انصاف و عدالت کو اپنا شعار بنا، اور بنی اسرائیل کو آزاد کر دے، ورنہ تاریخ میں ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی بندۂ حق نے اہلِ باطل کی پوری قوم کو خاک چٹوا دی ہے اور.......

فرعون: ہا ہا ہا! تو گویا تُو بھی خود کو ایسی ہی انقلاب انگیز شخصیت سمجھتا ہے؟ (ہامان کی طرف دیکھتے ہوئے) خوش فہمی بھی ایک خطرناک مرض ہے، اور خصوصاً "مومن" لوگ اِس کا زیادہ شکار ہیں! ہا ہا ہا! ہی ہی ہی!

حضرتِ موسےٰ: گوشِ ہوش سے سُن کہ مردِ موحد اپنی ممکنات کا کبھی غلط اندازہ نہیں کرتا، اُس کا اندازہ حقیقتاً

خدا کا انداز ہے۔ اور کیا عجب کہ خدائے قادر و قیوم مجھ اکیلے ہی کے ہاتھ سے تیری ظالم و جابر سلطنت کو تہ و بالا کروا دے، اور فرعون کی خدائی آئندہ نسلوں کے لئے ایک مرقعِ عبرت ثابت ہو!

(یہ کہہ کر حضرت موسٰی جلدی سے باہر چلے جاتے ہیں، اور فرعون خِفّت محسوس کرتے ہوئے اندر چلا جاتا ہے۔ اہلِ دربار حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھتے ہیں)

منظر ۳۱

(آسیہؓ پر فرعون کی آتشِ غضب)

فرعون نہایت غضب ناک حالت میں آسیہؓ کے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔

فرعون: آسیہؓ! تجھے وُہ دن یاد ہے ناجب موسٰےؑ نے خداوند کی داڑھی میں پنجہ مارا تھا؟

آسیہؓ: ہاں، یاد ہے!

فرعون: اور تجھے یہ بھی یاد ہے کہ تو نے رو دھو کر اُس کی جان بخشی کرائی تھی، اور کہا تھا کہ موسٰےؑ آئندہ کبھی ہمیں دُکھ نہیں پہنچائے گا؟

آسیہؓ: ہاں، یہ بھی یاد ہے! آخر بات کیا ہے؟

فرعون: بات یہ ہے کہ آج اُسی موسٰےؑ نے بھرے دربار میں خداوند کو ذلیل کیا، اور گستاخی کی ایسی باتیں کہیں جو آج سے پہلے ہم نے کسی سے نہیں سُنیں۔ دیکھ لی اپنے لاڈلے بیٹے کی کرتوت؟

آسیہؓ: آخر کہا کیا اُس نے؟ میں بھی تو سُنوں!

فرعون: کہا یہ کہ تو اہلِ مصر کا خداوند نہیں ہے۔ تو جھوٹا ہے، مکار ہے، اور بنی اسرائیل پر ظلم کر رہا ہے انہیں آزاد کر دیا جائے!

آسیہؓ: تو اس نے کون سی بُری بات کہی ہے جس پر آپ کو اس قدر غصہ آ گیا؟ اگر دنیا میں سچ بولنا جرم ہے تو بے شک موسٰیؑ بھی مجرم ہے!

فرعون: (دانت پیس کر) آخر تو ایسا کیوں نہ کہے۔ بنی اسرائیل تیری قوم جو ٹھہری۔ تف ہے اُس دن پر جب میں تجھے بیاہ کر اس گھر میں لے آیا تھا۔ بنی اسرائیل کو میں نے کون سا جیلوں میں بند کر رکھا ہے، جو تم لوگ پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ گئے ہو؟ کیا وہ زمین پر آزادانہ چلتے پھرتے نہیں؟ کیا وہ کھلی ہوا میں سیر نہیں کرتے؟ کیا دریائے نیل کی مچھلیاں اُن کے کھانے، اور پانی اُن کے پینے کے لئے ناکافی ہے؟

آسیہؓ: میں زیادہ کچھ نہیں کہتی، فقط یہ دعا کرتی ہوں کہ بنی اسرائیل کی قابلِ رشک آسائشیں تمہیں مل جائیں اور تمہاری نعمتیں اُن کے قبضے میں آ جائیں تم دریائے نیل کی مچھلیاں اس قدر کھاؤ اور پانی اتنا پیو کہ تا قیامت جی نہ بھرے۔

فرعون: (برہم ہو کر) اونہہ! میں سب سمجھ لوں گا۔ موسٰیؑ کو خاطر خواہ سزا ملے گی۔ اور اگر تم نے بھی خیالات نہ بدلے، تو بہت پچھتانا ہو گا!

آسیہؓ: (آسمان کی طرف نظر کر کے) خدا ہمارا حافظ و مددگار ہے۔

فرعون: (گرج کر) میں دیکھوں گا کہ اب تمہارا آسمان والا خدا فتح یاب ہوتا ہے، یا زمین کا مالک و مختار

فرعون۔ میرے قہر کی تلوار مجرم کے گلے کا اِنتظار کر رہی ہے!

(تیزی سے باہر نکل جاتا ہے)

منظر ۳۲

(بعالمِ شباب حضرتِ موسٰےؑ کا والدین سے پہلی مرتبہ ملنا)

حضرت موسٰےؑ کی والدہ ماجدہ چولھے کے پاس بیٹھی روٹی پکا رہی ہیں اور اُن کے والدِ محترم ایک کتاب پڑھ رہے ہیں۔ یکایک حضرتِ موسٰےؑ اندر داخل ہوتے ہیں۔

حضرتِ موسٰےؑ: السلام علیکم والدۂ محترمہ!

والدۂ ماجدہ: (چونک کر) وعلیکم السّلام! اچھا تو آپ آج یہاں بھی آ دھمکے! کون کہتا ہے کہ میں آپ کی والدہ ہوں؟ پہلے پُوچھ تو لیا ہوتا کہ گھر کس کا ہے!

حضرتِ موسٰےؑ: (مسکرا کر) میں گھر کو بھی خوب پہچانتا ہوں اور گھر والوں کو بھی۔ اے پیکرِ رحمت! اب اس راز کو چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ موسٰے کو سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ بھلا کہیں مائیں بھی بیٹوں سے تمام عمر چھپی رہ سکتی ہیں۔ مانا کہ فرعون کے ظلم سے ڈر کر آپ نے میرا تعلق اب تک اُس پر ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن میں تو اب اُس بندۂ شیطان کے خلاف اعلانِ بغاوت

کر چکا ہوں موسیٰ سے کی آنکھ خدائے واحد کی توہین اور بنی اسرائیل کی مظلومی کو زیادہ دیر تک نہیں دیکھ سکتی۔ ماں! اب تیرا بیٹا آسمانی قوتوں کی امداد سے جہانِ باطل پر ایک کاری ضرب لگائے گا اور شر کو دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دے گا۔ رحیم و شفیق ماں! تو نے اُس وقت دودھ پلا کر میری زندگی بچائی جب کہ میں کسی اور کی گود میں قرار نہیں لیتا تھا۔ آج مجھے تیری دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہے۔ سچ جھوٹ پر ضرور غالب آئے گا۔

والدہ ماجدہ: (گھبرا کر) بیٹا ذرا آہستہ بات کرو۔ وقت کی مصلحت کو دیکھو۔ فرعون تمہیں مارنے کے بہانے ڈھونڈھ رہا ہے!

والد محترم: (لجاجت سے) بیٹا جب تم گود میں تھے تو ماں نے اسی لئے صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا تھا کہ فرعون کے جلادوں سے جان بچ جائے۔ اب تم جوان ہو کر زندگی کو خطرے میں کیوں ڈالتے ہو؟

حضرت موسیٰ: میرے پیدا کرنے والے نے مجھے دریا کی طغیانی سے نکالا، اور اُس شخص کے ہاتھوں پال پوس کر بڑا کیا جو میرا دشمن تھا اور میرے خدائے برحق سے منکر ہو کر اپنی خدائی کا سکہ جمائے بیٹھا تھا۔ جو خدا مجھے تمام گزشتہ خطروں سے بچا سکتا ہے وہی خدا آئندہ بھی میری حفاظت کرے گا۔ خالق سے ڈرنے والا دل جب مخلوق سے ڈرنے لگے تو انسان مومن نہیں، بلکہ منافق بن جاتا ہے۔ اماں جان! آپ مطمئن رہئے، میں فرعون کو ناجائز گرفت کا موقع کبھی نہیں دوں گا۔ میں جاتا ہوں۔ السلام علیکم!

(وعلیکم السلام کہہ کر والدہ پھر روٹیاں پکانے لگتی ہیں۔ والد کتاب پڑھنے ہیں)

منظر ۳۲

(قارون کو رحم، دیانت اور انصاف کی تلقین)

قارون ایک میز کے سامنے قلم دوات لئے بیٹھا ہے۔ وُہ کاغذ پر کچھ لکھتا ہے، اور گہری سوچ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یکایک وُہ دروازے کی طرف دیکھتا ہے اور مسکرا کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

قارون: (آگے بڑھ کر) خلافِ معمول آج آپ نے یہاں کیسے قدم رنجہ فرمایا؟

حضرتِ موسٰےؑ: موسٰے آج اپنے چچا زاد بھائی قارون کے پاس چند مفید باتیں کہنے آیا ہے۔ اگر انہیں توجہ سے سُنا جائے تو میں بیان کروں!

قارون: (مسکراتے ہوئے) ضرور، ضرور۔ آپ کی باتیں اگر میرے لئے قابلِ عمل ہوئیں، تو مجھے اُن کے سُننے میں کوئی دریغ نہیں!

حضرتِ موسٰےؑ: دیکھو قارون! ایک بھائی اپنے بھائی کا بدخواہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور خصوصاً وُہ شخص تمہارا بدخواہ کیوں کر ہوگا جو دل میں سازوسامانِ دُنیوی کی کوئی ہوس نہیں رکھتا۔ اِس وقت میں جو کچھ

بھی کہوں گا وُہ سراسر تمہاری عزت اور سلامتی کے لئے ہے، میرا مطالبہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی جائز مزدوری غصب کر کے دُنیا کے سب سے زیادہ دولت مند انسان کہلانے کی تمنّا مت کرو۔ مزدوروں کو اُن کا پُورا حق دو۔ اور جس قدر دولت تمہارے پاس ہے، اُس میں سے باقاعدہ زکوٰۃ نکالو، اور غریب و معذور لوگوں کی امداد کرو۔ خدا کے حق میں بد دیانتی اچھّی نہیں، اور جو اس حق میں بد دیانتی کرتا ہے، وُہ کئی گُنے زیادہ نقصان اُٹھاتا ہے!

قارون: (مسکراتے ہوئے طنز سے) اگر آپ یہ تسلیم کریں کہ خدا غریبوں کو رزق دیتے دیتے خود اس قدر کنگال ہو چکا ہے کہ اب کچھ بھی نہیں دے سکتا، تو پھر میں بھی اپنی تھیلیوں کے منہ کھول دوں گا ورنہ اُس کے "غنی" اور "رزّاق" ہوتے ہوئے مجھے خیرات کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

حضرتِ موُسےٰ: جوابِ جاہلاں باشد خموشی! میں اتنا سمجھتا ہوں کہ فرعون کے چیلے غرور و نخوت میں فرعون کے بھی اُستاد بن چکے ہیں، اور نشۂ دولت و قوّت میں اُن کا دماغی توازن بھی درست نہیں رہا۔ اب میری آنکھیں یہ دیکھنے کے لئے بے چین ہیں کہ حقیقی معنوں میں خدائے برحق کنگال ہو چکا ہے یا تو۔ خزانے اُس کے بھرے رہتے ہیں یا تیرے۔ شانِ رزّاقی اُس کی برقرار رہتی ہے یا تیری! بد نصیب قارُون! میں اپنا فرض ادا کر چکا۔ ممکن ہے غور و اصلاح کے لئے تجھے کچھ مُہلت بھی مل جائے!

(یہ کہہ کر حضرتِ موُسےٰؑ تیزی سے باہر نکل جاتے ہیں، اور قارُون اُن کے جانے پر ایک طویل قہقہہ لگاتا ہے، اور پھر قلم اُٹھا کر لکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے)

منظر ۳۴

(حضرتِ موسےٰ کے ہاتھوں ایک قبطی کا غیر ارادی خون)

فرعون کا سب سے بڑا باورچی فاتون سرِ بازار کھڑا ہے۔ اُس کے سامنے لکڑیوں کا ایک ڈھیر ہے، جو اُس نے ابھی ابھی ٹال سے خریدی ہیں۔ وُہ مزدور کے لئے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتا ہے جب کوئی دکھائی نہیں دیتا تو پاس گزرتے ہوئے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کو بازو سے پکڑ لیتا ہے۔

فاتون: ابے یہ لکڑیاں تو اُٹھا کر لے چل!

بنی اسرائیلی: میرا بیٹا بیمار ہے۔ میں اُس کے لئے دوائی لینے جا رہا ہوں میں لکڑیاں نہیں اُٹھاؤں گا۔

فاتون: (ڈانٹ کر) تجھے اُٹھانا ہوں گی۔ جانتا ہے، یہ خداوند کے محل میں جائیں گی!

بنی اسرائیلی: وُہ خداوند ہوگا تو تیرا ہوگا، میرا نہیں۔ خدا بن کر اُس نے ہمیں تو بھوکوں مار ڈالا ہے!

فاتون: زیادہ بک بک مت کر۔ لکڑیاں جلدی اُٹھا، ورنہ شاہی گارد کے سپاہی کو بلا کر چمڑی اُدھڑوا دوں گا۔ اور کہیں فرعون کو خبر ہو گئی تو زندہ گڑوا دے گا۔

بنی اسرائیلی : اچھا بول کتنے پیسے دے گا؟

فاتون : شرم نہیں آتی پیسے مانگتے ہوئے؟ ایک بنی اسرائیلی کے لئے یہ تھوڑی عزت ہے کہ وُہ شاہی باورچی کی لکڑیاں اُٹھا کر لے چلے!

بنی اسرائیلی : میں یہ ذلت بھری عزت نہیں چاہتا میں جا رہا ہوں!

یہ کہہ کر وُہ چل پڑتا ہے۔ مگر باورچی پیچھے سے اُس کی گردن پکڑ لیتا ہے۔ اِتنے میں حضرت موسیٰ اس طرف سے گزرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ : کیوں بھئی کیا بات ہے؟ اس غریب کی گردن کیوں پکڑ رکھی ہے؟

فاتون : بات کیا ہونی ہے میں کہتا ہوں لکڑیاں لے چل۔ یہ مانتا نہیں۔

بنی اسرائیلی : (حضرت موسیٰ سے) اجی حضرت یہ شخص بڑا سنگ دل ہے۔ میں نے کہا میرا بیٹا بیمار ہے دوائی کو جا رہا ہوں، تب نہ مانا۔ پھر کہا مزدوری چکا دو، اس پر بھی انکار کر دیا اور اب یہ زبردستی بیگار لینا چاہتا ہے۔

حضرت موسیٰ : (باورچی سے) اسے جانے دو۔ بنی اسرائیل بیگار کے لئے نہیں ہیں۔ ان کے حقوق تم سے بھی زیادہ ہیں!

فاتون : میں تو اسے ضرور لے جاؤں گا۔ دُوسرا آدمی ہی نہیں اس وقت!

حضرت موسیٰ : (رُپ جلال آواز میں) میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اسے اپنے کام پر جانے دو۔

فاتون : جو شخص اپنے ولی نعمت سے بغاوت کر چکا ہے میں اُس کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں!

حضرتِ موسٰےؑ: اچھا میں تیرا دماغ ابھی ٹھیک کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرتِ موسےؑ فاتون کو ایک مُکّہ رسید کرتے ہیں، جس سے وُہ تڑپ کر زمین پر گرتا ہے اور سرد ہو جاتا ہے بنی اسرائیلی جلدی سے اپنا راستہ لیتا ہے۔ اور حضرتِ موسٰےؑ بھی تیزی سے قدم اُٹھاتے ہوئے نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔

منظر ۳۵

(مفرور ہونے سے پہلے والدین سے آخری ملاقات)

حضرتِ موسٰیؑ گھبرائے ہوئے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ ماں باپ اور بھائی موجود ہیں۔

حضرتِ موسٰیؑ: السلام علیکم!

ماں ــــ: وعلیکم السلام! بیٹا آج اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟

حضرتِ موسٰیؑ: میں گھبرانے والا نہیں، مگر مجھ سے ایک خونِ ناحق ہو گیا ہے!

ماں باپ: (ہم آواز ہو کر) خون! کس کا خون؟

حضرتِ موسٰیؑ: دو آدمیوں کا جھگڑا ہو رہا تھا، میں نے فیصلہ کرنا چاہا تھا بنی اسرائیل کا آدمی سچا تھا اور قبطی جھوٹا
میں نے صرف تادیب کے لیے اُسے ایک مکّہ رسید کیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ میں اُسے
ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اچھا اب میں جاتا ہوں۔ الوداعی سلام عرض کرنے آیا تھا!

ماں ــــ: آخر جاتے کہاں ہو؟

حضرتِ موسیٰ: اس ملک سے بہت دور۔ اتنی دور کہ فرعون اور اس کے سپاہی مجھے گرفتار نہ کر سکیں فرعون میرا جانی دشمن ہو چکا ہے۔ مجھے مارنے کے لئے اُسے عمرن کا یہ بہانہ اچھا ہاتھ آگیا ہے۔ پولیس میرے تعاقب میں ہو گی۔ اچھا خدا حافظ! (والدہ محترمہ کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہیں اور پھر باپ اور بھائی سے بغل گیر ہوتے ہیں) آپ فکر نہ کریں میں انشاءاللہ جلد واپس آنے کی کوشش کروں گا۔ صرف میری بے گناہی ثابت ہونے کی دیر ہے۔

حضرتِ موسیٰ اپنے معمولی کپڑوں میں سر منہ لپیٹے ہوئے تیزی سے باہر نکل جاتے ہیں، اور گھر والے حسرت سے تکتے رہ جاتے ہیں۔ ماں باپ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی ہیں۔

منظر ۳۶

(مدین کی جانب حضرتِ موسٰےؑ کی دس سالہ ہجرت)

حضرتِ موسٰےؑ کو آئندہ چل کر دس برس کی جو ہجرت پیش آنے والی ہے، اُس کا آغاز ہو چکا ہے۔ وہ پاپیادہ جنگل میں سے دوڑے چلے جاتے ہیں۔ کافی فاصلے پر فرعون کے آٹھ دس گھوڑ سوار سپاہی بجلی کی سی تیزی سے تعاقب کر رہے ہیں۔ حضرتِ موسٰےؑ کبھی اس درخت کے پیچھے اور کبھی اُس درخت کے پیچھے چھپتے چھپاتے راستے کو طے کر رہے ہیں۔ جب سپاہی تھوڑے فاصلے پر رہ جاتے ہیں تو یہ احتیاطاً جھاڑیوں کے پیچھے چھپ رہتے ہیں۔ اتنے میں گھوڑے کافی قریب آ چکے ہیں اور قدرے ٹھہر جاتے ہیں۔

ایک سپاہی: (اِدھر اُدھر دیکھ کر) وہ آیا تو ضرور اِسی راستے سے ہے!

دوسرا سپاہی: تم نے اُسے دیکھا ہے یا یوں ہی کہتے ہو؟

(حضرتِ موسٰےؑ جھاڑی کے پیچھے سُن رہے ہیں)

پہلا سپاہی: مجھے جاسوس نے بتایا ہے کہ وہ اِسی راستے سے آیا ہے۔ دیکھنے کا کیا مطلب؟

دوسرا سپاہی: اچھا تو نکال لو تلواریں، اور اِس ذخیرے کی ایک ایک جھاڑی چھان مارو۔ اگر وُہ یہیں ہے تو بچ کر کہاں جائے گا؟

اِتنے میں شیر کی ایک خوفناک چنگھاڑ سُنائی دیتی ہے، اور سپاہی زمین پہ پاؤں رکھتے رکھتے پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاتے ہیں۔

ایک سپاہی: ارے بھاگو یہاں سے! اِس ذخیرے میں تو خونخوار شیر رہتے ہیں۔

سب گھوڑوں کو سرپٹ دوڑا کر نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ حضرتِ موسیٰؑ سے واپس جاتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھتے ہیں اور مُسکرا کر کہتے ہیں: "جسے اللہ رکھّے اُسے کون چکھّے"۔ شیر کی ایک اور گرج سُنائی دیتی ہے۔ حضرتِ موسیٰؑ سے پھر جھاڑی میں چُھپ جاتے ہیں۔

منظر ۳

(مدین کے ایک کنوئیں پر دختران شعیبؑ کی امداد)

حضرت موسیٰؑ گرتے پڑتے ایک آبادی میں جس کا نام مدین ہے، اور جو مصر سے دس دن کی مسافت پر ہے پہنچتے ہیں۔ بھوک پیاس سے بہت کمزوری ہو رہی ہے۔ دور سے ایک کنواں دکھائی دیتا ہے کہ لوگ اُس سے پانی نکال رہے ہیں یہ بھی خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بے تابی سے اُدھر بڑھتے ہیں۔ قریب آکر دیکھتے ہیں تو آدمیوں کا اژدہام ہونے کی وجہ سے ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ جاتے ہیں یہیں دو لڑکیاں بھی چادریں اپنے ہاتھ مُنہ لپیٹے نہایت شرم و حیا کے ساتھ ایک طرف کھڑی ہیں۔ اور اُن کے پاس ہی بکریوں کا ایک گلہ موجود ہے۔ بکریاں کنوئیں کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں حضرت موسیٰؑ ان لڑکیوں کو اس بے بسی کی حالت میں دیکھ کر دریافت فرماتے ہیں:-

حضرت موسیٰؑ: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو یہاں کیا کام ہے؟

ایک لڑکی: ہم اپنی بکریوں کو پانی پلانے آئی ہیں!

حضرتِ موسیٰؑ: تو پھر پلاتی کیوں نہیں؟ ایک طرف خوفزدہ ہو کر کیوں کھڑی ہو؟ (لڑکی خاموش رہتی ہے) سمجھی ہو۔ بے چاری عورتوں کی یہاں پیش بھی کیا جاتی ہے۔ جہاں مرد پانی بھرنے آتے ہیں، وہاں تو مرد ہی کو آنا چاہیئے تھا!

لڑکی: بجا فرماتے ہیں آپ۔ مگر ہم مجبور رہیں۔ ہمارا بھائی تو کوئی ہے نہیں اور باپ ہے بہت بڈھا۔ اتنا بڈھا کہ نہ بکریاں چرا سکتا ہے، اور نہ انہیں پانی پلا سکتا ہے۔ لاچار ہم دونوں بہنوں کو یہ کام کرنا پڑتے ہیں۔

حضرتِ موسیٰؑ: اچھا یہ بات ہے؟ تب تو تمہاری حالت قابلِ رحم ہے!

لڑکی: اور یہ چرواہے ہیں کہ ان میں ذرا تہذیب نہیں۔ پہلے اپنی بکریوں کو پانی پلاتے ہیں اور آخیر میں ہمیں موقعہ دیا جاتا ہے۔ کیا صنفِ نازک ہمیشہ مظلوم ہی رہے گی؟

حضرتِ موسیٰؑ: (اُٹھتے ہوئے) اچھا، تو میں سمجھا لیتا ہوں ان بے وقوفوں کو۔ پہلے پانی پی لوں! (پانی نکالنے والے شخص کے قریب آکر) بھئی تھوڑا پانی تو پلانا!

وُہ اپنے ہاتھوں کا کٹورا بنا کر پانی پیتے ہیں اور پھر گڈریوں کو یوں مخاطب کرتے ہیں:-

حضرتِ موسیٰؑ: دیکھو بھائیو! مرد عورت سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے نا!

سب: بے شک!

حضرتِ موسیٰؑ: اور مرد عورت سے زیادہ عقل مند بھی ہے نا!

سب: (مسکراتے ہوئے چہروں سے سینہ تان کر) بے شک!

حضرتِ موسیٰؑ : تو ثابت ہُوا کہ جو جنس زیادہ طاقتور اور عقل مند ہو اُسے اپنے سے کم طاقت اور عقل رکھنے والی جنس پر رحم کرنا چاہیئے!

ایک بڈّھا : ٹھیک کہتے ہو، ٹھیک کہتے ہو!

حضرتِ موسیٰؑ : مگر تم تو اِس اصول کے خلاف چل رہے ہو۔ (لڑکیوں کی طرف اشارہ کر کے) وُہ دیکھو! دو بے بس لڑکیاں کِس طرح سہمی ہوئی ایک طرف کھڑی ہیں۔ اور تم لوگ ہو کہ اپنی بکریوں کو پانی پلائے جاتے ہو۔ ان غریبوں کا خیال ہی نہیں کرتے!

(یہ سُن کر سب ایک دُوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے تائید کے طور پر سر ہلاتے ہیں)

بڈّھا : (گرج کر) گدھو! کیا ٹھیک نہیں کہتا یہ مُسافر؟ ہٹو ایک طرف! ہو جاؤ کنوئیں سے دُور! سب پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ پھر حضرتِ موسیٰؑ لڑکیوں کی بکریاں قریب لا کر پانی کے ڈول نکالتے ہیں اور اُن کے سامنے گڑھے میں ڈالے جاتے ہیں۔ بکریاں سیر ہو کر پانی پیتی ہیں۔

منظر ۳۸

(حضرتِ شعیبؑ سے حضرتِ موسیٰؑ کے اخلاقِ عالیہ کا ذکر)

دو لڑکیاں بکریوں کو باہر کھڑا کرتے ہی دوڑی دوڑی اپنے ٹوٹے پھوٹے جھونپڑے میں داخل ہوتی ہیں۔ یہ گھر غریبانہ سامان سے آراستہ ہے اور صاف ستھرا بھی۔ ایک بڈھا سامنے چارپائی پر گاؤ تکیے کا سہارا لئے بیٹھا ہے ضعیف اس قدر کہ بھویں بھی سفید ہوگئی ہیں ایک تسبیح ہاتھ میں ہے جس پر مصروفِ ذکر ہے لڑکیاں خوشی خوشی چارپائی پر بیٹھ جاتی ہیں۔

بڈھا: بیٹی! آج تو تم کنوئیں سے بہت جلد واپس آگئی ہو۔ بکریوں کو پانی نہیں پلایا کیا؟

ایک لڑکی: (ہنس کر) پلایا ہے ابا جان! اور روز سے زیادہ پلایا ہے۔

بڈھا: کنوئیں پر اور کوئی نہیں تھا کیا؟

دوسری لڑکی: ایک چھوڑ بیسیوں آدمی تھے۔ مگر آج تو ہماری امداد کے لئے خدا نے ایک فرشتۂ رحمت بھیج دیا!

بڈھا: (کھانس کر) یہ فرشتۂ رحمت کون ہے؟

دوسری لڑکی: اَبّا جان! ہم یونہی بے یار و مددگار کھڑی تھیں کہ ایک بڑا نیک مسافر وہاں آنکلا بے چارہ تھا پیاسا ہمیں جو یوں چپ چاپ دیکھا، وجہ دریافت کی۔ ہم نے کہا یہ موے باری سے ہمیں بکریوں کو پانی بھی نہیں پلانے دیتے۔ پھر ــــــ

پہلی لڑکی: (بات کاٹ کر) پھر کیا تھا۔ اُس مسافر کو آ گیا غصہ۔ بس پانی پیتے ہی انہیں کوسا اور خوب کوسا۔

بڈھا: کیا کہا اُس نے؟ کوئی بڑا ہی دلیر آدمی ہوگا!

لڑکی: نہیں اَبّا جان! وہاں دلیری ویری بالکل بے فائدہ تھی۔ وہ بے چارہ تھا اکیلا، اور چرواہے تھے بہت سے۔ تو میں کرتا تو پٹ جاتا۔

بڈھا: تو کیا منت سماجت کی اُس نے؟

لڑکی: نہیں نہیں۔ نہ کسی سے جنگ کی اور نہ خود کو کمزور ظاہر کیا۔ وہ جیسے کہتے ہیں نا خوشامد بس اسی سے انہیں اُلّو بنا دیا۔

دوسری لڑکی: ہاں، وہ بولا، کیا تم جانتے ہو کہ مرد عورتوں سے زیادہ طاقتور اور عقل مند ہوتے ہیں؟ بس یہ الفاظ سنتے ہی وہ خود سے پھول کر کُپّا ہو گئے اور لگے "بے شک" کہہ کر چھاتی ٹھونکنے۔ اُس نے کہا تو پھر اپنے سے کمزوروں پر تمہیں رحم کرنا چاہیے۔ "رحم" کا لفظ سن کر وہ اور بھی پھولے اور خود بخود دُور ہٹ گئے۔ ہم نے بکریوں کو پانی پلا لیا۔ (باپ کا ہاتھ چومتی ہے)

بڈھا: اسے خوشامد نہیں کہتے بیٹی۔ یہ ہے "حکمتِ عملی"، اور دانا آدمی ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ بھلا

کس دیس کا رہنے والا ہے وُہ؟

لڑکی : دیس ویس تو ہم نے پُوچھا نہیں، پر تمہارے سر کی کہ آدمی بڑا نیک اور خدا ترس ہے ہمیں آنکھ اُٹھا کر بھی تو نہیں دیکھا!

بڈھا : (کھانس کر) تو بیٹا ہمیں بھی ایسے فرشتہ خصلت انسان کی قدر کرنی چاہیئے، وُہ مسافر ہے اور ہماری بستی میں مہمان ہو کر آیا ہے۔ نجانے کب کا بھوکا ہوگا۔ کم ازکم اُسے کھانا تو کھلایا ہوتا!

لڑکی : (بھولے انداز میں) اُس نے تو پانی ہی سے پیٹ اس قدر بھر لیا ہے کہ شاید کھانے کی گنجائش ہی نہ ہو۔

بڈھا : ذرا بھاگ کر جانا تو۔ اگر وُہ ابھی وہیں ہو تو کہو کہ میرا باپ تمہیں بلاتا ہے!

لڑکی : ابّا جان! ہم اُسے بُلانے تو جاتی ہیں، مگر ایک شرط پر!

بڈھا : بول کیا شرط ہے!

لڑکی : یہ کہ آئندہ بکریوں کی دیکھ بھال اُسی کے سپرد ہو، اور ہم اس دھندے سے چھُٹی کریں۔ ہڑوں کا کام مردہی جانیں۔ ہمارا تو ناک میں دم آگیا۔

بڈھا : اچھا میں کوشش کروں گا، جاؤ، جلدی جاؤ۔ کہیں چلا نہ جائے۔

(لڑکیاں تیزی سے باہر نکل جاتی ہیں)

منظر ۳۹

(دختران شعیبؑ کا حضرتِ موسیٰؑ کو بطور مہمان مدعو کرنا)

حضرتِ موسیٰؑ اسی سایہ دار درخت کے تنے سے ٹیک لگائے آرام ٹھنڈی ہوا کھا رہے ہیں۔ اور رہ رہ کر اونگھ بھی آجاتی ہے۔ دونوں لڑکیاں باپردہ پاس پہنچتی ہیں۔

لڑکی ـــــ: السلام علیکم!

حضرتِ موسیٰؑ: (چونک کر) وعلیکم السلام! کون ہو تم؟

لڑکی ـــــ: وہی لڑکی جس کی بکریوں کو ابھی آپ نے پانی پلایا تھا!

حضرتِ موسیٰؑ: میں تنہائی میں نامحرم لڑکیوں سے بات کرنا حرام سمجھتا ہوں۔ جلد بولو کیا کام ہے مجھ سے؟

لڑکی ـــــ: (گھبرا کر) بات صرف اتنی ہے کہ ہمارے ابّا آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی دعوت کی ہے۔ وہ چلنے سے عاجز ہیں لہٰذا خود حاضر نہ ہو سکے!

حضرتِ مُرشد: (تعجب سے) ایسی بستی میں مسافر کی دعوت کرنے والے بھی ہیں کیا؟ اچھا چلو، جلدی چلو۔ دعوت سے انکار بھی تو گناہ ہے۔

(روانہ ہو جاتے ہیں)

منظر ۴۰

(حضرتِ موسٰےؑ کی حضرتِ شعیبؑ سے ملاقات اور تحصیلِ فیض)

لڑکیاں حضرتِ موسٰےؑ کو ہمراہ لئے گھر میں داخل ہوتی ہیں۔ حضرتِ موسٰےؑ جونہی اُن کے باپ سے ملتے ہیں، وہ باہر چلی جاتی ہیں۔

حضرتِ موسٰےؑ: السّلام علیکم یا شیخ!

حضرتِ شعیبؑ: وعلیکم السّلام و رحمۃ اللہ!

حضرتِ موسٰےؑ: (مسکراتے ہوئے) الحمد للہ کہ اِس بستی میں مسلمان کی ایک مسلمان سے ملاقات ہوئی آپ کا اسمِ شریف؟

حضرتِ شعیبؑ: مجھے شعیبؑ[1] کہتے ہیں۔ آج میری لڑکیوں نے آپ کی ہمدردی اور حُسنِ اخلاق کا ذکر کیا

---

[1] قرآنِ حکیم سے ثابت ہے کہ حضرتِ شعیب علیہ السّلام اہلِ مدین کی جانب ایک پیغمبر کی حیثیت میں مبعوث ہوئے تھے، اور رُوحانی قوتوں کے لحاظ سے ایک نہایت ہی بلند مقام کے مالک تھے۔ چنانچہ موسٰے علیہ السّلام نے دس سال

(باقی صفحہ ۱۰۶ پر)

تو مجھے شوق پیدا ہوا کہ آپ کی زیارت کی جائے۔

حضرت موسیٰؑ: یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ اس بہانے آپ جیسے بزرگ کی قدم بوسی حاصل ہوئی۔ لڑکیوں کی جو میں نے امداد کی، تو وہ ایک انسانی فرض تھا۔ اس میں احسان کی کیا بات ہے۔

حضرت شعیبؑ: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے۔ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت موسیٰؑ: مجھ غریب الوطن کو موسیٰ کہتے ہیں۔ مصر سے روانہ ہوا تھا، مگر منزل کا پتہ نہیں!

حضرت شعیبؑ: (حیرت سے) منزل کا پتہ نہیں! یہ کیا کہا آپ نے؟

حضرت موسیٰؑ: ہاں۔ واقعات کچھ ایسے ہی ہیں۔ مصر میں تھا تو فرعون اور آلِ فرعون کی نظروں میں بدترین مجرم سمجھا جاتا تھا!

حضرت شعیبؑ: کس جرم کی پاداش میں؟

حضرت موسیٰؑ: اس جرم کے لئے کہ میں فرعون کی خدائی کو ایک مصنوعی خدائی کہہ کر انسانوں کو معبودِ واحد کی طرف بلاتا تھا۔ اس جرم کے لئے کہ میں ظلم و استبداد کا دشمن اور انصاف و مساوات کا

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰۵) کے عرصے میں ان سے غیر متناہی روحانی فیض حاصل کیا، ایسا فیض جو نتیجہ کار انہیں مقامِ نبوت کی طرف لے گیا۔ اسی بنا پر علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے:۔

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

حامی تھا۔ اس جرم کے لئے کہ میں اُن زندہ سرمایہ داروں سے کمزور و ناتواں مزدوروں کا
جائز حق دلانا چاہتا تھا۔ یہ وُہ جذبات ہیں جنہیں فرعون کی اولاد بدترین جرم سمجھتی ہے اور
مجرم کے لئے تیغیں اور پھانسیاں تیار کی جاتی ہیں۔

حضرتِ شعیبؑ: ایسی تیغوں سے ڈرنا کیا معنی؟ بس اتنی سی بات کے لئے وطن چھوڑ دیا؟

حضرتِ موسیٰؑ: نہیں میں تو ایسی صورت میں ہرگز مجرم ثابت نہ ہوتا۔ مگر اتفاق سے ہوا یہ کہ ایک قبطی
میرے ہاتھ سے مارا گیا۔ میرا ارادہ خون کرنے کا نہ تھا۔ مگر ہو گیا۔ شیطان نے بغلیں بجائیں
کہ موسیٰ اب اس خونِ ناحق کی وجہ سے خود بھی ختم ہو جائے گا۔ مگر میں بروقت شہر سے
نکل آیا۔ اور آلِ فرعون کی گرفت سے بچ گیا!

حضرتِ شعیبؑ: خیر اب تم مدین میں ہو اور ہر خطرے سے محفوظ ہو۔ تم نے یہ خون چونکہ عمداً نہیں کیا اس
لئے بالکل معصوم ہو۔ اپنی بے گناہی ثابت ہونے اور آلِ فرعون کا غصّہ مٹ جانے تک
اس گھر کو اپنا گھر سمجھو۔ تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حضرتِ موسیٰؑ: مجھے نہ سہی، آپ کو تو تکلیف ہوگی۔ آپ خود بڈھے ہیں۔ اور بیٹیوں کی محنت مزدوری
کے سہارے جی رہے ہیں میں بھی آپ پر بوجھ ہو جاؤں۔ یہ کہاں کی انسانیت ہے؟

حضرتِ شعیبؑ: نہیں بیٹا نہیں تم مجھ پر بوجھ نہیں ہوگے، بلکہ اس بڑھاپے میں مجھے عصا کا کام دوگے۔
ہمارے پاس بکریاں کافی ہیں۔ اُنہیں چراتے رہو، اور کچھ کھیتی باڑی کا کام بھی کرو۔ اپنی
مزدوری کی خاطر خواہ اُجرت پاؤ گے۔

حضرت موسیٰؑ: میں آپ کی خدمت کو سعادت سمجھتا ہوں، مگر اس خدمت کے لئے کوئی معیّن عرصہ بھی ہے؟

حضرت شعیبؑ: ہاں، یہی نو دس سال۔ اس دوران میں تمہاری صحت بھی اچھی ہو جائے گی اور فرعون کی آتشِ غضب کو سرد کرنے کے لئے بھی کم از کم اتنا وقت درکار ہے (مسکراتے ہوئے) اس کے علاوہ میں تمہیں اپنا فرزند بنا لینے میں برکت محسوس کروں گا۔

حضرت موسیٰؑ: میں آپ کی مہمان نوازی اور قدر افزائی کا تہِ دل سے شکرگزار ہوں۔

(اتنے میں لڑکی طشتری میں کھانا سجائے اندر داخل ہوتی ہے اور مہمان کے سامنے رکھ کر چپ چاپ واپس چلی جاتی ہے)

حضرت شعیبؑ: لو بسم اللہ کرو!

(دونوں کھانا کھانے لگتے ہیں)

منظر ۴۱

(حضرتِ موسےٰ ایک گڈریے کی حیثیت میں)

حضرت موسےٰؑ ایک سرسبز وادی میں بکریاں چرا رہے ہیں۔ ہاتھ میں عصا ہے اور لباس درویشانہ ان سے کچھ فاصلے پر ایک اور چرواہا درختوں کی شاخیں توڑ توڑ کر بکریوں کے سامنے ڈال رہا ہے اور یہ گانا گاتا ہے :۔

گانا

دُنیا بھی ہے ایک سرائے
جاگ مُسافر جاگ ! جاگ مُسافر جاگ !

کوئی آئے کوئی جائے
دو دِن اپنا کھیل دکھائے

چین نہ ہرگز دل کو آئے
جو رب پائے سب کچھ پائے

|

دُنیا بھی ہے ایک سرائے
جاگ مُسافر جاگ! جاگ مُسافر جاگ!
تیرا گلّہ تیری مِلّت
جان سے کر تُو اِس کی حفاظت
جب یہ گلّہ پالے ہدایت
حق کی نازل ہو گی رحمت

|

دُنیا بھی ہے ایک سرائے
جاگ مُسافر جاگ جاگ مُسافر جاگ
دُنیا میں اِک حشر اُٹھا دے
شیطاں کا ہر نقش مٹا دے
باطل کا ہر قصر جلا دے
نغمۂ حق ہر دِل کو سُنا دے

دُنیا بھی ہے ایک سرائے
جاگ مُسافر جاگ　　جاگ مُسافر جاگ!

حضرتِ موسیٰؑ پتھّر پر بیٹھے ہوئے یہ گانا، جو محض گانا نہیں، بلکہ فطرت کا پیغام ہے، سُنتے ہیں اور آبدیدہ ہو جاتے ہیں:

منظر ۴۲

(حضرتِ موسٰےؑ کا دخترِ شعیبؑ سے نکاح اور مدین سے واپسی)

حضرتِ موسٰےؑ بکریوں کو ہانکتے ہوئے گھر چلے آرہے ہیں۔ گھر کے قریب پہنچ کر وہ انہیں چار دیواری میں بند کر کے اندر جاتے ہیں تو حضرتِ شعیبؑ تسبیح ہاتھ میں لئے مصلے پر خدا کا ذکر کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرتِ موسٰےؑ باہر جانا چاہتے ہیں کہ۔

حضرتِ شعیبؑ: واپس کیوں جاتے ہو موسٰے؟ ادھر آؤ، میری بات سُنو!

حضرتِ موسٰےؑ: (قریب آتے ہوئے) آپ یادِ الٰہی میں مشغول تھے میں نے کہا خلل کیوں ڈالوں!

حضرتِ شعیبؑ: خیر، یہ فرض عبادت تھوڑے ہی تھی۔ دیکھو بیٹا! اب ہم زیادہ دیر تک تم سے خدمت لیتے ہوئے شرم محسوس کرتے ہیں۔

حضرتِ موسٰےؑ: یہ کہہ کر آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کی خدمت میں ایک رُوحانی مسرت پاتا ہوں!

حضرتِ شعیبؑ: نہیں نہیں یقین جانو کہ تم نے حقِ خدمت ادا کر دیا، اور مسلسل دس برس مجھ ضعیف کو اتنا سہارا دیا کہ زبانِ شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہے۔ بیٹا! اب میری خواہش ہے کہ تم وطن واپس چلے جاؤ۔ آخر گھر والوں سے بچھڑے بھی تو کتنی مدت ہو گئی:

حضرتِ موسٰےؑ: مگر دشمنوں میں واپس جانا ——

حضرتِ شعیبؑ: (بات کاٹ کر) اب کوئی فکر مت کرو۔ خدا نے جو باطنی روشنی ہمیں عطا فرمائی ہے، اُس میں ہم صاف دیکھتے ہیں کہ تم مصر میں جا کر صحیح سلامت رہو گے، اور دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ تمہارا بے گناہ ہونا ثابت ہو چکا۔ اور فرعون کی آتشِ غضب قریباً سرد ہو چکی ہے۔ جاؤ، میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔

حضرتِ موسٰےؑ: بہت اچھا، ارشاد کی تعمیل ہو گی لیکن میرا دل آپ کی مجلس کو چھوڑنا نہیں چاہتا:

حضرتِ شعیبؑ: (مسکرا کر) اسی لئے تو میں اپنی لختِ جگر تمہیں سونپنے والا ہوں، تاکہ ہمیشہ مجھے اپنے قریب ہی محسوس کرو۔ یقین ہے کہ تم میری آرزو سے اتفاق کرو گے۔ خدا کی رحمتیں ہوں اس پاک جوڑے پر!

(حضرتِ موسٰےؑ حیا سے گردن جھکا لیتے ہیں، اور حضرتِ شعیبؑ دعا کیلئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں)

منظر ۴۳

(مصر میں لواحقینِ موسےٰ کی تشویش)

یہ مصر میں حضرتِ موسےٰ کا گھر ہے۔ اُن کی والدہ محترمہ نہایت آزردہ حالت میں چارپائی پر بیٹھی ہیں حضرتِ ہارون سر نیوڑھائے اِدھر اُدھر ٹہل رہے ہیں۔

ماں ——— بیٹا ہارون! تیری ماں کو تو موسےٰ کا غم کھا گیا۔ کہنے کو دس برس ہیں مگر ایک عمر ہی تو بیت گئی۔ نجانے بے چارہ کہاں گیا اور کن لوگوں کے بس پڑا۔ مرتے دم باپ کا مُنہ بھی تو نہ دیکھا!

حضرتِ ہارون: خدا کے معاملات میں کس کو دخل ہے۔ اکثر اوقات ہم جن چیزوں کو مفید سمجھتے ہیں وُہ نتیجہ کار مُضر ثابت ہوتی ہیں، اور جن چیزوں کو مُضر سمجھتے ہیں وُہ آخر کار نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں اِس سے ظاہر ہے کہ علمِ الٰہی کے سامنے ہمارا علم کوئی وزن نہیں رکھتا۔ خدا حق پرست بندوں کے لئے جو کچھ کرتا ہے وُہ مفید تو ضرور ہے لیکن مُضر ہرگز نہیں۔ ہم لوگ بے صبری سے چلّانے لگتے ہیں۔

ماں ——— (آنسو پونچھتے ہوئے) ہارون! تو جو کچھ کہتا ہے ٹھیک ہے۔ لیکن صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ایسی باتوں سے تو کب تک میری ہمت بندھائے گا۔ میں جب جانوں کہ میرے موسٰی کو کہیں سے ڈھونڈ کر میرے سامنے لا کھڑا کرے۔

حضرتِ ہارون: جو خدا حضرتِ یوسفؑ کو چالیس سال بعد حضرتِ یعقوبؑ سے ملا سکتا ہے، وہی خدا موسٰی کو بھی صحیح سلامت آپ کے پاس لا سکتا ہے۔ ماں! مایوسی ہمارے دین میں کفر ہے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بھائی موسٰی بخیر و عافیت زندہ ہیں۔ اور عنقریب ہم سے ملنے والے ہیں۔

ماں ———: (سرد آہ بھر کر) اچھا بیٹا! وہ قادرِ مطلق تیرے دل کی گواہی کو صحیح ثابت کرے!

منظر ۴۴

(دو مقدس مُسافر وادیِ طُویٰ میں بسیرا ڈالتے ہیں)

جنگل ہے اور سُورج غروب ہوا چاہتا ہے۔ حضرتِ مُوسیٰؑ ایک گٹھڑی اُٹھائے آگے آگے ہیں، اور اُن کی بیوی (حضرتِ شعیبؑ کی بیٹی) اُن کے پیچھے پیچھے۔ دونوں جنگل کا سفر تیزی سے طے کر رہے ہیں۔

بیوی ——— : (شکستہ آواز میں) ابھی کتنی دُور ہے آبادی؟ میں تو تھک کر چُور ہو گئی!

حضرتِ مُوسیٰؑ : ہمّت مت ہارو، ہمّت مت ہارو تھوڑی دیر میں کوئی نہ کوئی گاؤں آ ہی جائے گا وہیں آرام سے کھانا کھائیں گے اور رات بسر کریں گے۔

بیوی ——— : اب تسلّی دلاسے سے کام نہیں چلے گا میرے پاؤں چلنے سے جواب دے رہے ہیں اُدھر سُورج ڈوبا جا رہا ہے۔ رات کی تاریکی میں تو سفر بھی خطرناک ہو گا۔ کتنی بلاؤں سے تو بچ کر نکلے ہیں۔

حضرتِ مُوسیٰؑ : اچھا، تو پھر یہیں پڑاؤ ڈال دیتے ہیں۔ رات اسی درخت کے نیچے بسر ہو گی!

بیوی ــــــ : بالکل ٹھیک ! جگہ نہایت خوشگوار ہے۔ وُہ دیکھیئے سامنے پہاڑ کا منظر بھی کس قدر دلفریب ہے بھلا کیا نام ہے اِس پہاڑ کا؟

حضرت موسیٰؑ : اِسے طُور کہتے ہیں، اور یہ وادی جس میں ہم بیٹھے ہیں، وادیِ طُوٰی کے نام سے مشہور ہے!

بیوی ــــــ : کتنا خوبصورت نام ہے (کچھ سوچ کر) مگر یہ تو بتائیے کہ ہمارا کھانا کس چیز پر پکیگا؟ آگ تو یہاں نام کو نہیں!

حضرت موسیٰؑ : البتہ یہ سوال بڑا پیچیدہ ہے۔ قریب کوئی جھونپڑا بھی تو دکھائی نہیں دیتا کہ ایک کوئلہ ہی لے آؤں! (حضرت موسیٰؑ گرد و نواح میں غور سے دیکھتے ہیں تو ایک درخت کے نیچے روشنی سی دکھائی دیتی ہے) آہا! وُہ دیکھو آگ۔ کوئی ہم سا مسافر وہاں مقیم ہے تم یہیں ٹھہرو میں آگ لے کر ابھی آیا!

یہ کہہ کر حضرت موسیٰؑ اپنا عصا ہاتھ میں لے کر اُس طرف چل پڑتے ہیں۔

منظر ۴۵

(وادیٔ طُویٰ میں کلیمُ اللہ کی گفتگو اللہ تعالیٰ سے)

اب ہم اِس نہایت اہم منظر کے واقعات و تاثرات بدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے فقط وہ درخت ہے جس کی شاخوں اور پتّوں میں چندھیا دینے والی مقدس روشنی دکھائی دے رہی ہے۔ یہ روشنی شعلوں کی صورت میں نمایاں ہے، اور یہ شعلے جس قدر تیز ہوتے ہیں، درخت کے پتّے اُتنے ہی روشن و سرسبز دکھائی دیتے ہیں۔ حضرتِ موسٰیؑ یہ کیفیت حیرت سے دیکھ رہے ہیں کہ یکایک روشنی میں سے ایک پُرجلال آواز سُنائی دیتی ہے:-

آواز ـــــ: موسٰیؑ! تجھے یہ آگ دیکھ کر تعجّب ہو رہا ہے؟ ہاں، ہونا ہی چاہیئے۔ تو یہاں سے ایک انگارہ لینے آیا تھا، مگر ہم تجھے ایک ایسا غیر فانی شعلہ عطا کرتے ہیں، جو باطل کی دُنیا کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گا!

حضرتِ موسٰیؑ: (چاروں طرف بغور دیکھتے ہوئے) مجھ سے کون ہمکلام ہو رہا ہے؟

آواز ــــــ : موسےٰ! آج تو اُس مجسمۂ نُور کی آواز سُن رہا ہے جسے انسان خدائے برحق کہتے ہیں، تُو
اِس وادیٔ مقدّس طُویٰ میں ہے، لہٰذا جُوتا اُتار دے۔

حضرتِ موسےٰؑ : میری یہ کس قدر خوش نصیبی ہے کہ میرا معبود آج مجھ سے گفتگو کر رہا ہے۔

آواز ــــــ : ٹھیک ہے معبودِ برحق صرف اُسی شخص سے گفتگو کر سکتا ہے جس کے ہاتھوں اولادِ ابلیس
غرق ہونے والی ہو۔ یہ چیز کسی اور شخص کا حق نہیں بن سکتی۔

حضرتِ موسےٰؑ : میری بھی انتہائی آرزو یہ ہے کہ فرعون اور آلِ فرعون کو ظلم کی خاطر خواہ سزا دُوں۔ مگر کیا
کروں کہ اکیلا ہوں۔

آواز ــــــ : موسےٰ! کثرتِ تعداد بے معنی چیز ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ فقط ایک مردِ مومن شیطان کے
لاتعداد بندوں کو شکستِ فاش دے، اور کوئی اُس کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ انسان میں
فاتحانہ قوّت صرف ایمانِ کامل سے پیدا ہوتی ہے، مادی ساز و سامان سے نہیں!

حضرتِ موسےٰؑ : تیرا فرمان بجا ہے اَے قوّت کے مالک!

آواز ــــــ : دیکھ ہم ابھی تجھے وُہ قوّت عطا کرتے ہیں جس کا مقابلہ کفّار کے لیے محال ہے۔ بتا
تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟

حضرتِ موسےٰؑ : یہ عصا ہے میرے مالک!

آواز ــــــ : تو اِس سے کیا کام لیتا ہے؟

حضرتِ موسےٰؑ : اِس عصا سے؟ یہی کہ تھک جانے پر اِس کا سہارا لے لیتا ہوں، بھیڑ بکریوں کو اِس سے

ہانکتا ہوں، اور ضرورت پیش آئے تو دشمن پر بھی وار کرتا ہوں۔

آواز ــــــ: ہاں، عصا کا عام طور پر یہی کام ہوا کرتا ہے، لیکن تیرے عصا کو ہم خاص معجزہ عطا کرتے ہیں۔ مار اسے زمین پر!

(حضرتِ موسیٰ عصا کو زمین پر زور سے مارتے ہیں، وہ یکایک ایک خوفناک اژدہا کی صورت میں منتقل ہو جاتا ہے، اور دوڑنے لگتا ہے۔ حضرتِ موسیٰ گھبرا کر پیچھے ہٹتے ہیں)

آواز ــــــ: موسیٰ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ اس اژدہا پر ہاتھ رکھ۔ یہ دوبارہ عصا کی صورت اختیار کرلے گا!

(حضرتِ موسیٰ جونہی اژدہا پر ہاتھ رکھتے ہیں، وہ عصا کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور وہ اُسے تھام کر کھڑے ہو جاتے ہیں)

آواز ــــــ: موسیٰ! اب ہم تجھے دوسرا عظیم الشان معجزہ عطا کرتے ہیں۔ اپنا ہاتھ بغل میں دبا کر باہر نکال!

(حضرتِ موسیٰ بغل میں ہاتھ دبا کر باہر جو نکالتے ہیں تو وہ سورج کی طرح چمکتا ہے)

آواز ــــــ: ہاں، یہ ہمارے نوُر میں سے وہ نوُر ہے جو تیرے مقدّس دل میں سے ہوتا ہوا ہاتھ پر اُتر آیا ہے۔ باطل کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگ اس کی روشنی میں صراطِ مستقیم دیکھ سکیں گے۔ اِن دو معجزوں کے علاوہ ہم تجھے سات معجزے اور عطا کریں گے، اور یہ تمام معجزات فرعون

اور اُس کے گمراہ بندوں کے سامنے پیش کئے جانے والے ہیں۔ دولت و قوت اور عیش و عشرت کی کثرت سے فرعون کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا اور وُہ خدائی کا دعوے کرنے لگا ہے۔ اَے موسٰے! اُس کے پاس جا اور نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے اُس کو سمجھا کہ روزِ جزا سے ڈر، جھوٹی خدائی سے تائب ہو، موت کو یاد کر، ہمیشہ زندہ رہنے والے خدا کے سامنے جھک جا، اور بنی اسرائیل کو قیدِ غلامی سے آزاد کر!

حضرتِ موسٰے: اَے سچے معبود! میں تو فرعون کو پہلے بھی یہ دعوت دے چکا ہوں، اُس نے مجھے جھٹلایا اور میرا جانی دُشمن ہو گیا۔

آواز——: حق کی تبلیغ کرنے والے لوگ نہ تو مخالفت کی پرواکرتے ہیں، اور نہ دشمنوں سے خوف کھاتے ہیں۔ تیرا کام پیغام پہنچانا ہے۔ حساب ہم خود اُس سے کریں گے۔

حضرتِ موسٰے: پروردگار! تیرے حکم کی تعمیل ہوگی۔ اَے قادرِ مطلق! فہمِ توحید کے لئے میرا سینہ کھول دے، تبلیغِ حق میں میرے لئے آسانیاں پیدا کر، اور میری زبان سے گرہ کھول دے، لکنت دُور کر، تاکہ لوگ میری باتوں کو بآسانی سمجھ سکیں۔ اِس کے علاوہ میرے گھرانے سے کم از کم ہارُون کو بھی توفیق عطا فرما کہ وُہ کُفر کے خلاف جنگ لڑنے میں میرا مُعین و مددگار ہو!

آواز——: تیرے مطالبات ہمیں منظور ہیں! آخر تم دونوں بھائی ایک ہی ماں کے تو بیٹے ہو۔ ہارُون بھی ہمیں سچا معبود سمجھتا ہے اور باطل کا دُشمن ہے۔ وُہ اِس مہم میں پُوری ہمت و بیخوفی سے تیرا مددگار ہوگا۔ میری رحمت کا سایہ ہے تم دونوں پر!

حضرتِ موسیٰؑ سے: زبان تیرے انعامات کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہے۔ کیا میں جا سکتا ہوں اے خدائے رحیم!

آواز ــــــ ہاں اجازت ہے، لیکن دوبارہ تاکید کی جاتی ہے کہ فرعون کو ہمارا پیغام نرمی اور شفقت سے پہنچا۔ جب وُہ پے در پے سرکشی کرے، اور راستی تسلیم نہ کرے، تو عصا کو بے دریغ استعمال کر۔ ہمیں "رحیم" بھی کہتے ہیں اور "قہار" بھی!

حضرتِ موسیٰؑ سے: بندۂ عاجز ان احکام کی تعمیل کرے گا۔ حرکت میری طرف سے ہے اور برکت تیری جانب سے۔ تو جس شخص کا رفیق و نگہبان ہو، اُسے دُنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی!

حضرتِ موسیٰؑ پیچھے ہٹ کر جُوتا پہنتے ہیں، اور بیوی کی طرف واپس ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ ایک شخص آگ لینے آیا تھا، اور نبوت لے کر واپس جا رہا ہے۔

خُدا کی دین کا موسیٰؑ سے پُوچھیئے احوال
کہ جائیں آگ کو لیکن پیمبری مِل جائے

منظر ۴۶

(کبھی نہ بُجھنے والی آگ)

حضرتِ موسیٰؑ اپنی بیوی کے پاس واپس پہنچتے ہیں۔

بیوی ———: اتنی دیر کیوں لگا دی آپ نے؟ آگ لائے؟

حضرتِ موسیٰؑ: ہاں، وہ آگ لایا ہوں جو تا قیامت نہیں بجھ سکتی!

بیوی ———: یعنی؟

حضرتِ موسیٰؑ: یعنی اِس وادی میں پہنچتے ہی خدا نے میرے دل میں ایمان و یقین کی ایک ایسی آگ بھر دی ہے، جو کفر و باطل کی تمام دُنیا کو جلا کر راکھ کر دے گی، اور اِسے کوئی بجھا نہیں سکے گا۔ تمہیں بھی اطمینان ہونا چاہئیے کہ آج کے بعد فرعون اور اُس کے لشکر ہمیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے۔

بیوی ———: معاف رکھیئے آپ کی باتیں میری سمجھ سے تو بالاتر ہیں!

حضرتِ موسیٰؑ :- سمجھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں تمہیں سمجھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جواہرات کی آب و تاب
کو صرف جوہری کی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ چلو کسی گاؤں میں بسیرا کریں۔
(گٹھڑی اُٹھا کر چل پڑتے ہیں)

منظر ۴۷

(حضرت موسےؑ مراجعت فرمائے مصر ہوتے ہیں)

یہ مصر میں حضرت موسےؑ کا گھر ہے۔ حضرت ہارون بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ والدۂ محترمہ مصلے پر دوزانو بیٹھی ہوئی ہاتھ اٹھا کے دعا فرما رہی ہیں: "اے قادر و قیوم! تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جن چیزوں کو ہم نا ممکن اور محال کہتے ہیں، وہ تیرے ایک حکم "کُن" سے ظہور میں آجاتی ہیں۔ گو میرا لختِ جگر دس برس سے لاپتہ ہے، مگر تو چاہے تو میری آنکھیں اسے آج ہی اپنے گھر دیکھ سکتی ہیں۔ میرا کوئی آسرا ہے تو صرف تو اور مجھے کسی پہ بھروسہ ہے تو فقط تیری ذات پہ!"

(اتنے میں دروازے پر دستک ہوتی ہے)

ماں ـــــــــ: بیٹا ہارون! دیکھ تو باہر کون ہے!

حضرتِ ہارون جونہی زنجیر کھولتے ہیں، سامنے حضرتِ موسےؑ کھڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ "بھائی موسےؑ!" کہہ کر وہ بے اختیار گلے سے لپٹ جاتے ہیں۔ دونوں اندر

آتے ہیں حضرتِ موسٰیؑ ماں کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں۔ ماں اُن کی پیشانی چومتی ہے۔ بیوی خاموش بیٹھی رہتی ہے۔

حضرتِ موسٰیؑ : اور امّاں جان! یہ ہیں آپ کی بہو!

(مُسکراتے ہوئے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہیں، اور چہرہ بغور دیکھتی ہیں)

ماں ——— : ماشاء اللہ! خدائے کریم تم دونوں کو سلامت رکھے۔

حضرتِ ہارون : مُبارکباد عرض کرتا ہوں!

حضرتِ موسٰیؑ : شکریہ! (ماں سے) ہمشیرہ صاحبہ کہاں ہیں امّاں جان؟

ماں ——— : وُہ تو اپنے سُسرال ہے بیٹا!

حضرتِ موسٰیؑ : اچھا مُبارک ہو اُنہیں بھی اپنا گھر! ...... اور ابّا جان کہاں ہیں اس وقت؟

ماں ——— : تمہارے ابّا وہاں گئے ہیں جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا!

حضرتِ موسٰیؑ : (رنجیدہ آواز میں) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ افسوس کہ میں اُن کے جنازے میں شرکت سے بھی محروم رہا۔ خدا کی رحمتیں ہوں اُن کے مزار پر!

ماں ——— : بیٹا موسٰیؑ! حد کر دی تم نے تو۔ کوئی اتنی مدت بھی غائب رہتا ہے؟

حضرتِ موسٰیؑ : ہاں میں غائب تو کافی دِن رہا، مگر اِس سفر سے لَوٹتے وقت اپنی بےکس قوم کے لئے وُہ بے نظیر تحفہ لایا ہوں، جو اُن کی تقدیر کو پلٹ دے گا، اور غلامی کی لعنت کو مٹا کر آزادی کا باعزّت دَور لائے گا!

ماں ــــــــ: (حیرت زدہ ہو کر) کہاں ہے وُہ تحفہ؟ دکھا تو مجھے!

حضرتِ موسےؑ: وُہ تحفہ اِس وقت میرے ہاتھ ہی میں ہے۔ یہ عصا ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ (حضرت ہارُون حیرت سے کبھی عصا کو دیکھتے ہیں اور کبھی حضرتِ موسےؑ کو)

ماں ــــــــ: (مُسکرا کر) ہاں، دیکھ رہی ہوں۔ درخت سے کاٹی ہوئی ایک لاٹھی ہے۔ ایسے ہزاروں تحفے تو ہمارے شہر میں بھی موجُود ہیں۔ بھلا اس میں کیا خاص بات ہے؟

حضرتِ موسےؑ: نہیں ماں، ایک ہی جنس کی تمام چیزیں درحقیقت ایک جیسی نہیں ہوا کرتیں۔ کہنے کو تمام انسان آدمؑ کی نسل میں سے ہیں، لیکن اُن میں سے کوئی ابراہیمؑ ہے اور کوئی آذر، کوئی موسےؑ ہے اور کوئی فرعون۔ میں مصر سے جانے پر کچھ اور موسےؑ تھا، اور اب واپسی پر کچھ اور موسےؑ ہو چکا ہوں۔ جو آسمانی قوتیں میرے سینے میں ہیں، وُہی اِس عصا میں بھی ہیں۔ اسے نری بےری لکڑی مت سمجھو!

(حضرتِ ہارُون اور اُن کی والدہ حیرت سے ایک دُوسرے کا مُنہ تکتے ہیں)

ماں ــــــــ: خیر فی الحال ہم یہ باتیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اتنی مدت رہے کہاں؟

حضرتِ موسےؑ: مدین میں ایک بزرگ ہیں شعیبؑ، اُنہیں کے پاس رہا۔ مجھے بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب رکھا۔

ماں ــــــــ: اور کوئی کام کاج؟ دل اُداس نہیں ہوتا تھا کیا؟

حضرتِ موسےؑ: اُن سرسبز وادیوں میں جہاں ہوا کا ہر جھونکا فطرت کا پیغام لاتا ہے، دل اُداس ہونے

کا کیا کام ؛ میں اگرچہ وہاں بکریاں چراتا رہا ، مگر فطرت پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ بھیڑ بکریوں
کی رکھوالی سے اِنسانی گلّوں کی رکھوالی بھی سیکھ ۔ آدمؑ کی اولاد رُوحانی طور پر پراگندہ
ہو رہی ہے ، اُسے توحید کے ایک مرکز پر لا ۔ یہ مُشتِ خاک عہدِ بلیٰ کو فراموش کرتے
ہوئے حکومتِ الہیّہ سے باغی ہے ، اِسے آدابِ اطاعت بتا ، اِنسان ، اِنسان کو کھا رہا ہے
اِس درندے کو اخوّت و محبّت کا سبق سکھا !

ماں ـــــــ تب تو بہت مُبارک تھا تیرا یہ سفر !

حضرتِ ہارُون : (مُسکرا کر) میں نہ کہتا تھا کہ بھائی جان کے اِس سفر میں بھی خدا کی بہت بڑی حکمت ہے ؟
(عصا ہاتھ میں پکڑ کر) اور وُہ حکمت تو ابھی آئندہ چل کر زیادہ شان سے ظاہر ہوگی (حضرت
مُوسٰے سے) کیوں جی ٹھیک ہے نا ؟

حضرتِ مُوسٰے : بے شک ! اور ہارُون ! تجھے اوّل تو خدائے واحد کا پرستار ہونے کے لحاظ سے ، اور
دوم میرا غمخوار بھائی ہونے کی حیثیّت سے ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ رہنا ہوگا ۔ خدا چاہتا
ہے کہ تو میرا دستِ راست ہو ۔ (زیادہ پُر جلال آواز میں) اب ہم باطل کے خلاف بےخوف
جنگ لڑیں گے ۔ اور اُس وقت تک لڑیں گے جب تک مظلوم بنی اسرائیل فرعون جیسے
سفّاکوں کے پنجے سے بالکل آزاد نہ ہو جائیں !

حضرتِ ہارُون : میں حق و باطل کی اِس جنگ میں آپ کی پُوری اطاعت کروں گا !

حضرتِ مُوسٰے : تو ہم کل صبح ہی فرعون کے بھرے دربار میں ظلم و بدکاری کے خلاف اعلانِ بغاوت

کر دیں گے جو آرام سے احکامِ الٰہی کو مان لے وہ ہمارا بھائی ہے لیکن جو سرکشی کرے۔ اُس کا مغرور سر (عصا دکھا کر) اِس عصا سے کچل دیا جائے گا!

ماں ———: خدائے برحق تمہارا مددگار ہو بیٹا!

منظر ۴۸

(حضرت موسیٰؑ فرعون کے باطل دعاوی کی دھجیاں اُڑاتے ہیں)

صبح کا وقت ہے۔ فرعون پوری رعونت سے اپنے تخت پر متمکن ہے۔ ہامان اور قارون اُس کے دائیں بائیں مؤدب کھڑے ہیں۔ تمام درباری بھی صف بستہ گردنیں جھکائے خاموش کھڑے ہیں۔ یکایک پس منظر میں گھنٹہ بجتا ہے، اور قارون پکار اُٹھتا ہے:۔

"خداوند کی درگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤ، اور آج کی نعمتوں کا شکریہ بجا لاؤ!"

یہ سنتے ہی سب کے سب سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ اس ایوان میں پورے دھماکے سے داخل ہوتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ: (پُرجلال آواز میں) جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[1] جھوٹے خدا کے بندو! سجدے سے سر اُٹھاؤ۔ آئندہ تم صرف سچے خدا کے سامنے جُھکا یا کرو گے!

[1] یعنی حق آیا اور باطل مِٹ گیا۔

(سب اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور حیرت سے حضرتِ موسٰیؑ کو دیکھتے ہیں)

فرعون: (برہم ہو کر ہامان سے) ایں! یہ آج کہاں سے آ گیا؟

فرعون: (بلند آواز میں حضرتِ موسٰیؑ کو مخاطب کر کے) موسٰی! تو پھر خداوند کے ملک میں فساد کرنے کو کہاں سے آ گیا؛ دس برس کے طویل عرصے میں ہمارے دل کے جو زخم مُندمل ہوئے تھے، تو اپنی بغاوت سے اُنہیں پھر ہرا کرنا چاہتا ہے؟

حضرتِ موسٰیؑ: میں آج تجھے صاف صاف بتانے آیا ہوں کہ اگر تو نے اپنے کفر سے توبہ نہ کی تو تیرے دل کے زخم ناسور بن کر تجھے کھا جائیں گے۔

فرعون: موسٰی! تیری یہ بے جا جرأت تجھے بہت مہنگی پڑے گی میرا ایک اشارہ تیرے خاتمے کے لئے کافی ہے۔

حضرتِ موسٰیؑ: میرا خاتمہ موت کے معین وقت سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اختیار ربِ موسٰی کے ہاتھ میں ہے مجھے اِن گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب مت کر۔ موسٰی تو پہلے بھی تجھ سے خائف نہیں تھا۔ اور اب تو وہ کچھ اور ہی چیز بن چکا ہے!

فرعون: ہا ہا ہا! ہا ہا! (قارون کو مخاطب کر کے) سنا تم نے؟ اب موسٰی کچھ اور ہی چیز بن چکا ہے ہا ہا ہا! ہی ہی ہی!

حضرتِ موسٰیؑ: یہ بہروپیوں کی سی ہنسی چھوڑ دے، اور سنجیدہ ہو کر میرا پیغام سن۔ مجھے ذاتی طور پر تجھ سے کوئی عداوت نہیں میں تیرا مخالف ہوں تو صرف اس بنا پر کہ تو نے خدائے برحق اور اُس

کے احکام کو بھلا دیا ہے۔ مجھے تجھ سے اور تیری قوم سے ہمدردی ہے تم لوگ گویا دوزخ کی طرف دوڑے جا رہے ہو، اور میں تمہیں پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں کہ آؤ میں تمہیں جنت کا راستہ بتاؤں، وہ راستہ جس پر چلنے سے دنیا میں بھی عزت و راحت ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔ وہ راستہ نہ تو دشوار ہے نہ پیچیدہ۔ سیدھی سادی چند باتیں ہیں جن میں انسانوں کا اپنا ہی فائدہ ہے میں صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ عبادت مخلوق کی نہیں بلکہ خالق کی ہونی چاہیئے۔ سجدہ کرو تو صرف خالق کے سامنے، ڈرو تو فقط خالق سے، اپنی حاجتیں طلب کرو تو خالق سے، حاضر و ناظر جانو تو صرف ربّ موسٰے۔ وہی معبود برحق ہے، وہی مشکل کشا ہے، وہی رزّاق ہے، وہی شافی ہے، وہی کارساز ہے۔ وہ تمہاری شاہ رگ سے بھی قریب تر بیٹھا ہوا ہے، اور ہر وقت تمہاری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ اس لئے اے گم کردہ راہ انسانو! کھانے پینے والے، سونے والے، بیمار ہونے والے، مرنے والے اور مخلوق سے ڈرنے والے خداؤں کو توڑ دو، چکنا چور کر دو اور صرف اس خدائے ذوالجلال کے لئے وقف ہو جاؤ جس کی ذات و صفات میں کوئی زوال نہیں، کوئی تبدیلی نہیں۔ وہی برحق خدا حکماً فرماتا ہے کہ کمزوروں اور غریبوں پر ظلم مت کرو کسی قوم یا جماعت کو صرف اس لئے غلام مت بناؤ کہ وہ کمزور ہیں اور مادی ساز و سامان کے ذخیرے نہیں رکھتے۔ پس میرا مطالبہ ہے کہ بنی اسرائیل کو آج ہی آزاد کر دیا جائے۔ اے فرعون! اگر تو مصر میں ان کی آزادی گوارا نہیں کرتا تو انہیں اجازت دے کہ وہ یہاں سے ہجرت کر کے اپنے

آبا و اجداد کے ملک شام میں چلے جائیں، اور انسانوں کی سی زندگی بسر کریں۔ انتہا میں تجھ سے نہ صرف خالق کے احکام کی پابندی چاہتا ہوں، بلکہ مخلوق کے جائز حقوق کی حفاظت بھی خدا سے ڈر اور راہ راست پر آجا!

فرعون: (ہامان سے) ہامان! میرے لئے ایک بہت بلند مینار تیار کر جس پر چڑھ کے میں موسٰے کے خدا کو دیکھ آؤں! (موسٰے کو مخاطب کر کے) موسٰے! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ میری بارگاہ میں تیرے ایسے ایسے ہزاروں وعظ ایک ذرہ بھر اثر نہیں رکھتے میں نے اعلان کیا ہے کہ اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی ..... میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں! یہ اعلان پہلے بھی سچا تھا! اب بھی سچا ہے! اور آئندہ بھی ہمیشہ سچا ہی رہے گا! تیرا خدا تو نجانے کن پردوں میں چھپا بیٹھا ہے، اور میں دنیا والوں کے سامنے موجود ہوں۔ حاضر کو چھوڑ کر تیرے غائب خدا پر کون ایمان لائے گا!

حضرتِ موسٰے: اے فرعون! تجھ جیسے لاکھوں حاضر خدا آئے اور ایسے غائب ہوئے کہ آج ان کی ہڈیوں کی خاک بھی نہیں ملتی! اور میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ تیرے جھوٹ کا جادو بہت جلد ٹوٹنے والا ہے!

فرعون: (کڑک کر) موسٰے! اپنی حیثیت کو پہچان! کیا تو بھول گیا ہے کہ تو قاتل ہے اور وہ بھی آلِ فرعون میں سے ایک شخص کا؟ کیا تجھے زندگی عزیز نہیں؟

حضرتِ موسٰے: مجھے سوائے خدائے برحق کے مار ہی کون سکتا ہے کہ میں زندگی کی فکر کروں باقی رہا

خون کی بات تو وہ میں نے عمداً ہرگز نہیں کیا تھا۔ اتفاق سے چوٹ ایسی پڑی کہ وہ شخص مرگیا۔ اور یہ تو ہے بھی نبوّت ملنے سے پہلے کا واقعہ!

فرعون: (حیرت سے منہ پھاڑ کر) اچھا! تو آنجناب نبی ہونے کا دعوےٰ بھی رکھتے ہیں؟ (ہامان سے) دیکھو موسےٰؑ پیغمبر بھی بن بیٹھا ہے! افسوس، دماغ چل گیا ہے بے چارے کا۔ (حضرت موسےٰ سے) کس خدا نے پیغمبر بنایا ہے تجھے؟ تیرے غائب خدا نے؟

لہ فرعون اپنی ذلّت و خفّت مٹانے کے لئے اِس موقع پر حاضرین سے کہتا ہے کہ: اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ (الشعراء) یعنی جو رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، وہ بلاشبہ باؤلا ہے"... مقصد یہ کہ اگر ایک طرف موسےٰ علیہ السلام کو اُن کی صداقت و حقّانیت کے متعلق شبہ ڈالے، تو دوسری جانب حاضرین کو اُن کی رسالت پر یقین و ایمان لانے سے باز رکھے۔ یہ چیز فرعون ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تاریخ عالم میں بندگانِ شیطان نے بندگانِ رحمان کو ہمیشہ "ساحر" اور "مجنون" کہہ کر پکارا ہے۔ تمام جلیل الشان پیغمبر مثلاً نوحؑ، داؤدؑ، لوطؑ، ابراہیمؑ، موسےٰؑ، عیسےٰؑ حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وقت کے کفّار نے "ساحر" اور "مجنون" کا خطاب دیا۔ ایسے الفاظ استعمال کرنے کے دو نتائج کے مقصد میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ بہرکیف اگر آذر، فرعون اور ابولہب کی چشمِ بصیرت اتباعِ ہوس سے اِس قدر کور ہو چکی ہو کہ وہ ابراہیمؑ موسےٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی عظمت و قوت کا مشاہدہ نہ کر سکے تو اِس میں اِن ادیانِ برحق کا کیا قصور؟ چنانچہ حق و باطل کے تصادم نے دُنیا کے ہر دور میں نتیجہ کار یہ ثابت کر دیا کہ توحید و تقویٰ اور قوانینِ الٰہی کے تمام مبلّغ انتہائی طور پر ذی ہوش، فرزانہ، راست باز، صادق القول، مخلص، جری اور صاحبِ حقیقت و معجزہ تھے لیکن اِس کے برعکس اُن کے مخالف و دشمن انتہائی طور پر مخبوط الحواس، دیوانہ، بدکار، کذّاب، غلامِ نفس، بزدل اور حاملِ شعبدہ و سحر تھے (باقی صفحہ ۱۳۵ پر)

حضرتِ موسیٰؑ: ہاں اُسی خدا نے جو میرا پیدا کرنے والا ہے!

فرعون: اگر میں صندوق میں تجھے پاتے ہی مار ڈالتا تو اُس خدا کا تجھے پیدا کرنا کسی کام نہ آتا۔

حضرتِ موسیٰؑ: اسی واقعہ سے تو سچے اور جھوٹے خدا کا فرق ثابت ہو رہا ہے۔ میرا خدا عالم الغیب تھا۔ اور جانتا تھا کہ میں آج وُہ نبی پیدا کر رہا ہوں، جو فرعون کے طلسم باطل کو توڑ دے گا۔ تو جھوٹا خدا ہونے کی بنا پر عالم الغیب نہیں تھا، لہٰذا اپنے ہی ہاتھوں اپنے دشمن کی پرورش کرتے ہوئے خودکشی کا سامان پیدا کیا۔

فرعون: (برہم ہو کر موسیٰؑ سے) میرے محل میں میری ہی روٹیاں کھا کر تجھے غرور و نخوت کی یہ باتیں زیب نہیں دیتیں!

حضرتِ موسیٰؑ: جو شخص خود بھکاری ہے، اور رعایا کی دی ہوئی روٹیاں کھاتا ہے، وُہ مجھے روٹی کے احسان جتانے کا کیا حق رکھتا ہے؟ ہمارا رزاق آسمان سے مینہ برساتا ہے، زمین سے اناج اور پھل پیدا کرتا ہے اور ہم کھاتے ہیں۔ تیرا اس میں کیا کمال ہے؟ روٹی تیرے قبضۂ قدرت

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۴) اُن بندگانِ ہوس کا انجام فکر و عمل اس قدر برا ہوا تھا کہ قرآن مجید اُسے مکڑی کے جالے سے تشبیہ دیتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ج اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ط وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ م لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت)

"مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے اللہ کے سوا مخلوق میں سے حاجت روا و مشکل کشا ٹھہرا رکھے ہیں، اُس مکڑی کی سی ہے جو بزعم خود اپنا مضبوط گھر بناتی ہے، حالانکہ دُنیا میں کمزور ترین گھر مکڑی کا ہوتا ہے، کاش! کفار بھی اپنی کوتاہیٔ فہم کو اس مثال سے سمجھیں۔"

میں ہوتی تو تمام دُنیا بھُوکی مر جاتی۔

(فرعون کھسیانا سا ہو کر بغلیں جھانکنے لگتا ہے اور ہامان جُھک کر اُس کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ فرعون مُسکراتا ہے)

فرعون: تُو کہتا ہے کہ خدا نے تجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ کوئی دعوے بغیر دلیل کے تسلیم نہیں کیا جا سکتا بتا، ہے تیرے پاس پیغمبری کی کوئی دلیل؟

حضرتِ موسےٰ: بے شک!

فرعون: تو پھر پیش کر!

حضرتِ موسےٰ: دیکھ، اور آنکھیں کھول کر دیکھ!

"توکّلتُ علی اللّٰہ" کہہ کر حضرتِ موسےٰ عصا کو زمین پر مارتے ہیں اور وہ بہت بڑا اژدہا بن کر رینگنے لگتا ہے۔ اور فرعون کی طرف بڑھتا ہے۔

فرعون: (ہامان سے چیخ کر) ٹھیک ہے، ٹھیک ہے یہ دلیل جلدی سے پکڑ لے اِس کو!

(حضرتِ موسےٰ اسے پکڑ لیتے ہیں اور وہ عصا بن جاتا ہے۔ اہلِ دربار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں)

حضرتِ موسےٰ: دیکھی میرے پیغمبر ہونے کی دلیل؟ لے، ایک اور دیکھ!

(حضرتِ موسےٰ بغل میں ہاتھ رکھ کر باہر نکالتے ہیں اور وہ سُورج کی طرح چمکتا ہے اِس کی تیز روشنی فرعون کی آنکھوں پر پڑتی ہے، تو وہ چندھیانے لگتا ہے)

فرعون: (آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے) بند کرو اسے! موسیٰ بند کرو اسے، میں روشنی کی تیزی سے اندھا ہو جاؤں گا!

(حضرت موسیٰ مٹھی بند کرتے ہیں، اور روشنی بھی بند ہو جاتی ہے)

حضرت موسیٰ: عجیب بات کہی ہے تو نے کبھی خدا بھی روشنی سے اندھا ہو سکتا ہے؟ اسے تو خود روشنی کا منبع ہونا چاہیئے!

(اہل دربار بمشکل ہنسی ضبط کرتے ہیں)

اب قارون فرعون کے کان میں کچھ کہتا ہے، اور وہ پکار اٹھتا ہے:۔

فرعون: (تمام اہل دربار کو مخاطب کر کے) اے میرے ہمدرد دوستو! موسیٰ نے آتے ہی تمہارے سجدۂ شکر میں جو خلل ڈالا ہے، وہ تم نے دیکھ لیا، خداوند کے حق میں گستاخی کے جو الفاظ اس نے استعمال کئے ہیں، وہ بھی تم نے سن لئے۔ اور اب اپنی شعبدہ بازی سے اژدہا وغیرہ کے جو دو تین کھیل دکھائے، وہ بھی تمہارے سامنے ہیں تمہیں ایسی ایسی چیزوں سے مرعوب نہیں ہونا چاہیئے۔ جادوگر اور مداری دنیا میں اس قسم کے بیسیوں کھیل دکھاتے پھرتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھ کر ہنس دیتے ہیں۔ تم آل فرعون ہو! دانا ہو، اور سمجھ سکتے ہو کہ موسیٰ سے دس برس کے لئے جو غائب رہا تو کسی استاد جادوگر سے نظر بندی اور جادو کے یہی کرشمے سیکھتا رہا۔ اب موسیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی خوفناک چیزیں دکھا کر مجھے اور میرے وفاداروں کو مصر سے نکال دے، اور خود بنی اسرائیل

کے ساتھ اِس ملک کا واحد حکمران بن بیٹھے۔ اب یہ فیصلہ تمہاری غیرت کرے گی کہ آیا
تم بنی اسرائیل کے غلام بننا چاہتے ہو یا نہیں؟

تمام حاضرین : (ہم آواز ہو کر) نہیں، ہرگز نہیں۔

فرعون : اگر نہیں، تو پھر تم خود تجویز کرو کہ موسےٰ کی بغاوت اور فساد انگیزی کے لئے اسے کیا سزا ملنی چاہیئے!

ایک بڈھا : (آگے بڑھ کر) زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ موسےٰ کا مصر کے بڑے بڑے جادوگروں سے مقابلہ کرایا جائے۔ اگر یہ سچا پیغمبر ہوگا تو بچ جائے گا، ورنہ جادو کی زد میں آکر خود بخود تباہ ہو جائے گا اِس ترکیب سے بنی اسرائیل اور بھی ذلیل ہوں گے اور بچشم خود دیکھ لیں گے کہ اُن کا حامی موسےٰ اُن کا نجات دہندہ نہیں بلکہ ایک معمولی جادوگر ہے کٹھالی میں تا دینے ہی سے سونے کا کھرا یا کھوٹا ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

تمام حاضرین : ٹھیک ہے یہی ہونا چاہیئے!

فرعون : (مسکرا کر) اچھا تو فی الحال موسےٰ اور اُس کے بھائی کی جان بخشی کرنا پڑے گی۔ مگر آزمائش کے دن یہ اپنی ذلت اور ناکامی کو محسوس کریں گے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ یہ مقابلہ ہماری سالگرہ[1] کے دن دریائے نیل کے ساحل پر ہوگا۔ ملک کے تمام بڑے بڑے جادوگر طلب کئے جائیں گے اور اِس واقعہ کی گھر گھر منادی ہو گی!

---

[1] فرعون ہر سال نیل کے ساحل پر اپنی سالگرہ مناتا تھا اور اس دن کو تمام مصری "یوم زینت" کہتے تھے۔

حضرت موسیٰؑ :- اور جادوگروں کے لئے دعوت نامے میرے سپرد کر دو میں سب کو پیغام پہنچاؤں گا اور اس مقابلے کے لئے شہر میں اشتہار بھی کروں گا۔ جادو وہ جھوٹا سراب ہے جو نظر کو دھوکا دیتا ہے، مگر پیاسے کی پیاس نہیں بجھاتا۔ اس کے برعکس معجزہ اُس آفتابِ نصف النہار کی طرح ہے جو دیکھنے والے کی آنکھوں کو چندھیا دیتا ہے، اور جس کی صداقت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ پھر بے چارہ جادو معجزات کے مقابلے میں کتنی دیر ٹھہر سکے گا؟ اس لئے میں بے تابی سے اُس دن کا منتظر ہوں جب کہ شعلۂ حق تیرے موم کے بنے ہوئے کارخانے کو پگھال کر پانی کی طرح بہا دے۔ میں نے تیری سلامتی چاہی مگر تو نے خود تباہی کو دعوت دی۔ خود کردہ را علاجے نیست ! ..... چلو ہارون چلیں۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

(دونوں بھائی چلے جاتے ہیں، اور فرعون اُنہیں غضب ناک نگاہوں سے دیکھتا رہ جاتا ہے)

منظر ۴۹

(مقابلۂ معجزہ و سحر کا اعلانِ عام)

فرعون کے چند سپاہی گھوڑوں پر سوار ہیں، اور مصر کے کوچہ و بازار میں جگہ بجگہ ٹھہر کر نقارہ بجاتے ہیں۔ لوگ بے تابی سے دوڑے ہوئے آتے ہیں کہ یہ کون سا نیا فرمان ہے۔ ان کا جرنیل ایک لپٹا ہوا منشور کھولتا ہے۔ اور ہر جگہ حاضرین کو مخاطب کر کے بآوازِ بلند اسے پڑھتا ہے:۔

"خداوندِ عالی وقار اپنے بندگانِ فرماں بردار کو حکم دیتے ہیں کہ وہ سب کے سب سالگرہ کے روز طلوعِ آفتاب کے وقت دریائے نیل کے ساحل پر جمع ہو جائیں۔ مُوسیٰ ہمارے ملک میں ایک بہت بڑا جادُوگر بن کر آیا ہے، اور اُس کا غرور توڑنے کے لئے مصر کے تمام اُستاد جادُوگر جمع کئے جا رہے ہیں۔ ہر شخص کو یہ عظیم الشان مقابلہ دیکھنے کے لئے حاضر رہنا چاہیئے۔"

یہ اعلان سُن کر ایک قبطی جو اعلےٰ لباس میں ملبوس ہے حیرت سے ایک دوسرے قبطی کو مخاطب کرتا ہے:۔

پہلا قبطی: ارے، کیا یہ وُہی مُوسٰے ہے جسے خداوند نے اپنا بیٹا بنا کر پالا تھا؟

دوسرا قبطی: ہاں، وُہی تو ہے۔ کیسا زمانہ آیا کہ بیٹا باپ کے احسان بھلا کر اُس کے مقابلے کو اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔

پہلا قبطی: خداوند نے یہی تو غلطی کی کہ اتنے بچے مروائے پر اِسے قتل نہ کیا۔ آخر کہتا کیا ہے وُہ؟

دوسرا قبطی: یہی کہ فرعون اور وُہ تمام دیوتا جن کے ہم نے بُت بنا رکھے ہیں جھوٹے اور بے فیض ہیں۔ اس ایک خدا کو مانو جو آسمانوں اور زمینوں کا بادشاہ ہے، اور بنی اسرائیل کو آزاد کر دو!

پہلا قبطی: دیوتا تو ہیں ہمارے وسیلے، انہیں ہم کیسے چھوڑ دیں۔ باقی رہی فرعون کی بات، تو اُس کے پاس سونا اور ہیرے جواہرات بے شمار ہیں، اور خُدا اُسی کو سمجھنا چاہیئے جو زمین، دولت اور لاؤ لشکر کا مالک ہو۔ مُوسٰے کے خدا کے پاس کیا ہے؟ ہم نے تو کچھ دیکھا نہیں!

دوسرا قبطی: اجی ہم ہیں آلِ فرعون اور دولت و عزّت سے مالا مال۔ بنی اسرائیل ہیں کمزور اور بھوکے ننگے۔ پھر وُہ غلام نہ ہوں تو کیا ہوں۔ مُوسٰے بھی مُفت کی سینہ زوری کرتا ہے!

پہلا قبطی: اچھا دیکھ لیں گے اُس کی سینہ زوری۔ سالگرہ کا دن بھی تو قریب آگیا ہے!

منظر ۵۰

(کوہِ طور پر تقاضائے دیدار)

یہ کوہِ طور ہے حضرت موسیٰ دعا مانگتے ہوئے آسمان کی جانب آرزو مند نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور ایک مقدس روشنی ان کے سامنے گرد رہی ہے۔ وہ خدا کے حضور بالفاظ ذیل ملتجی ہوتے ہیں :-

حضرتِ موسیٰ :- اے معبودِ برحق! تیری نعمتوں کا شکر بجا لانے، اور اِس آزمائش میں تیری امداد طلب کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ فرعون تجھے اور تیرے سچے دین کو جھٹلا چکا ہے۔ میں نے اُسے تیرا پیغام پہنچایا مگر اُس نے تسلیم کرنے کی بجائے اُس کی ہنسی اُڑائی۔ وہ بدستور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہے جا رہا ہے۔ اور اپنے کفر سے باز نہیں آتا۔ اب نیل کے ساحل پر اُس نے تیرے مقابلے کی ٹھان لی ہے۔ اے ربِّ واحد! فرعون اور اُس کے حامیوں کو شکستِ فاش دے، ایسی شکست جسے اُن کی نسلیں بھی فراموش نہ کر سکیں۔"

یکایک آسمان میں ایک بجلی کڑکتی ہے اور ساتھ ہی یہ آواز حضرتِ موسیٰ کے کانوں

تک پہنچتی ہے:۔

آواز ـــــ: موسٰےؑ! تو نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ باطل کے فرزند اہلِ حق کے مقابلے میں کبھی نہیں ٹھہر سکتے۔ فتح ہر حال میں تیری ہی ہوگی۔ اس فتح کو دیکھ کر سعادت مند لوگ ایمان لے آئیں گے مگر سرکش روحوں کی طغیانی اور بھی بڑھ جائے گی ہم تو پوری فیاضی سے بارانِ رحمت نازل کرتے ہیں۔ زمینِ شور اُس کے فیض سے محروم رہتی ہے۔ مگر قابل زمین پُرنم ہو کر اناج اور پھلوں کے خزانے اُگل دیتی ہے۔

حضرتِ موسٰےؑ: پروردگار! زبان تیرے انعامات کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہے مگر ایک انعام ایسا ہے جس سے میں ابھی تک محروم ہوں۔

آواز ـــــ کیا ہے وُہ اِنعام؟

حضرتِ موسٰے: اَے مخزنِ جمال! میں کھُلے بندوں تیرے رُوئے پُر نُور کا دیدار چاہتا ہوں!

آواز ـــــ: موسٰےؑ! تیرا معبود اگرچہ اپنے عرش پر قائم ہے مگر اُس کے نُور سے زمین و آسمان معمور ہیں۔ اُسی نُور کی ایک تجلّی ہم نے تجھے وادیِ طُویٰ میں دِکھائی تھی۔ اُس پر قناعت کر۔ جتنا ظرف ہو اُتنی ہی چیز مانگتے ہیں!

حضرتِ موسٰےؑ: معبودِ برحق کا فرمان سر آنکھوں پر لیکن میرا عشق اپنے محبوب کو دیکھنے کے لئے نہایت بے تاب ہے اور دل مرغِ بسمل کی طرح پھڑپھڑا رہا ہے!

آواز ـــــ: دیدار کا پُورا حق ہم نے کسی اور ہستیِ مقدس کے لئے مخصوص کر چھوڑا ہے۔ اَے موسٰےؑ!

تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔

حضرت موسٰے: پورا دیدار نہ سہی ایک تجلی ہی سہی۔ باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے اس تجلی سے میرے دل میں ایک نئی حرارت پیدا ہو جائے گی!

آواز: تیرا تقاضا مبارک ہے۔ ہم صریح انکار سے تجھے مایوس نہیں کرنا چاہتے، بلکہ کوہِ طور پر اپنی تجلیات پھینکنے کے بعد تجھے مطمئن کر دیں گے۔ اگر طور نے ہمارا نور برداشت کر لیا تو پھر تیری آنکھ بھی اس کا مشاہدہ کر سکے گی۔ دیکھ، ذرا سنبھل کر دیکھ!

اتنے میں پھر بجلی کی کڑک پیدا ہوتی ہے، اور نور کی نہایت تیز تجلیات طور پر گرتی ہیں جن سے بڑے بڑے پتھر پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ تمام پہاڑ میں ایک زلزلے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ سرمے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت موسٰے بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔

آواز: طور سرمہ ہو چکا اور موسٰے بے ہوش! بس، اتنا ہی حوصلہ تھا؟ جا، فرعون کے مقابلے کو جا! ہم نے تجھے پیدا کرتے ہی تیرے دل میں اتنی کافی بجلی بھر دی تھی جو جہانِ باطل کو جلا کر راکھ کر سکے! نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ!

منظر ۵۱

(ساحلِ نیل پر معجزہ اور سحر کا سنسنی خیز مقابلہ)

آج یومِ زینت ہے، اور نیل کے ساحل پر حق اور باطل کا عظیم ترین معرکہ ظہور پذیر ہونے والا ہے ایک اونچے چبوترے پر فرعون کے لئے تخت سجایا گیا ہے۔ اس تخت کی دائیں جانب ریشم کی باریک سکرین سے پردے کا انتظام کیا گیا ہے، جس کے پیچھے بیٹھ کر آسیہؓ اور اُس کی سہیلیاں بھی یہ مقابلہ دیکھ سکیں گی تمام درباری اور شہر کے امیر کبیر زرق برق پوشاکوں سے مزین ہیں قبطی دولت اور خوشحالی کے نشے میں پھولے نہیں سماتے ——— اور ان بندگانِ فرعون سے دُور خیموں سے باہر ریت پہ کھڑے ہوئے خراب حال بنی اسرائیل بھی مقابلے کی گھڑی کا انتظار کھینچ رہے ہیں۔ اُن کے جسم لاغر، چہرے اُداس، بال بے ترتیب اور کپڑے پھٹے پرانے ہیں۔ یکایک فرعون جابرانہ آواز میں حکم دیتا ہے:۔

فرعون :تمام جادُوگروں کو صف بستہ حاضر کیا جائے!

ہامان ———:(حاضرین کی طرف منہ کرتے ہوئے) تمام جادُوگر صف بستہ ہو جائیں۔ خداوند انہیں کچھ

ہدایات دینا چاہتے ہیں۔

یہ سُنتے ہی تین سو پچاس جادُوگر قطاروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور جھک کر آداب بجا لاتے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بُڑھا ساحر، جو اپنے فن میں سب کا اُستاد اور رہنما ہے، آگے بڑھ کر فرعون کو سجدہ کرتا ہے اور ساتھ ہی اُس کے پیرو بھی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں جب سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، تو فرعون اُنہیں یُوں مخاطب کرتا ہے۔

فرعون: جس مقصد کے لئے میں نے تم سب کو یہاں جمع کیا ہے، وُہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ مُوسیٰ کی بغاوت حد سے بڑھی جا رہی ہے۔ وُہ ہمارا جانی دُشمن ہو چکا ہے۔ ہمیں تباہ کرنے کے لئے وُہ مسلسل دس برس تک جادُو کا فن بھی سیکھتا رہا۔ اب وُہ چاہتا ہے کہ اِس جادُو کے زور سے ہمیں اور ہمارے وفادار بندوں کو سرزمینِ مصر سے نکال دے۔ کہو، تم اُسے نیچا دکھانے کے لئے خوب تیار ہو نا؟

بُوڑھا: (آگے بڑھ کر) خداوند! مَیں اور میرے یہ تمام ہونہار شاگرد حضور کی عزّت و اقبال پر قربان ہونے کو تیار ہیں۔ ہمارے پاس جادُو کے ایسے ایسے کمالات ہیں کہ مُوسیٰ اور اُس کے دوستوں کو مصر سے جان بچا کر بھاگنا بھی محال ہوگا۔ مصر آلِ فرعون ہی کا حق ہے اور وُہی تا ابد یہاں آباد رہیں گے۔

فرعون: (مُسکرا کر) شاباش! مجھے تمہاری مہارتِ فن سے ایسی ہی اُمید ہے!

بُوڑھا: خداوند! میرے شاگرد یہ جاننے کے لئے بے چین ہیں کہ مُوسیٰ کو شکست دینے پر اُنہیں بارگاہِ عالی سے کیا کیا انعام عطا ہوں گے۔ اگرچہ یہ سوال گُستاخی سے خالی نہیں، تاہم مزدور جب اپنی مزدوری کا تصفیہ کر کے کام کرے، تو اپنے فرائض کو زیادہ شوق اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا ہے!

فرعون: کامیاب جادُوگروں کا انعام اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم اُنہیں اپنا مقرّبِ بارگاہ بنا لیں گے۔ وُہ ہمیشہ قصرِ عالی میں مقیم رہیں گے، ہمارے دیدار سے روزانہ مشرف ہوں گے، اور جو کچھ چاہیں گے اُنہیں عطا کیا جائے گا۔

(یہ سُن کر سب کے سب جادُوگر اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کے بطورِ تشکر یہ جُھکتے ہیں)

فرعون: (ہامان کو مخاطب کر کے) مگر ہامان! ابھی تک مُوسٰےؑ کیوں نہیں آیا؟ وقت تو زیادہ ہوا جاتا ہے، اور دُھوپ دم بدم تیز ہو رہی ہے!

ہامان: ہو سکتا ہے کہ مُوسٰےؑ اتنے زیادہ جادُوگروں کی خبر پا کر خوفزدہ ہو گیا ہو، اور کہیں جا کر چُھپ گیا ہو!

فرعون: ہاں، تیرا خیال بھی ٹھیک ہے۔ آج کا دن مُوسٰےؑ کے لئے انتہائی طور پر خطرناک ہے۔ اپنی موت سے کون نہیں ڈرتا۔

(اتنے میں حضرتِ مُوسٰےؑ اپنا عصا ٹیکتے ہوئے آن پہنچتے ہیں پیچھے پیچھے حضرتِ ہارُونؑ ہیں)

ہامان: (گھبرا کر) وُہ تو سچ مچ آن پہنچا ہے۔ اِس کے دن بھی بیتتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

فرعون: اپنی غلام قوم کو بہادری کے جوہر دکھانے آیا ہے۔ اُونہہ!

حضرتِ مُوسٰےؑ: میں حسبِ وعدہ میدان میں موجود ہوں۔ کون بات کرے گا مجھ سے؟

بُوڑھا اُستاد: (آگے بڑھ کر) میں بات کروں گا۔ میں اِن تمام جادوگروں کا اُستاد اور راہنما ہوں۔ کہیئے پہلے آپ اپنا ہُنر دکھائیں گے، یا ہم حرکت میں آئیں؟

حضرتِ مُوسٰےؑ: پہلے میں آپ لوگوں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نہ جادُوگر ہوں اور نہ ذاتی

طور پر جادُو کا کوئی ہنر رکھتا ہوں۔ جو چیز بھی آج میں پیش کرنے والا ہوں وُہ سراسر خدا ئے برحق کے حکم سے ہے اور تم لوگ چونکہ اُس خدا پر ایمان نہیں رکھتے، لہٰذا اپنے پیدا کردہ ہنر کا مظاہرہ کرو۔ میں بعد میں خدائی معجزات پیش کروں گا۔

بڈّھا: (ایک شاگرد سے) رسّیوں کا پٹارہ کھولو، اور سب کے ہاتھ میں ایک ایک رسّی دے دو!

وُہ شخص فوراً بڈّھے کے حکم پر عمل کرتا ہے جب تمام جادُوگر رسّیاں لے چکتے ہیں تو وُہ دو چار مرتبہ ہونٹوں کو حرکت دے کر رسّیوں پر پھونکتے ہیں، اور اُنہیں میدان میں پھینک دیتے ہیں۔ زمین پر گرتے ہی تمام رسّیاں سیاہ سانپ بن جاتی ہیں، اور یہ سانپ حضرتِ مُوسےٰ کی جانب دوڑنے لگتے ہیں۔ فرعون اور تمام اہلِ دربار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُنہیں دیکھتے ہیں پسِ پردہ آسیہؓ اور اُس کی سہیلیاں بھی یہ منظر دیکھ کر بے چین ہیں۔ بنی اسرائیل کے چہروں پر خوف و ہراس کے آثار ہیں۔ اس حالت میں حضرتِ مُوسےٰ "توکّلت علی اللّٰہ" کہہ کر فوراً اپنا عصا زمین پر مارتے ہیں، اور وہ اژدہا کی صورت اختیار کر کے تمام سانپوں کو ہڑپ کرنے لگتا ہے، اور کھاتے کھاتے اُن کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ پھر یہ اژدہا فرعون کے تخت کی جانب رُخ کرتا ہے۔ فرعون کا چہرہ خوف کے باعث پسینے سے تر ہو جاتا ہے اور وُہ بدحواس ہو کر کہتا ہے۔ "ہامان آگے بڑھ کر اِس بلا کو روک!" ہامان آگے بڑھنے کی بجائے خوف سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ حضرتِ مُوسےٰ اژدہا پر ہاتھ رکھتے ہیں، اور وُہ پھر عصا کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فرعون اور اُس کے حامی نہایت دہشت زدہ ہیں بخلاف

اس کے آسنئیہ اور بنی اسرائیل مُسکرانے لگتے ہیں۔

حضرتِ موسےٰ: (جادوگروں سے) بس، یہی کمال تھا تمہارے جادو کا؟ یہ تو نہایت معمولی سی چیز ہے کوئی اور کارنامہ ہو تو پیش کرو!

اُستاد جادوگر: ہمارا یہ سب سے بڑا کارنامہ تھا جو پیش کر دیا گیا! اے موسےٰ! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جادو، جادو ہے اور معجزہ، معجزہ۔ اے موسےٰ! ہم سب جادو کے عارضی فریب پر بہت شرمندہ ہیں، اور اپنی گمراہی کا اقرار کرتے ہیں۔ اب تک جھوٹے خدا کی ہیبت سے جو پٹی ہماری آنکھوں پر بندھی ہوئی تھی، وہ تیرے عصا کی ایک ہی جنبش نے کھول دی۔ اب ہم سفید و سیاہ اور خیر و شر میں بخوبی امتیاز کر سکتے ہیں۔ توحید کا جو نور تیرے سینے سے ہمیں ملا ہے، اُس کی روشنی میں ہم سب تجھے سچا نبی اور تیرے خدا کو معبودِ برحق مانتے ہیں۔ تو ہمارے ایمان پر شاہد رہ!

حضرتِ موسےٰ: تمہیں یہ ایمان مبارک ہو، اور خدا راہِ حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرعون: (گرج کر) نمک حرام و گمراہو! میری اجازت طلب کرنے سے پہلے ہی تم ربِّ موسےٰ پر ایمان لے آئے؟

اُستاد جادوگر: سچے خدا پر ایمان لانے کے لئے ایک کافر اور بدکار انسان سے اجازت لینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ایک چیز کا مشاہدہ کر لینے کے بعد اُس کے وجود پر دوسروں سے تائید چاہنا دیوانوں کا کام ہے!

فرعون: اچھا، تو اب میں سمجھا کہ موسیٰؑ بھی تیرے شاگردوں میں سے ایک شاگرد ہے اُسے تو نے دس برس جادو سکھا کر ہمارے خلاف یہ سازش کی ہے کہ سب کے سب مل کر فرعون اور آلِ فرعون کو اس سرزمین سے نکال دو، اور خود اس کے مالک بن بیٹھو۔ مگر یاد رکھو، کہ تمہاری یہ سازشیں ہماری چمک دار تلواروں کے سامنے ماند پڑ جائے گی تمہیں ذِلّت اور ناکامی کا مُنہ دیکھنا ہوگا۔ اب بھی تائب ہو جاؤ!

اُستاد جادوگر: اَے فرعون! ایمان کا جو نشہ ہمارے دل میں اُتر چکا ہے، اب اُسے دُنیا کی کوئی ترشی اُتار نہیں سکتی۔ نہ تیری چمکتی ہوئی تلواریں، اور نہ مُہیب لشکر! (شاگردوں کو مخاطب کر کے) کیوں دوستو! ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟

سب جادوگر: (ہم آواز ہو کر) بالکل ٹھیک!

فرعون: (کڑک کر) او بڈھے! ہوش میں آ اور اپنی قوم کی زندگی پر رحم کر، ورنہ میں تم لوگوں کے بازو اور ٹانگیں کٹوا دوں گا، اور اگر اس پر بھی باز نہ آئے تو پھانسی چڑھا دوں گا!

اُستاد جادوگر: جو سزا تیرے تصوّر میں آ سکتی ہے ہمیں دے لیکن خدائے واحد سے ہم نے جو عہد وفا باندھا ہے، وُہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔ ہم شیطان کے پنجے سے نکل کر رحمٰن کے بندے بن چکے ہیں تیری تیز تلواریں اور پھانسی کے رسّے ہم سے یہ دو روزہ دُنیا اور اس کے عیش تو ضرور چھُڑا دیں گے، مگر اُس غیر فانی عیش کو ہم سے ہرگز نہیں چھین سکتے جو آسمان کی ابدی بادشاہت میں ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ شہید دُنیا کی نظروں میں مر

جاتے ہیں، مگر خدا کے نزدیک وُہ ہمیشہ زندہ ہیں جو موت ایمان اور حق گوئی کے جرم میں حاصل ہو، اُس سے بہتر موت اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہم خوشی سے اُس کا اِستقبال کرینگے!

حضرتِ موسٰیؑ: اے فرعون! دیکھا خدائے برحق کے سچّے بندوں کا حوصلہ؟ جو دل وجودِ الٰہی پر اتنی واضح دلیل بھی نہ مانیں، وُہ اِنسان کے نہیں بلکہ سُؤر کے دل ہیں!

فرعون: میں آج ہی تمہارے دلوں کے ٹکڑے کر دکھاؤں گا! بنی اِسرائیل کا بچّہ بچّہ تمہاری سزا سے عبرت پکڑے گا۔

آسیہؓ: (جو پردے کے پیچھے بیٹھی سب کچھ سُن رہی تھی، بے تاب ہو کر اُٹھتی ہے، اور بے باکانہ کہتی ہے:) اے فرعون! کان کھول کر سُن، کہ آج آسیہؓ بھی کھُلے دربار میں تیری پُرفریب خدائی سے اِنکار کرتی ہے۔ جو خدا میرے پیارے بیٹے موسٰیؑ کا اور اِن تائب ہونے والے جادُوگروں کا ہے، وُہی خدا آسیہؓ کا ہے۔ تو اِن لوگوں کو پھانسی پر چڑھانا چاہتا ہے تو کِس جُرم کے عوض؟ اِن بے چاروں کا بڑا جُرم یہی ہے نا کہ یہ دہریوں اور فاسقوں کی زندگی چھوڑ کر نیک اور راست باز مومن بننا چاہتے ہیں؟ اگر یہ جُرم ہے تو جو سزا تیرا جی چاہے دے، آسیہؓ اِس سزا میں خود بھی حصّہ لے گی!

فرعون: (گھبرا کر) آسیہؓ تو خداوند کی بیوی ہے۔ تجھے بغاوت کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے اِن لوگوں کی سزائیں ایسی خوفناک ہیں کہ تجھ جیسی آرام طلب اور نازک بدن عورت اُن کے تصوّر سے کانپ اُٹھے گی!

آسیہؓ: جس عورت نے اپنی قوم کے بے شمار بچے خود قتل ہوتے دیکھے ہوں۔ اُس کا دل جذبۂ انتقام سے اتنا مضبوط ہو چکا ہے کہ دُنیا کی کوئی آفت اُسے خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ جو تیرے جی میں آئے کر گزر! لیکن میں تیری خدائی پر تھوک چکی ہوں۔ میں زندہ رہوں گی تو انہیں کے ساتھ اور مروں گی تو انہیں کے ساتھ۔ مجھے تیرے محلات اب دوزخ معلوم ہوتے ہیں۔

فرعون: (ہامان کے کان میں) بہتر ہو گا کہ اِن سب کو گرفتار کرا لیا جائے!

ہامان: (آہستہ سے) سوائے مُوسیٰؑ کے۔ دیکھئے نا وہ تو عصا لئے کھڑا ہے۔ ابھی زمین پر مار دے گا۔

فرعون: (اپنے محافظ دستوں سے) گرفتار کر لو اِن تمام جادُوگروں کو۔ اور اگر آسیہؓ بھی آج شام تک راہ راست پر نہ آئی، تو گرفتار ہو کر اِن جیسی سزا پائے گی۔ خداوند کا انصاف اپنے پرائے کی تمیز نہیں کرے گا۔ جسم کے جس حصّے میں ناسُور پڑ جائے، اُسے کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔

سپاہی تمام جادوگروں کی مشکیں زنجیروں میں باندھ لیتے ہیں۔ بڈھا اُستاد آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھا اطمینان سے الحمدللہ کہتا ہے!

حضرتِ ہارُونؑ: (حضرتِ مُوسیٰؑ کے کان میں) بھائی جان! عصا کو حرکت دیجئے۔ یہ لوگ ناحق گرفتار کئے جا رہے ہیں!

حضرت مُوسیٰؑ: (بآوازِ بلند) ہارُون! خدائی معجزات گُڑیوں کا کھیل نہیں کہ اُن کی بار بار نمائش کی جائے۔

ایمان لانے والوں کے لئے ایک اشارہ ہی کافی ہے۔ مگر نفس کے کُتے ہزاروں معجزات دیکھ کر بھی ہنسی اُڑاتے رہتے ہیں موسٰیؑ اپنے عصا کی توہین نہیں کرے گا۔ ہٹ دھرم کافروں کو خدا مہلت بھی دیتا ہے لیکن باز نہ آئیں تو نتیجہ ہے ایک عبرت ناک سزا

آؤ، اب چلیں!

(روانہ ہو جاتے ہیں)

منظر ۵۲

(ایمان لانے والے جادوگر قیدِ فرعونی میں)

یہ قید خانے کا منظر ہے۔ تمام جادوگر (اور اب مومنِ صادق) فولادی سلاخوں والے کمروں میں بند کئے گئے ہیں۔ ایک جوان پُرجوش آواز میں اپنے جذباتِ قلب کا اظہار ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

گانا

شوکتِ حق کے لئے جان کو قرباں کر دے
تو مسلماں ہے تو دُنیا کو مسلماں کر دے
میں نے مانا کہ تو کمزور ہے قطرے کی طرح
قطرے قطرے سے بپا دہر میں طوفاں کر دے
لاکھ آذر ہوں کھڑے تجھ کو جلانے کیلئے
نورِ ایماں سے آتش کو گلستاں کر دے

تیرے بازو میں ہے توحید کی قوت پنہاں

اپنی ہر ضرب سے ابلیس کو لرزاں کر دے

صبر و ہمت سے بچا اپنے یقیں کی پونجی

موت جب آئے تو دشمن کو بھی گریاں کر دے

گانا ختم ہونے پر وہ پہرہ دار جو ننگی تلوار کاندھے پر رکھے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا، اس نوجوان کو یوں مخاطب کرتا ہے:۔

پہرہ دار: ہا ہا ہا! بھئی تم بھی عجب بیوقوف لوگ ہو۔ اپنے راستے میں خود ہی کنواں کھود رہے ہو تم نے بھلا حکومت سے ٹکر لینا بھی عقلمندوں کا شیوہ ہے۔ جو لوگ شہنشاہ کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، موج کر رہے ہیں، عہدے، بڑے بڑے خطاب، تمغے، جاگیریں، دولت، عزت سبھی کچھ تو انہیں ملتا ہے۔ تمہیں بھی فرعون یہ تمام چیزیں دے رہا تھا، تمہارے سر پر جانے کونسا بھوت سوار ہوا کہ محل چھوڑ کر اس بندی خانے میں پڑے سڑ رہے ہو۔ ہاں ایک لفظ ہی کا تو پھیر ہے۔ اب بھی "نہیں" کا لفظ بھول جاؤ اور "ہاں" کہہ دو۔ پھر دیکھو فرعون کی عنایات تم میں سے ہر شخص کو قارون نہ بنا دے تو میرے منہ پر تھوک دینا۔

جوان: ہم تو اب بھی تیرے منہ پر تھوکتے ہیں۔ ابے حمق کی اولاد! رات ہر حالت میں رات ہے، اور دن ہر حالت میں دن۔ روئے زمین کی تمام دولت بھی پیش کر سکے اگر فرعون چاہے کہ ہم رات کو دن کہیں تو یہ ناممکن ہے۔ مومن اپنے اصول پر سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔

پہرہ دار: (دوسرے پہرہ دار سے) بھئی واہ! یہ ایمان کی مستی بھی عجیب چیز ہے کہ نہ تو اسے دولت اُتار رہی ہے نہ موت!

دوسرا: (مسکرا کر) ابے ہم نے یہ شراب پی ہی نہیں، ہم کیا جانیں اس کا مزا!

منظر ۵۳

(تمام جادوگر ایمان کو سلامت لیے ہوئے جامِ شہادت نوش کرتے ہیں)

یہ جلّاد خانہ ہے۔ بہت سے جسیم اور مہیب آدمی ہاتھوں میں بھاری تلواریں لئے کھڑے ہیں۔ تمام جادوگر (اور اب مومنِ صادق) ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے صف بستہ حاضر کئے گئے ہیں۔ فرعون اور ہامان بھی موجود ہیں۔ اور قیدیوں کو مغرور نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ یکایک فرعون حاکمانہ انداز میں انہیں مخاطب کرتا ہے:۔

فرعون :اب بھی وقت ہے۔ میری اطاعت قبول کرو!

سب :(ہم آواز ہو کر) نہیں، ہرگز نہیں!

فرعون :زندگی کی لذتیں مت چھوڑو۔ موت نہایت تلخ چیز ہے اور اس تلخی کے بعد کوئی مٹھاس نہیں!

ایک جادوگر :صرف کافر ہی زندگی کی لذتوں میں غرق ہو کر موت سے ڈرتا ہے۔ دوسرے جہان کا سفر ایمان کی زادِ راہ چاہتا ہے۔ جس بدنصیب مسافر کے پاس یہ توشہ نہیں، وہ سفر ہی کیا

کرے گا۔ ہمارے لئے موت تلخ نہیں بلکہ شہد سے زیادہ میٹھی چیز ہے کیونکہ ہم توحید کے لئے جانیں دے رہے ہیں۔

فرعون : (دوسروں کو مخاطب کر کے) یہ بیان صرف اِسی جوان کا ہے یا تم سب کا؟

سب : (ہم آواز ہو کر) سب کا!

فرعون : اچھا، تو موت کی تلخی کا ایک نمونہ تمہیں دکھا دینا بہتر ہو گا۔ اور وہ پہلا نمونہ خود تمہارا اُستاد ہے۔ (سپاہی سے) کھولو اِس بڈھے کی زنجیریں، اور سامنے کھڑا کر کے اِس کے سینے میں نیزہ اُتار دو!

سپاہی بڈھے کی زنجیریں کھول کر اُسے تمام شاگردوں کے سامنے کھڑا کرتا ہے۔ اور نیزہ مارنے لگتا ہے کہ بڈھا فرعون کو مخاطب کرتا ہے:-

بڈھا : صرف ایک منٹ کی مہلت چاہتا ہوں کہ ان سے ایک آخری بات کہہ لوں۔

فرعون : مہلت دی جاتی ہے۔ مختصر بات کرو!

بڈھا : (شاگردوں سے) میرے بچو! یاد رکھو کہ کسی کے ایمان کو دُنیا میں صرف دو چیزیں خرید سکتی ہیں، ایک دولت اور دوسری موت کا خوف۔ میں خوش ہوں کہ پہلی چیز یعنی دولت تم نے ٹھکرا دی، اور فرعون کی غلامی پسند نہیں کی۔ اب دُوسرا امتحان درپیش ہے۔ یعنی موت۔ تم سے میری آخری درخواست یہ ہے کہ موت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرو۔ اور ظالموں سے مرعوب ہو کر ایمان کا انمول ہیرا ہاتھ سے مت دو۔ حیاتِ ابدی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

میرے بچو! میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ! (سپاہی سے) میں نے بات کر لی، اب تم اپنا فرض ادا کر دو!

سپاہی نیزہ بڈھے کے سینے میں پیوست کر دیتا ہے۔ بڈھا پہلے ایک لمبی "آہ" اور پھر لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ کہتا ہوا زمین پر گرتا ہے اور بے حس و حرکت ہو جاتا ہے۔

فرعون : (جوانوں سے) اس کی موت سے عبرت پکڑو، اور اب بھی باز آجاؤ۔ انعام و اکرام سے مالا مال کر دوں گا!

ایک جوان : (کڑک کر) ہمارے پیر و مرشد کی وصیت کے وقت تو بہرا تھا کیا؟ جب ایک بڈھا اس بے باکی سے جان دے سکتا ہے تو ہم تو جوان ہیں۔ دل میں زیادہ قوت، اور رگوں میں کھولتا ہوا خون رکھتے ہیں!

فرعون : اچھا، تو پھر یہ خون شہر کے گلی کوچوں میں بہتا ہوا دکھائی دے گا، اور اسے دیکھ کر اہلِ مصر خوشی میں چراغ جلائیں گے، رقص کریں گے اور شرابِ ارغوانی سے محفلوں کو لالہ رنگ بنا دیں گے۔ ہاہاہا!

جوان : یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ دُنیا کے تمام فرعون غریب اور مظلوم لوگوں کے خون کو اپنی شراب بناتے ہی چلے آئے ہیں۔ ہمیں ان گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب مت کر!

فرعون : (جلادوں سے) بس حد ہو گئی۔ ہم جا رہے ہیں تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ پہلے ان سب کے بازو کاٹ دو۔ اور اگر پھر بھی توبہ نہ کریں، تو ٹانگیں کاٹ دو۔ اور پھر بھی سرکشی دکھائیں تو ان

کے سر پھانسی کے رسّوں میں باندھ دو۔ ایسے ضدّی لوگوں کا یہی انجام یہی ہوتا ہے۔ بعد میں
اِن کی لاشیں دریائے نیل میں پھینک دی جائیں گی۔

ایک موٹا جلّاد (آگے بڑھ کر) حکمِ خداوندی کی تعمیل ہو گی۔ (سر جھکاتا ہے)

فرعون ہامان کو ہمراہ لئے جلّاد خانے سے نکل جاتا ہے، اور جلّاد تلواریں لئے قیدیوں
کی طرف بڑھتے ہیں۔

منظر ۵۴

(آسیہؓ کی ہلاکت کے لئے فرعون کا قطعی فیصلہ)

یہ فرعون کا محل ہے۔ آسیہؓ اپنے خاموش کمرے میں اُداس بیٹھی ہے۔ یکایک اُسے کچھ خیال آتا ہے، اور اُٹھ کر ایک الماری کھولتی ہے۔ اُس میں سے ایک ڈبہ نکالتی ہے۔ اس ڈبے میں مختلف قسم کے کھلونے موجود ہیں۔ آسیہؓ کھلونوں کو سینے سے لگاتی اور چومتی ہے۔ ساتھ ہی اُس کی آنکھوں کے سامنے حضرت موسٰیؑ کا وُہ عہدِ طفلی گردش کرنے لگتا ہے جب کہ وُہ پنگوڑے میں ان کھلونوں سے کھیلا کرتے تھے، اِتنے میں آہستہ سے دروازہ کھلتا ہے اور فرعون داخل ہوتا ہے:

فرعون: (کھلونوں کی طرف دیکھ کر) موسٰیؑ جوان بھی ہو گیا مگر تیرے دماغ سے اُس کے بچپن کی یاد اب تک نہیں مٹی۔ سودائیوں کی طرح اُس کے کھلونوں ہی سے بیٹھی کھیلا کرتی ہے۔

آسیہؓ: کیسے نہ کھیلوں اُس بچے کے کھلونے بھی کتنے مُبارک اور قیمتی ہیں جسے جوان ہو کر پیغمبری ملی اور جس نے دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کر دکھایا۔ میں سمجھتی ہوں کہ فرعون کے تمام جواہرات بھی

اِن کھلونوں کی قیمت کے نہیں ہو سکتے۔

فرعون: مگر تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ اِن کھلونوں سے کھیلنے والا مُوسٰے عنقریب خود بھی کھلونا بن جانے والا ہے۔ (ہاتھ پھیلا کر) یہ ہاتھ اُس سے تین چار مرتبہ کھیلیں گے، اور پھر اُسے یوں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، جیسے ایک بچہ بکمالِ بے نیازی سے اپنے کھلونوں کو چکنا چُور کر دیتا ہے!

آسیہؑ: (متاثر نہ ہوکر) مجھے تو ڈر ہے کہ فرعون خود مُوسٰے کے ہاتھ کا کھلونا نہ بن جائے۔ میرے بچے کو خدائے برحق کی امداد حاصل ہے۔

فرعون: (کڑک کر) دیکھوں گا کون امداد کرتا ہے اُس کی۔ اِس وقت تو میں تجھے آخری مرتبہ سمجھانے آیا ہوں کہ ہوش و حواس سے کام لے، اور اپنے خاوند کی مخالفت سے باز آ جا۔ جس درخت کے سائے میں بیٹھیں اُسے کاٹا نہیں کرتے!

آسیہؑ: مومن ہمیشہ خدا کے سایۂ رحمت میں پلتے ہیں، اور اُسی درخت سے اُنہیں اپنی محنت کا پھل ملتا ہے۔ تُو تو خاوند ہے، اگر میرے ماں باپ بھی خدائے واحد کے نافرمان ہوں تو میں اُن کے خلاف اعلانِ بغاوت کر دوں۔ حق پرستی میں رشتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی!

فرعون: تو بڑی مومن بنی پھرتی ہے نا۔ تیرے وہ تمام مومن بھائی جو پہلے جادوگر تھے، پھانسی کے تختے پہ لٹکا دیئے گئے ہیں۔ اُن کی حالت سے عبرت پکڑ۔

آسیہؑ: (گھبرا کر) تب تو مجھے اور بھی جلد اپنے قافلے والوں سے ملنا چاہیئے۔ روحوں کا یہ خوش نصیب قافلہ فردوس میں جا پہنچا، اور میں بدقسمت ابھی تک فرعون کی دوزخ میں بیٹھی جلا کرتی ہوں۔ کاش!

میں اُن سے پیچھے نہ رہتی!

فرعون: (غضب ناک ہو کر) تیری یہ بے چینی جلد مٹا دی جائے گی۔ تو نے ہی اُس مارِ آستین کو، جسے موسےٰ کہتے ہیں، لاڈ پیار سے ہمارے محل میں پالا، اور ہماری ذلت و رسوائی کا سبب بنی۔ (اور بھی تیز آواز میں) اصل مجرم تو ہے اور اس لئے تجھے دوپہر کی تپتی ہوئی ریت پر وہ سزا دی جائیگی کہ سچ مچ دوزخ یاد آجائے۔ تو جلے گی اور ہمارا دل ٹھنڈا ہوگا!

یہ کہتے ہوئے دُہ دروازے کو اُڑ بند کر کے باہر نکل جاتا ہے۔

منظر ۵۵

(آسیہؓ کی زندۂ جاوید شہادت)

یہ مصر سے باہر ریگستان کا منظر ہے۔ فرعون، قارون، ہامان اور بہت سے سپاہی موجود ہیں آفتاب سر پر ہے، اس لئے گرمی کی شدّت سے سب کے پسینے بہ رہے ہیں یکایک ایک چھکڑا نمودار ہوتا ہے جس میں دو سپاہی آسیہؓ کو مشکوں سے کسے ہوئے نمودار ہوتے ہیں۔

فرعون: (سپاہیوں سے) بے ایمانو! تم نے اتنی دیر کیوں کر دی؟ تم دیکھتے نہیں کہ سورج سر پر ہے، اور ہم دھوپ کی تیزی سے پگھلے جا رہے ہیں؟

آسیہؓ: موم کے خدا اسی طرح پگھلا کرتے ہیں! ہا ہا ہا!

فرعون: خاموش! مرتے مرتے بھی ہم سے مذاق؟

سپاہی: خداوند! ہم بے قصور ہیں۔ ملکۂ عالیہ نماز پڑھ رہی تھیں اور دُعا میں دیر کر دی۔

فرعون: پہلے مقتولوں کو دُعا نے کیا فائدہ دیا جو اِسے دے گی۔ دیکھتے کیا ہو، اِسے چاروں شانے چت

ریت پر لٹا دو!......... (سپاہی یہ سُن کر جھجکتے ہیں، اور کچھ سوچنے لگتے ہیں) سوچتے کیا ہو؟ جلدی کرو!

(سپاہی آسیہؓ کو ریت پر لٹا دیتے ہیں، اور وُہ لیٹتے ہی گرمی سے چیخ اُٹھتی ہے)

فرعون: ہا ہا ہا! موسیٰ کی پیاری امّاں! ابھی تو نے دیکھا ہی کیا ہے؟ (دو جلّادوں سے جو بھاری ہتھوڑے لئے کھڑے ہیں) اِس کے دونوں ہاتھوں میں میخیں گاڑ دو، تاکہ اِس کا تڑپنا بند ہو!

(جلّاد آسیہؓ کے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر اُن میں ہتھوڑے سے میخیں گاڑ دیتے ہیں، اور خون ریت میں بہنے لگتا ہے۔ آسیہؓ درد سے چیختی ہے)

فرعون: اب بھی سرکشی سے باز آ، اور ہماری ہمدرد و وفادار بیوی بن کر رہ!

آسیہؓ: میں نے معبودِ برحق سے باوفا رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اب اُس وعدے کو سچّا ثابت کرنے والی ہوں۔ میں اپنے قافلے سے سُرخرو ہو کر ملوں گی۔

فرعون: (جلّادوں سے) اب اِس کے پاؤں میں بھی میخیں گاڑ دو!

(جلّاد پاؤں میں میخیں گاڑتے ہیں اور وُہ چلّاتی ہے)

آسیہؓ: الٰہی! مجھے اِس امتحان میں کامیاب کر، اور اپنے پاس مُسلمان کر کے بُلا۔ یا رحیم! مجھے فرعون کے ظلم سے نجات دے۔ اور فردوسِ بریں میں میرا گھر بنا۔ میں اُس گھر میں آنے کے لئے بے چین ہوں!

فرعون: (کڑک کر) اب اِس کے سینے پر وُہ پتھر رکھ دو!

جلّاد ایک بھاری پتھر اُٹھا کر آسیہؓ کے سینے پر رکھ دیتے ہیں جس سے اُس کا دم گھُٹنے لگتا

ہے۔ وہ مسکراتی ہے، اور بمشکل اپنے آخری الفاظ کہتی ہے۔

آسیہؑ: اے خدائے برحق! موسیٰؑ کو سلامت رکھ، اور..... اور اُس کے ہاتھوں فرعون کو پوری سزا دلا..... اسے منتقم! آلِ فرعون پر جینا حرام کر دے،... اور اِن پر..... وہ دردناک عذاب بھیج جو..... جو پہلے کسی نے نہ دیکھے ہوں!

(وہ مسکراتی ہوئی آنکھیں بند کرتی ہے، اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہوجاتی ہے)

نشانِ مردِ مومن با تو گویم!
چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست — اقبالؔ

منظر ۵۶

آلِ فرعون پر عذابوں کا سلسلہ نیل کا سُرخ ہو جانا

آسیہؓ کی وفات کے فوراً بعد آلِ فرعون پر مختلف عذابوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پہلا عذاب یہ ہے کہ دریائے نیل کا پانی سُرخ ہو جاتا ہے۔ مگرمچھ اور مینڈک وغیرہ پانی سے نکل نکل کر خشکی پر بھاگنے لگتے ہیں، اور آبادی کا رُخ کرتے ہیں مچھلیاں بکثرت مر مر کر سطحِ آب پر آجاتی ہیں۔

منظر ۵۷

(آبی جانور انسانوں کو کھاتے ہیں)

مگرمچھ آبادی میں آلِ فرعون کے آدمیوں کو پکڑ پکڑ کر کھاتے ہیں۔ دوڑ دھوپ اور چیخ پکار کا ایک عام ہیجان۔

منظر ۵۸

(مینڈکوں کا عذاب۔ پانی کا خون ہو جانا)

اس منظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ مینڈک بڑی کثرت سے ہر گھر میں دوڑ رہے ہیں، اور کھانا کھاتے ہوئے لوگوں کے برتنوں میں گر گر پڑتے ہیں بطور مثال، ایک خاندان کے میاں بیوی اور اُن کے دو لڑکے فرش پر بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں کہ مینڈک اُن کے سالن اور پانی کے برتن میں گر تے ہیں۔

خاوند : اِن کم بختوں نے تو ہم پر کھانا بھی حرام کر دیا۔ نیل کا پانی سُرخ ہوتے ہی فوجوں کی فوجیں مصر میں آگئی ہیں۔ بخدا نے یہ کب مریں گے!

بیوی : میں جانوں جادُوگروں کی رُوحیں اِن مینڈکوں۔ مگر مچھوں، اور دیبے تابی سے جسم گھجا کر جو ؤں کی شکل میں ہم سے اِنتقام لینے آئی ہیں۔ یہی حال رہا تو مصر کو چھوڑ کر بھاگنا ہو گا!

خاوند : بھاگیں گے بنی اسرائیل، ہم کیوں بھاگیں۔ یہ تمام تکلیفیں اُنہیں کی نحوست سے آئی ہیں۔

بیوی : اُن کی نحوست سے نہیں، بلکہ اُن کی بد دُعا سے۔ (گھڑے سے پانی کا پیالہ بھر کر پینے لگتی ہے کہ وہ

خون ہو جاتا ہے۔ وہ چیخ کر کہتی ہے: خون! پانی بھی خون!! (پیالہ ہاتھ سے گرا دیتی ہے)

خاوند: یہ بنی اسرائیل کے بچوں کا خونِ ناحق ہے جو اس صورت میں ہمیں سزا دینا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اب ہمیں پیاسا مرنا ہوگا۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ آج لوگ فرعون کے محل پہ دھاوا بولنے والے ہیں۔

بیوی: وہ کس لئے؟

خاوند: اس لئے کہ بنی اسرائیل پہ جو ظلم تم نے ڈھائے ہیں اُن کی تلافی کر دو۔ اُنہیں آزادی کامل دو وہ جہاں چاہیں چلے جائیں، ورنہ قبطیوں کی عام موت سے بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے!

بیوی: کاش! فرعون کے دماغ سے خدائی کا غرور نکل جائے۔ وہ خود کو انسان سمجھے، اور کمزور انسانوں کا ہمدرد ہو!

خاوند: اس میں وہ اپنی توہین سمجھتا ہے۔

منظر ۵۹

(فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ)

فرعون کے محل کے سامنے ہزاروں عوام جمع ہیں۔ اور "بنی اسرائیل کو نکال دو"!..... "بنی اسرائیل کو نکال دو" کے پے در پے نعرے لگا رہے ہیں۔

فرعون: (کھڑکی سے کڑک کر بولتا ہے) کیوں نکالا جائے بنی اسرائیل کو بے وقوفو! وہ تمہارے غلام ہیں، اور تمہاری خدمت کر رہے ہیں!

ایک جوان لیڈر: ہمیں ایسی خدمت نہیں چاہیئے اُن کی نحوست سے ہم پر طرح طرح کی آفتیں نازل ہوئی ہیں۔ ہم پر کھانا پینا اور سونا حرام ہو گیا ہے۔ کہیں مینڈک ہیں، کہیں مگرمچھ ہیں اور کہیں دوسرے دریائی جانور۔ نیل کا پانی سرخ ہو جانے سے ہم صفائی بھی نہیں کر سکتے، اس لئے کپڑوں میں بخیوں سے زیادہ جوئیں ہیں (جسم کو کھجاتا ہے) پیاس لگنے پر ایک گھونٹ پانی نصیب نہیں کہ زندگی کا سہارا ہو!

عوام۔۔۔: (جسموں کو کھجاتے ہوئے ہم آواز ہو کر) اُنہیں مصر سے نکالو! اُنہیں مکمل آزادی دو!

ایک اور نوجوان: اور یہ ہمارا اٹل مطالبہ ہے!

ہامان بڑھ کر فرعون کے کان میں کچھ کہتا ہے، اور وہ ہاتھ بلند کر کے اُنہیں مخاطب کرتا ہے:

فرعون: (بآوازِ بلند) خداوند کا سایہ تم پر سلامت رہے ہم تمہارے مطالبے کو سوچیں گے، اور بہت جلد اس کا فیصلہ کریں گے۔ کل صبح تک صبر کرو!

(سب چلے جاتے ہیں)

منظر ۶۰

(آلِ فرعون پر ٹڈی دل کا عذاب)

آلِ فرعون سے ابھی چونکہ عذابوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا ٹڈی دل آسمان پر چھایا ہوا ہے، اور مصر کے گرد و نواح والی فصلوں پر اُتر رہا ہے۔ کسان روتے ہیں اور اپنا سر پیٹتے ہیں، مگر کچھ پیش نہیں جاتی۔ لہلہاتے فصل خشک جھاڑیاں ہو کر رہ گئے ہیں۔

منظر ۶۱

(قحط سے اہلِ مصر کی بربادی)

فصل تباہ ہونے سے مصر میں ایک عام قحط دیکھا جا رہا ہے۔ اِنسان کمزور اور نحیف ہو رہے ہیں، اور "روٹی، روٹی!" کہتے ہوئے گر کر ختم ہو جاتے ہیں۔ ماؤں کی چھاتیوں میں دُودھ نہ ہونے کی وجہ سے بچے بلک رہے ہیں۔ ...... اُدھر آبادی سے باہر کھیتوں میں چوپائے زبانیں نکالے اِدھر اُدھر گھاس کی تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ مگر جب دراڑیں پڑی ہوئی خشک زمین کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا، تو مایوس ہو کر گر پڑتے ہیں۔

منظر ۶۲

(فرعون کی غفلت و بدمستی اور بھونچال کا عذاب)

اُدھر وُہ کیفیت، اور اِدھر فرعون اپنے محل میں مصاحبوں سمیت شراب کے جام پر جام اُڑا رہا ہے، اور بھُنے ہوئے مُرغ کھائے جا رہے ہیں۔

فرعون: (قارُون سے) قارُون سُنتا ہوں کہ لڑکوں قتل کرنے سے بنی اسرائیل میں لڑکیوں کی نہایت کثرت ہو گئی ہے، اور وُہ ہیں بھی جوان۔ قبطیوں کے لئے عیش کا اچھا سامان ہُوا۔ ہا ہا ہا: ہا ہا ہا!!

قارُون: حضور جانتے ہیں کہ خدا شکر خورے کو شکر دے ہی دیتا ہے۔

اِتنے میں ایک سپاہی ہانپتا ہُوا اندر داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے:۔

سپاہی: خداوندا لوگ بھُوک سے اِس قدر لاچار ہو رہے ہیں کہ محل پر حملے کا خطرہ ہے۔ وُہ روٹی مانگتے ہیں!

فرعون: (شرابی کی ٹوٹی پھوٹی آواز میں) ابے، روٹی نہیں ملتی تو گوشت کیوں نہیں کھا لیتے؟

یہ کہہ کر وہ گوشت کا ٹکڑا منہ میں ڈالنے لگتا ہے، کہ زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوتے ہیں، اور سارا محل کانپ اٹھتا ہے۔ کئی چیزیں گر کر ٹوٹ جاتی ہیں، سب کو اپنی اپنی جان کی پڑ جاتی ہے، اور محل سے باہر بھاگتے ہیں۔

منظر ۶۳

(بھونچال اصنامِ فرعونی کو برباد کرتا ہے)

یہ مصر میں آلِ فرعون کا سب سے بڑا صنم خانہ ہے جس میں فرعون اور دوسرے دیوتاؤں کے بڑے بڑے بت رکھے ہیں۔ زلزلہ پوری تیزی سے کام کر رہا ہے، اور یہاں بت متواتر جھٹکوں سے نیچے گر رہے ہیں۔ پجاری چیختے ہوئے باہر بھاگتے ہیں۔

منظر ۶۴

(مجلسِ شوریٰ میں فرعون کی نخوت و فرعونیّت)

یہ فرعون کی مجلسِ شوریٰ ہے۔ تمام ارکانِ سلطنت اور وزرا اپنے درباری لباس میں پوری ٹھاٹھ سے بیٹھے ہیں۔ فرعون اپنی نشستِ خاص پر پوری رعونت سے متمکّن ہے۔ نہ مزاج میں تبدیلی ہے، اور نہ طبیعت میں احساسِ شکست۔ اس کے عقب میں زلزلے کی شکست و ریخت کے آثار موجود ہیں۔ وہ اہلِ مجلس کو یوں مخاطب کرتا ہے:-

فرعون: حاضرینِ مجلس! میں نے اہلِ مصر کے پے در پے تقاضوں کو سُنا کہ بنی اسرائیل کو اس سرزمین سے نکال دو۔ میں نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ آپ لوگ اُن کی حمایت میں ہیں، اور بنی اسرائیل کا مصر میں رہنا پسند نہیں کرتے۔ اوّل تو یہ خیال کہ ہم پر یہ زلزلہ اور دیگر مصیبتیں بنی اسرائیل کی غربت و مظلومی کی وجہ سے آئی ہیں، محض وہم باطل ہے۔ بزدل لوگوں کا ایک جھوٹا تصوّر ہے۔ دُنیا میں تکلیفیں اور انقلابات مختلف قوموں پر آیا کرتے ہیں، لیکن کیا ضرور کہ وہ ظلم کی وجہ سے ہوں۔ اگر انصاف سے

دیکھا جائے تو ہم نے بنی اسرائیل پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ گیدڑ اور لومڑیاں اگر یہ شکایت کریں کہ شیر جنگل کا بادشاہ کیوں ہے تو یہ اُن کی کھُلی ہوئی نادانی ہے۔ فطرت طاقتور کو حاکم بناتی ہے اور کمزور کو محکوم۔ میں چونکہ موسیٰ کے سامنے بنی اسرائیل کی آزادی سے بارہا انکار کر چکا ہوں، لہٰذا اب اپنے فیصلے کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ اگر میں آج "ہاں" کہہ دوں تو بنی اسرائیل سمجھیں گے کہ میں بزدل ہوں اور کسی اَن دیکھے خدا کے عذاب سے ڈر گیا ہوں۔ اس لئے خواہ لاکھ زلزلے آئیں بجلیاں ٹوٹیں، نیل مصر کو بہا لے جائے مگر میں اُنہیں آزادی کی اجازت نہیں دے سکتا۔ میری بات پتھر کی لکیر ہے، اور میں دُنیا میں کسی چیز سے خائف نہیں۔ ہاں موت سے بھی نہیں!

.... زلزلے سے شکستہ دیوار پر ایک گدھ آکر بیٹھتا ہے اور فرعون اُٹھتے ہوئے اُسے دیکھ پاتا ہے (غُراب) فرعون کے شکستہ محل پر گدھوں نے بھی بسیرا شروع کر دیا! لیکن ابھی تو میں زندہ ہوں!

(یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے دوسرے کمرے میں چلا جاتا ہے، اور اہلِ دربار حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں)

منظر ۶۵

(فرعون کے وزرا بنی اسرائیل کو آزادی کی بھیک دیتے ہیں)

یہ خاموش جنگل ہے۔ رات کی تاریکی ہر طرف چھائی ہوئی ہے۔ اس سنّاٹے میں بنی اسرائیل کے غلاموں کی ایک بہت بڑی جماعت یہاں موجود ہے۔ مشعلیں ہر طرف جل رہی ہیں۔ قبطی سرداروں اور رئیسوں کی بھی ایک چھوٹی سی جماعت بنی اسرائیل سے الگ کھڑی ہے۔ ایک شخص، جو فرعون کا خاص جرنیل ہے، اور درباری لباس میں ملبوس، آگے بڑھتا ہے اور بنی اسرائیل کو ایک شفقت آمیز لہجے میں یوں مخاطب کرتا ہے :۔

جرنیل :میرے محترم بنی اسرائیلی بھائیو! آج رات آلِ فرعون کے بعض معزز سرداروں نے آپ لوگوں کو ایک مفید پیغام دینے کے لئے یہاں جمع کیا ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ آپ لوگ ہمیں ظالم اور خود غرض کہتے تھے۔ آپ کا دعوےٰ یہ تھا کہ ہمیں روٹی اچھی نہیں ملتی۔ کپڑا اچھا نہیں ملتا۔ مجلسی مساوات عطا نہیں کی جاتی، اور نہ سلوک نفرت انگیز ہے۔ دراصل یہ

ہمارا تصور نہیں، بلکہ اِس تمدّن کا تصور تھا جس کے ماتحت کسی کو آقا اور کسی کو غلام، کسی کو سرمایہ دار اور کسی کو مزدور، کسی کو مخدوم اور کسی کو خادم بننا پڑتا ہے۔ یہ وقت کا ایک تقاضا تھا جو پورا ہوتا رہا، کسی نے خوشحالی میں زندگی بسر کی اور کسی نے غربت میں۔ اب ماضی کے قصے یاد کرنا گویا گڑے ہوئے مُردے اُکھاڑنا ہے۔ اِس لئے گزشتہ واقعات کو بالکل فراموش کر کے ہمیں زمانۂ حال کے مصائب کا حل سوچنا ہے۔ ایسا حل جس سے آپ لوگ بھی آزاد اور خوش حال ہو جائیں، اور ہم بھی قحط کے حملے سے بچ جائیں۔ یہ چیز یُوں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم آپ کو مصر سے نکل جانے کی اجازت دیں۔ آپ لوگ کل شام سے پہلے پہلے تمام دوستوں اور رشتہ داروں کو آزادی کی یہ خوشخبری سُنا دیں، اور رات کی سیاہی پھیلتے ہی شہر سے چوری چھپے بھاگ کر جہاں جی چاہے چلے جائیں۔ ہم نے پہرے داروں کو حکم دے دیا ہے کہ بنی اسرائیل کے کسی آدمی کو نہ توروکا جائے، اور نہ اُس سے بُرا دبی کا سلوک کیا جائے، کیونکہ یہ لوگ پیغمبروں کی اولاد ہیں۔ اگرچہ ہمارے خداوند فرعون بنی اسرائیل کی آزادی پر رضامند نہ تھے، تاہم ہم لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ صادر کیا ہے۔ خبردار! فرعون کو اِس سلسلے کی خبر نہ ہو۔ اپنی رعایا پر رحم کرنا سخی اور نیک دل حاکموں کا طریقہ چلا آیا ہے، اور ہم آج اِس اصول کی بہترین مثال پیش کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کو آزادی مُبارک ہو!

ایک بلند آواز: (دُور سے سنائی دیتی ہے) دل سے نہیں اُٹھی یہ مُبارک باد۔ یہ تمہاری اپنی بھوک اور

موت کی پیدا کردہ ایک دردناک چیخ ہے جو بے اختیار ہونٹوں سے نکل گئی ہے۔

جبرئیل: (ساتھیوں سے) ہیں! یہ تو موسیٰؑ سے ہے! اِدھر کو چلا آ رہا ہے۔

حضرتِ موسیٰؑ: (آگے بڑھتے ہوئے) میں اُس درخت کے پیچھے کھڑا ہوا تمہاری سخاوت اور رحم دلی سے بھرپور تقریر سن رہا تھا کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ بنی اسرائیل کا گوشت پوست کھا جانے والے درندے آج انہیں "بھائی" اور "دوست" کہہ کہہ پکار رہے ہیں! کس قدر عجیب چیز ہے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے غلاموں کو صدیوں کی ذلت و محکومی کے بعد فرعون سے چوری چھپے آزادی کی بھیک دی جا رہی ہے۔ اے منافق انسانو! خدا کے مسلسل عذابوں اور قحط کے پیدا کردہ خطروں سے محفوظ رہنے کے لئے بنی اسرائیل پر آزادی کا احسان دھرتے ہو؟ تم خوب جانتے ہو کہ تمہارا کفر، تمہارا غرور، تمہارا استبداد اور تمہارا ظلم و جور ہی ان بے شمار عذابوں کا باعث ہے۔ جن بے کس لوگوں کے سبب تم پر یہ عذاب وارد ہوئے اب اُن کا منظر تمہیں سانپ اور بچھو بن کر کاٹتا ہے۔ اِس لئے تم اُن کو مصر سے غائب کرنا چاہتے ہو۔ ہاں، وہ کل رات ہی یہاں سے غائب ہو جائیں گے، مگر یہ مت سمجھو کہ اُن کے چلے جانے سے تمہاری مصیبتیں بھی چلی جائیں گی۔ کسی ملک کے حاکموں کی خوشحالی رعایا کے بدل جانے پر نہیں، بلکہ خدا پرستی، نیکی، انصاف اور رحم دلی کے زرّیں اصول پر منحصر ہے۔ اِس لئے موسیٰؑ کے یہ آخری الفاظ یاد رکھو کہ اگر سلامت رہنا چاہتے ہو تو فرعون سے باغی ہو کر معبودِ برحق کی اطاعت اختیار کر دو اور

مخلوقِ خدا سے محبّت و شفقت کا برتاؤ کرو۔ اگر تم نے میری بات نہ مانی اور کفر و بدکاری پر اَڑے رہے تو تم سب کو خدائے ذوالجلال کا وہ طوفان گھیر لے گا جس سے نجات ناممکن ہے۔

یہ کہہ کر حضرت مُوسیٰؑ چلے جاتے ہیں، اور تمام حاضرین پتّھر کی مُورتی بنے اُن کی جانب دیکھتے رہ جاتے ہیں!

منظر ۶۶

(انصاف و دیانت کیلئے قارون کو حضرت موسیٰؑ کی آخری تلقین)

یہ قارون کا گھر ہے۔ ایک خزانچی سامنے روپوں کی تھیلیاں لئے بیٹھا ہے۔ یہاں بنی اسرائیل کے مزدوروں کا اژدہام ہے یہ لوگ ایک طرف خاموش کھڑے ہیں۔ پہرہ دار ہاتھ میں ہنٹر لئے قہرمانی شان سے ایک ایک آدمی کو باری باری آگے کرتا ہے اور خزانچی سے مزدوری دلواتا ہے۔ قارون کی کرسی بھی خزانچی کے پہلو میں بچھ رہی ہے۔ وہ مزدوری کی تقسیم پر نگرانی کر رہا ہے۔

مزدور: (مزدوری کے چند روپے لیتے ہوئے قارون سے) خدارا رحم فرمائیے۔ ان پیسوں میں تو خشک روٹی بھی پوری نہیں ہوتی۔ اور پچھلے مہینے کا ادھار بھی دینا ہے۔

قارون: (گرج کر) چل ہٹ سامنے سے۔ تیرے تمام خرچوں کا میں نے ٹھیکہ تھوڑے ہی لے رکھا ہے

مزدور: (روپے رکھتے ہوئے) تو پھر یہ بھی لے لیجئے۔ میں اس عذاب کی زندگی سے مرجانا بہتر سمجھتا ہوں

قارون: تو پھر کل کا مرتا آج ہی مرجا۔ (جلاد سے) اس بھوکے مغرور کو کوڑے مار کر سامنے سے ہٹا دو!

(جلاد پوری قوت سے مزدور کو کوڑے رسید کرتا ہے اور وہ "آہ آہ" کرتا ہے)

یکایک دروازے کی طرف سے ایک پرجلال آواز سنائی دیتی ہے :-

"بے گناہوں کو چابک رسید کرنے والو! اب تم پر آسمانی چابک پوری قوت سے برسنے والا ہے۔ ظالموں کے لئے تھوڑی مہلت باقی ہے، اور پھر قیدی پرندے نالۂ صیاد پہ خوشی کے نغمے گایا کریں گے۔ اے قارون! میں آخری مرتبہ تجھے تنبیہ کرنے آیا ہوں کہ بنی اسرائیل کو ان کا حق واپس کر، اور باقاعدہ زکوٰۃ نکال، ورنہ تیری دولت کا ہر سکہ تیرے جسم پر آگ کی مہر بن جائیگا"

قارون: ہا ہا ہا! ابھی تو میرے سکے سونے کی مہریں ہیں جب یہ انگاروں میں تبدیل ہوں گے تو دیکھا جائیگا میں ایسے مذہبی ڈھکوسلے بہت سن چکا ہوں، اور اس وقت یہ وعظ میرے لئے ایک دیوانے کی بڑ سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا آپ مزدوروں کو باغی کرنے کی کوشش مت فرمائیں دنیا کی کوئی طاقت انہیں پیٹ کی زنجیر سے نجات نہیں دلا سکتی!

حضرت موسیٰ: (گرج کر) اے باغی فرعون کے باغی مرید! اے مصر کے بدترین غدار! اے فرزند ابلیس! بنی اسرائیل کی غلامی کا ایک بڑا سبب تیرا ناپاک وجود ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ قوم کا یہ عضو معطل عنقریب کٹ جانے والا ہے!

(وہ تیزی سے باہر نکل جاتے ہیں، اور قارون ایک طنزیہ قہقہہ لگاتا ہے)

منظر ۶۷

(بنی اسرائیل مصر سے ہجرت کرتے ہیں)

رات کی تاریکی میں بنی اسرائیل چوری چھپے مصر کی آبادی سے بھاگ بھاگ کر جنگل کا رُخ کر رہے ہیں۔

ایک قبطی: (غلاموں کو بھاگتا ہوا دیکھ کر اپنے دوست سے) کیوں یار! آج انہیں کیا ہو گیا جو اتنی رات گئے بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگے جا رہے ہیں؟

دُوسرا قبطی: اماں تمہیں اتنا بھی پتہ نہیں؟ ہمارے سرداروں نے فرعون سے چوری چھپے انہیں آزادی کا حکم دے دیا ہے۔ یہ اب جانیں بچا کر بھاگ رہے ہیں۔

پہلا قبطی: چلو یہ بلا بھی ٹلی۔ ان کی موجودگی سے تو ہم بھی بھوکوں مرنے لگے تھے!

دُوسرا قبطی: ہاہاہا! وہ دیکھو کس طرح کان لپیٹے چوروں کی طرح بھاگ رہے ہیں۔ سچے خدا کو ماننے والوں کا حال تو دیکھو!

پہلا قبطی: کہتے ہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔ دیکھیں وُہ کب حرکت میں آتی ہے۔ ہاہاہا!

منظر ۶۸

(بنی اسرائیل کے فرار پر فرعون کی مسرّت و ثنا آیات)

فرعون کا دربار صبح کے وقت حسبِ معمول لگا ہوا ہے۔ تمام نمک خوار درباری صف بستہ کھڑے ہیں۔ یکایک ہامان تیزی سے اندر داخل ہوتا ہے، اور فرعون کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ فرعون مسکراتا ہوا اٹھتا ہے، اور حاضرین کو یوں مخاطب کرتا ہے:۔

فرعون: بندگانِ خداوندِ عالی وقار! ہامان نے اس وقت ہمیں یہ خوشخبری سنائی ہے کہ ذلیل بنی اسرائیل مصر کو چھوڑ کر راتوں رات کہیں بھاگ گئے ہیں۔ آج ہمارا دل بہت مطمئن ہے کہ بنی اسرائیل کی نحوست سے یہ ملک پاک ہوا، اور ہماری شانِ خداوندی میں بھی فرق نہ آیا۔ گویا سانپ بھی مرگیا، اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی۔ اب حکم دیا جاتا ہے کہ تم اسی خوشی میں آج صبح ایک کی بجائے دو سجدے بجالاؤ!"

سب کے سب ایک ساتھ گر کر دو سجدے بجا لاتے ہیں۔ فرعون مسکراتا ہے۔

منظر ۶۹

(عصائے موسیٰؑ سے پتھّر سے بارہ چشمے جاری کرتا ہے)

بنی اسرائیل مصر کے صحراؤں کو طے کرتے جا رہے ہیں حضرتِ موسیٰؑ ان کے آگے آگے ہیں چونکہ اس لق و دق بیابان میں دُھوپ بہت تیزی سے پڑ رہی ہے۔ لہٰذا زبانیں ہونٹوں سے باہر نکل آئی ہیں، اور قدم بڑی مشکل سے اُٹھتا ہے۔

ایک بڈھا: آگے بڑھ کر اے خدائے برحق کے محبوب پیغمبرؑ ہم تو پیاس سے مر گئے! پانی مانگ! ہمارے لئے اُس رحیم و کریم سے ٹھنڈا پانی مانگ!

حضرتِ موسیٰ: (عصا کو حرکت دیتے ہوئے) اچھّا، تو اب وُہ رحیم و کریم خدا بنی اسرائیل کو ٹھنڈا پانی دے گا، اور اِس قدر دے گا کہ وُہ پی نہیں سکیں گے۔ وُہ دیکھتے ہو سامنے پتھر! میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ!

یہ کہہ کر حضرتِ موسیٰؑ ایک بڑے پتھّر کی جانب بڑھتے ہیں۔ جونہی اُس پر عصا سے ایک

ضرب لگاتے ہیں مختلف جگہوں سے پانی کے بارہ[1] چشمے بہنے لگتے ہیں۔ یہ پیاسے مُسافر بے اختیار اُن پہ ٹوٹ پڑتے ہیں، اور سیر ہو کر پانی پیتے ہیں۔

---

[1] بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ لہٰذا حسب روایتِ قرآنی بارہ چشمے جاری ہوئے۔

منظر ۷

(بنی اسرائیل کی دوبارہ گرفتاری کیلئے آلِ فرعون کا تقاضا)

فرعون بنی اسرائیل سے نجات پانے کی خوشی میں اپنے دس بارہ ارکانِ سلطنت سمیت تنہائی میں جشن منا رہا ہے۔ شراب کا دور چل رہا ہے۔ سامنے تین چار لڑکیاں محوِ رقص ہیں۔ رقص کے بعد ایک مغنیہ یہ گانا گاتی ہے:۔

گانا

زہے قسمت کہ بلبل کی چمن میں میہمانی ہے
مگر گل کو جو دیکھو تو حیا سے پانی پانی ہے

بہت چاہا کہ رازِ عشق کو رسوا نہ ہونے دوں
مگر لاچار ہوں، وہ ہیں حسیں، یاں بھی جوانی ہے

یہ محفل غیر کی ہے، چپکے چپکے شوق سے پڑھ لو!
مرے دل کی کہانی ہے جو آنکھوں کی زبانی ہے

نہ پایا تجھ سے کچھ انعام ہم نے اپنی وحشت کا
مگر ہاں داغِ دل روشن ہے، یہ تیری نشانی ہے
نہ دل باقی، نہ سر باقی، نہ شوقِ زندگی باقی!
تری جو بھی ادا ہے اِک بلائے آسمانی ہے

گانا ختم ہوتے ہی وہی جرنیل جو جنگل میں بنی اسرائیل کو آزادی کی خوشخبری سُنا رہا تھا تیزی سے اندر داخل ہوتا ہے۔

فرعون: (برہم ہوکر) کتنا گستاخ ہے تُو! خداوند کے جشنِ مسرّت کو تلخ کرنے سے بھی باز نہیں آیا؟ اِس غلل اندازی کا کیا مقصد ہے؟

جرنیل: خداوند! پہلے تو ہم بنی اسرائیل کی بغاوت سے گھبرا رہے تھے، مگر اب اپنی قوم کے لوگ بھی قانون کی حد سے نکلے جا رہے ہیں۔

فرعون: (گھبرا کر) کیوں؟ آخر وجہ کیا ہے؟

جرنیل: خداوند! وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دینے کے بعد ہمارے سر سے تمام عذاب تو ٹل گئے، اور فصلیں بھی ہری ہوگئیں، مگر اب انہیں کاٹے کون؟ محنت و مشقت کا کام سنبھالنے کو مصر میں کوئی مزدور باقی نہیں رہا۔ مزارعہ اور خادموں کے نہ ہونے سے قحط بہت غضب ناک ہو رہے ہیں۔
وہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کو فوراً واپس لاؤ ورنہ نظامِ سلطنت درہم برہم ہو جائے گا!

فرعون: یہ بھی عجیب لوگ ہیں کہ نہ دوزخ میں آرام لینے ہیں اور نہ بہشت میں پہلے تقاضا تھا کہ بنی اسرائیل

کو مصر سے نکال دو جب وُہ چلے گئے تو اب اُن کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اُنہوں نے تمام عمر عیش و عشرت اور آرام طلبی میں بسر کرتے کرتے یہ لوگ اب اس قدر اپاہج ہو چکے ہیں کہ اپنا کوئی کام بھی نہیں کر سکتے!

جرنیل: خداوند نے سچ فرمایا۔ وُہ تو بغیر نوکر کے پانی بھی پینے کے لئے تیار نہیں!

فرعون: (برافروختہ ہو کر) تو ایسے لوگ نیل میں کیوں غرق نہیں ہو جاتے کہ یہ تکلیف ہمیشہ پانی پینے میں (کچھ سوچ کر) خیر! اب ہمیں یہ مصیبت بھی ٹالنی ہوگی۔ ہم کل طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی بنی اسرائیل کا تعاقب کریں گے۔ عیش پرست قومیں غلاموں کے بغیر وقت بسر نہیں کر سکتیں!

منظر ۱۷

دریائے نیل میں فرعون اور آلِ فرعون کی عبرتناک غرقابی

یہ دریائے نیل کا ساحل ہے۔ بنی اسرائیل کے تھکے ماندے لوگ ریت پر اس مزے سے سوتے ہیں کہ گویا کمخواب کا بستر ہے۔ تین چار آدمی بطور محافظ ہاتھوں میں ڈنڈے تھامے اِدھر اُدھر ٹہل رہے ہیں اور رہ رہ کر چاروں طرف نظر دوڑا لیتے ہیں۔ سپیدۂ صبح بتدریج نمودار ہو رہا ہے، اور آفتاب طلوع ہوا چاہتا ہے۔ ایک محافظ یکایک کچھ دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے، اور انگلی سے اُدھر اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہتا ہے:۔

ایک محافظ: وہ دیکھو! ایک بہت بڑا لشکر اِدھر چلا آ رہا ہے!

دوسرا محافظ: (غور سے دیکھ کر) ارے، یہ تو فرعون کا لشکر معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں کہیں دوبارہ غلام بنانے کی نیت تو نہیں؟ دیکھو، وہ جلاد طوفان کی طرح بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ جلد اٹھاؤ سونے والوں کو!

اس پر تینوں محافظ چلانے لگتے ہیں:۔

"جاگو۔ بھائیو جاگو! فرعون کا لشکر چلا آرہا ہے!"........

یہ چیخیں سُن کر تمام لوگ گھبرا کر اُٹھ بیٹھتے ہیں، اور دہشت زدہ آنکھوں سے بڑھتے آتے ہوئے لشکر کی طرف دیکھنے لگتے ہیں۔ پھر سب کے سب دوڑتے ہوئے حضرتِ موسےٰ کے پاس آتے ہیں۔

ایک جوان: اے ہادیٔ برحق! فرعون ہمیں پھر گرفتار کرنے آرہا ہے!

دُوسرا جوان: (گھبرا کر موسےٰ سے) آج تو ہم مارے گئے۔ صدیوں کے بعد جن زنجیروں سے رہائی پائی تھی آج پھر اُنہیں میں قید ہوں گے۔ اِدھر دریائے نیل ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اور اُدھر فرعون کا شیطانی لشکر ایک تباہ کُن طوفان کی طرح بڑھتا آرہا ہے۔

ایک بڈّھا: موسےٰ سے، میرے تو بال بھی غلامی میں سفید ہو گئے! کیا میں آزادی کی ہوا میں مر بھی نہیں سکوں گا؟ کیا میرے آخری سانس بھی مجھ پر لعنت بھیجیں گے؟

حضرتِ موسےٰ: بےفکر مت کرو میں بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہوں۔ دیکھیں وہاں سے کیا جواب ملتا ہے!

ایک آٹھ سالہ بچہ: (بھولے پن سے) کیا ہمارا خدا ہمارے لئے کشتیاں بھیج دے گا کہ لو دریا کے پار ہو جاؤ؟

حضرتِ موسےٰ: بچّے! میرا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ وُہ بنی اسرائیل کو تباہ نہیں ہونے دے گا!

یہ کہہ کر حضرتِ موسےٰ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں:۔

دُعا: "پروردگار! تو ناممکن کو ہمیشہ ممکن کر کے دکھاتا چلا آیا ہے۔ جو چیزیں انسانی عقل کے نزدیک

محال ہیں، وہ تیرے حکم "کن" سے ظہور میں آجاتی ہیں۔ آج تیرے برگزیدہ پیغمبر یعقوب علیہ السلام کی اولاد خطرے میں ہے۔ تو غیب سے اِن کی امداد فرما، اور ظالموں کو شکست دے آمین۔"

...... معاً آسمانی بلندیوں میں بجلی کی ایک کڑک پیدا ہوتی ہے، اور غیب سے آواز آتی ہے:۔

آواز:— "اے موسیٰ! ہم نے تیری دعا قبول کی۔ اپنے عصا سے دریائے نیل پر ایک ضرب لگا اس سے بارہ خشک راستے پیدا ہوں گے۔ تمام لوگ تیزی سے دریا کے پار نکل جاؤ۔ ہم فرعون کے لشکر سے خود سمجھ لیں گے۔"

یہ سُن کر حضرت موسیٰ "توکلت علی اللہ" کہتے ہوئے عصا سے پانی پر ایک ضرب لگاتے ہیں پانی ایک ہیبت ناک گڑگڑاہٹ سے فوراً سمٹ کر دیواروں کی شکل میں کھڑا ہو جاتا ہے سیلاب بحکمِ الٰہی ساکن ہو جاتی ہے اور بارہ کشادہ راستے پیدا ہوتے ہیں بنی اسرائیل تیزی سے ان راستوں کو عبور کرنے لگتے ہیں چونکہ دریا کی تہ میں ابھی تھوڑا تھوڑا پانی کھڑا ہے اور کیچڑ میں پاؤں کھب جانے سے چلنا دشوار ہو رہا ہے۔ لہٰذا ایک بڈھا بے اختیار پکار اُٹھتا ہے: "موسیٰ! یہ کیچڑ تو ہمیں قدم نہیں اُٹھانے دیتا۔ اور فرعون آسانی سے ہمیں پکڑ لے گا!"

اتنا کہتے ہی حکمِ الٰہی سے ہوا نہایت تیزی کے ساتھ چلنے لگتی ہے، اور راستہ آناً فاناً خشک ہو جاتا ہے۔ بنی اسرائیل تیز رفتاری سے اُن پر چلنے لگتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے کچھ آدمی ابھی دریا کا راستہ طے کر رہے ہیں کہ ساحل پر فرعون کا لشکر آ

پہنچتا ہے۔ فرعون چار سفید گھوڑوں والی بگھی (chariot) میں سوار ہے۔ ہامان دُوسری بگھی میں بائیں تھامے کھڑا ہے۔ اِن کے پیچھے بے شمار گھوڑ سوار فوج ہتھیاروں سے آراستہ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ رہی ہے۔ فرعون خود بھی تصویرِ حیرت بنا ہوا ہے۔

فرعون: ہامان! یہ کیا ماجرا ہے؟ دریائے نیل کے طوفانی موسم میں اُس کے اندر خشک راستے پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے یا خواب؟

ہامان: خداوندا! آپ جانتے ہیں کہ موسٰی جادو میں اُستادوں کا اُستاد ہے۔ بہتے دریا میں سڑکیں بنانا اُس کے جادو کا نیا کرشمہ ہے!

فرعون: (کڑک کر) تو پھر ہم اِس جادو سے کیوں فائدہ نہ اُٹھائیں؟ جب یہ ذلیل غلام دریا کو اِس طرح عبور کر سکتے ہیں، تو پھر خداوند اپنے گھوڑے کیوں اِس میں نہ ڈال دیں؟ آج ان کا ایک آدمی بھی بچ کر نہیں جانا چاہیئے۔

یہ کہہ کر فرعون اپنی بگھی (chariot) دریا میں ڈال دیتا ہے۔ اُس کے پیچھے لشکر کے تمام گھوڑے بھی دریا کے پیدا شدہ راستوں میں اُتر جاتے ہیں۔ اُدھر بنی اسرائیل کا آخری آدمی ساحل پر قدم رکھتا ہے اور اِدھر فرعونی لشکر کا آخری سپاہی دریا میں اُترتا ہے۔ عین اِسی حالت میں دریا کی اِستادہ دیواریں آپس میں مل جاتی ہیں، اور نیل بدستور بہنے لگتا ہے۔ سپاہی اور اُن کے گھوڑے سطحِ آب پر چیونٹیوں کی مانند بہتے دکھائی دیتے ہیں۔ سب کی چیخ پکار مل کر ایک خوفناک ہنگامہ اختیار کرتی ہے۔ فرعون بھی مسلسل غوطے کھا رہا ہے، اور عاجز ہو کر پکار اُٹھتا ہے:۔

فرعون: بچاؤ! بچاؤ! میں آج موسیٰ اور ہارون کے خدا پر ایمان لاتا ہوں۔ توبہ ہے میری توبہ ہے!

حضرت موسیٰ: (ساحل سے بآوازِ بلند) نہیں، اب توبہ کا وقت گزر چکا ہے۔ تجھے بیسیوں مرتبہ خدائے برحق نے توبہ کا موقعہ دیا مگر تو نے ہر دفعہ پیغامِ الٰہی کی ہنسی اڑائی۔ میرا خدا غیرت مند ہے، اور وہ اپنے قانون سے شریرانہ مذاق گوارا نہیں کر سکتا!

(اس وقت ہماری آنکھوں کے سامنے بنی اسرائیل کی مظلومی کا وہ نقشہ پھر تیزی سے پھر جاتا ہے، جب کہ فرعون مطالبۂ آزادی پر انہیں گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے مروا رہا تھا اور ان کی چیخ و پکار کا جواب سنگ دلانہ قہقہوں سے دیا گیا تھا)

آج وہی بنی اسرائیل ساحلِ نیل پر کھڑے ہوئے فرعون، اس کی بے شمار فوج اور گھوڑوں کو بے بسی میں ڈوبتا ہوا دیکھتے ہیں، اور مسکرا رہے ہیں۔

فرعون ایک آخری غوطہ کھا کر نظر سے غائب ہو جاتا ہے، اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام آواز میں بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں:۔

"مظلوم غلاموں نے ایک جلاد شہنشاہ اور اس کے چیلوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا۔ خدا چاہے تو ایک چیونٹی سے ہاتھی کو بھی مروا سکتا ہے۔ تاریخِ عالم میں فرزندانِ توحید کی کتنی ہی چھوٹی چھوٹی جماعتیں لاتعداد فوج پر فتحیاب ہوئی ہیں[1]۔ اس فرعون کی بربادی ہر دوسرے فرعون کے لئے تا قیامت ایک عبرت ناک نمونہ ثابت ہو گی!"

[1] اس آیۂ شریفہ کا مفہوم ہے، کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِينَ (البقرہ)

بعد ازیں حضرتِ موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جانب متوجہ ہو کر فرماتے ہیں :۔

"اے بنی اسرائیل! زمیں بوس ہو جاؤ، اور آزادیٔ کامل کے لئے ربِّ واحد کا شکریہ بجا لاؤ!"

یہ سُن کر سب کے سب سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ آسمان سے ایک مقدّس روشنی شعاعوں کی صورت میں ان بندگانِ حق پہ جلوہ ریز ہوتی ہے!

منظر ۲

(قارون کا حضرت موسیٰ پر تہمت لگانا)

یہ مصر میں ایک وسیع میدان ہے جس میں قبطی بہ تعداد کثیر بیٹھے ہوئے حضرت موسیٰ کی تقریر سُن رہے ہیں۔ تقریر کے آخری الفاظ ہمیں اس طور پر سُنائی دیتے ہیں:۔

"اے آلِ فرعون! تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ میرا خدا بڑی حد تک اپنی شانِ رحیمی کا مظاہرہ فرماتا ہے لیکن جب خاکی انسانوں کی ہوس پرستی اور سرکشی اُن سے خدائی کا دعوےٰ کرانے لگے، تو خدائے قہار انہیں ایک عبرتناک سزا بھی دے سکتا ہے۔ الحمد للہ کہ تم نے ایسی مثالیں دیکھ کر میرے پیغام پر یقین کر لیا ہے، خدائے برحق پر ایمان لے آئے ہو، اور بنی اسرائیل کو اپنا بھائی سمجھنے لگے ہو۔ اب سرزمینِ مصر اپنے باشندوں کے لئے دوزخ نہیں، بلکہ سچ مچ جنّت کا نمونہ بن جائے گی۔"

ایک عورت: (جو سامانِ آرائش سے پوری طرح مزیّن ہے، مجمع کے قریب کھڑی ہوئی بول اُٹھتی ہے) خاموش! جب تک آپ جیسے دو رنگے لوگ مصر میں موجود ہیں، یہ شہر جنّت نہیں بلکہ

دوزخ ہی بنا رہے گا!

(تمام حاضرین حیرت سے اُس کی طرف دیکھتے ہیں)

حضرتِ موسٰی :(گرج کر) او بے حیا عورت! تجھے ایسا کہنے کی جرأت کس وجہ سے ہوئی؟

عورت :تجھ سے بھولے بنتے ہیں آپ۔ میں خود آپ کا مجسم گناہ بن کر سامنے کھڑی ہوں، اور مجھی سے وجہ پوچھی جا رہی ہے! (حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے) اے بے وقوف مصریو! تم اُس شخص کا وعظ کیا سنتے ہو جس کے دامنِ زہد پر خود بدکاری کے دھبے موجود ہیں؟

حضرتِ موسٰی :(گرج کر) اللہ کی لعنت ہو جھوٹ بولنے والوں پر۔ اے نادان عورت! مجھ پر یہ الزام لگانے کے لئے جس شخص نے بھی یہ سازش کی ہے، وُہ چند لمحوں میں برباد ہو گا۔ اور اس بربادی میں تو اس کی حصہ دار ہو گی۔ میں بلاشبہ خدا کا سچا پیغمبر ہوں، اور پیغمبر ہر گناہ سے بالکل معصوم ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا مجھے قسم ہے اُس خدائے ذوالجلال کی کہ تو مجھ پر تہمت لگانے کے عوض حاصل شدہ روپے خرچ بھی کرنے نہیں پائے گی کہ قہرِ الٰہی کی بجلی تجھے آناً فاناً راکھ کر دے گی۔ او کذّاب! جلد بتا تجھے کس نے سکھا کر بھیجا ہے؟

عورت :(جس کے چہرے پر پسینہ ہے اور جو تھر تھر کانپ رہی ہے) نہیں نہیں۔ بس یہ نہیں بتاؤں گی۔ میں نے خاموش رہنے کا عہد کیا ہے۔

حضرتِ موسٰی :(اور بھی تیز و تند آواز میں) جلد بتا، ورنہ میں بد دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہوں۔ ایک مظلوم و معصوم اور دردمندوں کی پکار سننے کے لئے خدا خود عرش سے اُتر آتا ہے!

عورت : (گھبرا کر) نہیں نہیں۔ بددُعا مت کیجئے۔ میں بتاتی ہوں۔ مجھے قارُون نے بہت بڑی رشوت دے کر اِس کام کے لئے بھیجا ہے۔ وُہ آپ کی ہردلعزیزی اور کامیابی کو دیکھ کر انتقام کے زہر سے بھر رہا ہے، اور وُہ زہر ان خُفیہ طریقوں سے استعمال میں لاتا ہے۔ مجھے معاف کیجئے۔ مجھے معاف کیجئے۔ میں اپنے جُرم پر پشیمان ہوں!

حضرتِ مُوسےؑ : میں نے تیرا جُرم مُعاف کیا، لیکن قارُون کے پے در پے جُرم اب ناقابلِ معافی ہیں۔ فرعون کی موت نے اُس کی آمدنی بند کر دی ہے، اور اب وُہ اپنی حسرت محرُومی میں شب و روز میری شکست و ناکامی کے اسباب سوچتا ہے! (حاضرین سے) دوستو! آپ لوگوں کے کانوں نے میری ذات پر ایک خوفناک تُہمت سُنی۔ اب اُٹھو! میرے ساتھ چلو، اور ایک معصوم پیغمبر پر الزام لگانے والے شخص کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھو!

(سب اُٹھ کر چل پڑتے ہیں)

ایک قبطی : (عورت کو کلائی سے پکڑتے ہوئے) قارُون کی ایجنٹ صاحبہ! آپ بھی تشریف لائیے اور اپنے آقا کو سازش کا انعام ملتا ہوا مُلاحظہ فرمائیے!

(عورت بھی ماتھے سے پسینہ پونچھتی ہوئی چل پڑتی ہے)

منظر ۳ے

(قارون اپنے خزانوں سمیت زمین میں غرق ہوتا ہے)

یہ قارون کا محل ہے، جو ایک دوست کے ساتھ شغلِ شراب نوشی میں ہمہ تن مصروف ہے۔

قارون: (شراب پیمانے میں ڈلتے ہوئے ایک طویل قہقہہ لگاتا ہے۔ اور دوست کو یوں مخاطب کرتا ہے) ہا ہا! آج موسےٰ کا جادو بھی ٹوٹ جائے گا..... فرعون کو غرق کرنے والا نبی آج قارون کے ہاتھوں برباد ہو رہا ہے۔ ہا ہا ہا! اگر بدبخت ہامان کو ایسی تیر بہدف تدبیر سوجھتی تو نیل کی موجوں میں اس بے بسی سے دم نہ توڑتا۔ ہا ہا ہا!..... اب مشاطہ اپنا کام کر کے آتی ہی ہو گی ہم زوالِ موسےٰ کی خوشخبری سنتے ہی رقص اور موسیقی سے اس مجلس کو رشکِ فردوس بنا لیں گے! ہا ہا ہا! ہی ہی ہی!

دوست: بھائی، بڑے شاطر واقع ہوئے ہو! دولت سمیٹنے میں بھی ماہر ہو اور دشمن کو مٹانے میں بھی استاد۔ ملاؤ پیمانے سے پیمانہ!

(دونوں شراب کے پیمانے ملا کر پی جاتے ہیں)

یکایک ایک نوکر گھبرایا ہوا داخل ہوتا ہے۔ اور.....

نوکر ـــــ حضور بچائیے! اپنی جان بچائیے! موسیٰؑ اور اُس کے دوست آپ کے محل پر چڑھائی کئے ہوئے آرہے ہیں!

قارُون: (سراسیمہ ہو کر) ہیں؟ یہ جرأت انہیں کیوں کر ہوئی؟

قارُون دوڑ کر کھڑکی سے جھانکتا ہے اور نیچے دیکھتا ہے تو مجمع محل کے پاس پہنچ چکا ہے۔

قارُون بگڑ کر موسیٰؑ سے: اپنے بھائی کے مکان پر یہ چڑھائی کیسی؟ یہ میری صریح توہین ہے، جسے میں ہرگز برداشت نہیں کروں گا!

حضرتِ موسیٰؑ: جب سے میں نے ہوش سنبھالی ہے، میں نے تجھے اپنا نہیں بلکہ شیطان کا بھائی پایا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ تُو حقیقی معنوں میں میرا بھائی بن جائے، لیکن تیری ضد نے تجھے راہِ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ تُو نے آج وُہ بدترین گناہ کیا ہے جس پر تمام کائنات غضب ناک ہے، اور جس سے تیری تباہی یقینی ہو گئی ہے!

قارُون: (گھبرا کر) کونسا گُناہ کیا ہے میں نے؟

حضرتِ موسیٰؑ: (عورت کی طرف اشارہ کر کے) اُس عورت کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ! وُہ تیرا بولتا ہُوا گناہ ہے اِس کی موجودگی میں ہماری تشریح بالکل غیر ضروری ہے!

قارُون: (بوکھلا کر) نہیں نہیں! میں نے تو اِسے کچھ نہیں سکھایا تھا۔ میں نے اِسے کوئی رشوت نہیں دی اِس نے خود الزام تراش لیا ہو گا!

حضرت موسیٰؑ: چور کی داڑھی میں تنکا۔ مجرم اپنے لفظوں ہی سے اپنے جرم کی شہادت دے رہا ہے۔ اب مجھے تیری سازش کا یقین ہو گیا ہے۔ اور میرے دوست تیری سزا دیکھنے کے لئے بے چین ہیں۔ اب مجھے بد دُعا کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں! (ہاتھ اُٹھاتے ہوئے) اے منتقم! تیرے سچے پیغمبر پر قارُون نے ایک شرمناک تہمت لگائی ہے۔ اے غیرت مند خدا! قارُون کو اس جرم کی عبرت ناک سزا دے۔ تاکہ میرے دوست میری بے گناہی کا ثبوت اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں۔ آمین!

یہ کہتے ہی ایک ہیبت ناک گڑگڑاہٹ سُنائی دیتی ہے، زمین پھٹ جاتی ہے، اور قارُون اپنے محل سمیت اُس میں غرق ہوتا ہوا دِکھائی دیتا ہے۔ دولت کی ایک بے پناہ جھنکار بھی سُنائی دیتی ہے۔ سونے چاندی کے بے شمار سِکّے جھنکار کے ساتھ پیوندِ زمین ہو رہے ہیں، اور بڑی بڑی چابیوں کے لاتعداد گچھے بھی خاک میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔

قارُون ایک شور برپا کرتا ہے:۔

توبہ ہے میری توبہ ہے! مجھے بچاؤ! ... میری تمام دولت لے لو! ... خدا را مجھے بچاؤ!"

آخر کار قارُون اس طرح زمین میں محل سمیت غائب ہو جاتا ہے، کہ کچھ بھی دِکھائی نہیں دیتا۔ زمین دوبارہ یُوں آپس میں مِل جاتی ہے کہ گویا لق و دق بیابان کے سوا کچھ تھا ہی نہیں۔

اے روبہک چرا نہ نشستی بجائے خویش

با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش؟

حضرتِ موسیٰ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے، اِس کا گروہ پانی میں غرق ہوا تھا، اور یہ جیسے کو زمین نگل گئی۔

اِس طرح فرعون کے طاغوتی گروہ کا آخری آدمی بھی صفحۂ ہستی سے مِٹ چکا ہے۔ تاقیامت یہ دولت اُس کے سر پر ہو گی، اور وہ مزید زمین چلاتا پھرے گا کہ "مجھے بچاؤ! میری دولت کا بوجھ میرے سر سے اُتارو، مجھے بچاؤ!"..... مگر اُس کی فریاد صدا بہ صحرا ثابت ہو گی۔ دوستو! یہ ہے کفر و طغیان اور سرمایہ داری کا عبرت ناک انجام!..... ظلم و جور سے پیدا کی ہوئی دولت آنکھیں بند ہوتے ہی وبالِ جان بن جاتی ہے۔ یاد رہے کہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیزیں صرف دو ہیں، اور وہ ہیں..... **ایمان اور عملِ صالح!**

الحمد للہ کہ آج ہماری فتح کی تکمیل ہوئی۔ اور **باطل** کی خلش اہلِ **حق** کے دل سے بالکل محو ہو گئی!

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ

"یاد رکھو! کہ نتیجہ کار خدا کی جماعت ہی فتحیاب ہوتی ہے!"

کتبہٗ: خوشی محمد خوش رقم تلمیذ پروین رقم مرحوم و مغفور۔

ملک محمد عارف خاں پرنٹر پبلشر نے اپنے دینِ محمدی پریس لاہور میں چھپوا کر اشاعت منزل بلرو ڈ لاہور سے شائع کی۔

تعلیماتِ اقبالؒ پر بہترین اور عظیم ترین کتاب

جہانِ اقبالؒ

از عبدالرحمٰن طارق بی۔ اے

حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے حیات افروز کلام پر تبصرے اور تشریح کی صورت میں آپ نے کافی لٹریچر مطالعہ فرمایا ہوگا لیکن آج ایک ایسی نادر و ممتازہ، دلچسپ اور عام فہم کتاب ملاحظہ فرمائیے جس کے مضامین اپنی جدّت، جامعیّت اور حُسنِ انداز سے کلامِ اقبالؒ کے متعلق آپ کو ایک نئی بصیرت عطا کریں گے۔ کتاب کی تعمیری اور افادی حیثیت کا اندازہ مندرجہ ذیل مضامین سے ہو سکتا ہے

۱۔ اقبالؔ اور نٹشے۔ ۲۔ اقبال اور رُومی۔ ۳۔ اقبالؔ کا مقامِ خودی۔ ۴۔ اقبالؔ کا نظریۂ فقر۔ ۵۔ اقبالؔ کا معیارِ ایمان و مومن۔ ۶۔ اقبال اور دین و سیاست۔ ۷۔ اقبالؔ کا تصورِ زمان و مکان ۸۔ اقبال اور فنونِ لطیفہ۔ ۹۔ اقبال اور سیاسیاتِ عالیہ۔ ۱۰۔ اقبال کا تصوّرِ ابلیس۔ ۱۱۔ اقبال کا فلسفۂ شاہیں۔ ۱۲۔ اقبالؔ کی نظر میں عورت کا مقام۔ ۱۳۔ اقبال اور مسئلۂ تقدیر۔ ۱۴۔ اقبال بحیثیت ایک ادبی مصوّر کے۔ ۱۵۔ اقبال کی غزل گوئی۔ ۱۶۔ طنزیاتِ اقبال۔ ۱۷۔ اقبال

کی پیشن گوئیاں۔ ۱۸۔ اقبال کا غیر مطبوعہ کلام

یہ مضمون میں فارسی اور اُردو کے دقیق اشعار کی عام فہم شرح بھی پیش کی گئی ہے جس سے مبتدی اور منتہی حضرات یکساں طور پر مستفید ہو سکتے ہیں تشریح و تبصرہ میں مصنف نے تقلید سے گریز کرتے ہوئے سراسر تحقیق و اجتہاد سے کام لیا ہے جس سے کتاب بالکل "طبع زاد" ہو گئی ہے۔

الغرض اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مشرق کے عدیم النظیر شاعر علامہ اقبال کے اہم ترین موضوعاتِ شعر و سخن کیا کیا تھے، اور اُن میں انسانیت کے لئے کیسے کیسے رُوح پرور عناصر موجود ہیں تو آج ہی "جہانِ اقبال" کی ایک کاپی طلب فرمائیے اِس کے مطالعہ سے آپ کے مذاقِ سلیم کو خاطر خواہ تسکین حاصل ہو گی۔ علامہ اقبال نے شعر کا مقام بالفاظِ ذیل بیان فرمایا ہے:-

وُہ شعر کہ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے ۔۔۔ یا نغمہ جبریل ہے یا بانگِ سرافیل

پس "جہانِ اقبال" میں شعر کی تعمیری اور انقلابی صلاحیتوں کو بوجہ احسن بیان کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کے جذباتِ خُفتہ کو بیدار کرنے کے لئے شعرِ اقبال نے فی الواقعہ "صُورِ اسرافیل" کا کام کیا ہے۔

کتابت و طباعت نہایت خوشنما، جلد آرٹ کا بہترین نمونہ۔ سائز "بانگِ درا" کا، ضخامت چھ سو صفحات۔ قیمت مجلد ساڑھے سات روپے۔ خاص جرمی جلد اور سنہری ڈائی کے ساتھ قیمت دس روپے

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل "بل روڈ" لاہور

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

فردوسِ معانی

از عبدالرحمٰن طارق

اُردو زبان میں آج تک جتنے بھی شعرا ہوئے ہیں، اُن کا انتخاب دواوین مختلف صورتوں میں طبع ہو کر تشنہ کامانِ ادب تک پہنچتا رہا حسن و عشق کی نوک جھونک، تاثراتِ راز و نیاز رنگینیٔ عشوہ و غمزہ، نوحۂ ہجر و فراق، نغمۂ سرورِ وصال، مدحِ زُلف و خال، شکوۂ بے اعتنائی، سپاسِ پذیرائی، محافلِ عیش و نشاط، کیفِ موسیقی و شراب، الغرض رندی و عشق بازی کے موضوع پر بے شمار لٹریچر آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا لیکن تاہنوز کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی۔ جو اُردو شاعری کے ذخائر میں سے رُوح کو بیدار کرنے والے عارفانہ اور اخلاقی عناصر یکجا مرتّب کر کے دکھاتی۔ یہ حسرت انگیز کمی آج "فردوسِ معانی" سے پُوری کی جا رہی ہے جو اُردو ادب میں اپنے موضوع پر سب سے پہلی اور جامع و مانع کتاب ہے اس میں

اُردو شاعری کے باوا آدم ولیؔ دکنی سے لے کر شعرائے جدید تک سب کے مجموعۂ کلام سے صوفیانہ، عارفانہ اور اخلاقی اشعار منتخب کرتے ہوئے عام فہم انداز میں اُن کی تشریح و توضیح بھی کی گئی ہے۔ انتخاب اس قدر جامع کہ تصوّف اور اخلاقیات کے قریباً تمام مسائل مہمّہ پر حاوی ہے۔ ادبی محاسن و نکات کا حل اس قدر تسلّی بخش کہ طبعِ سلیم میں معانی کے متعلق کوئی خلش باقی نہ رہے۔ اگر آپ یہ ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں کہ الشعراءُ تلامیذ الرحمٰن" کے مطابق خدا کے صحیح "شاگرد" کی حقیقی شان کیا ہے اور حسبِ ارشادِ نبویؐ اشعارُ حکمت و موعظت" کا مخزن کیوں کر بنتے ہیں تو "فردوسِ معانی" کو ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ فی الواقعہ یہ چیز مقدّس اور پاکیزہ جذبات و احساسات کی فردوسِ جمیل ہے۔ جس میں فطرت نے صداقت کے موقلم سے بے نظیر گُلکاری کی ہے۔

کتاب پریس میں ہے۔ ضخامت اسی سائز کے قریباً تین ۳۰۰ سو صفحات اپنی فرمائش جلد روانہ فرمائیے۔

ملک دین محمّد اینڈ سنز اشاعت منزل "بُل روڈ" لاہور